۲۳

نئی لائبریری

آؤ

مزاحیہ ڈرامے

سعادت حسن منٹو

نیا ادارہ

1.75

آؤ

نیا ادارہ لاہور

آؤ سنو !

یہ ڈرامے روٹی کے اس مسئلے کی پیداوار ہیں جو ہندوستان میں ہر اردو ادیب کے سامنے اس وقت تک موجود رہتا ہے جب تک وہ مکمل طور پر ذہنی اپاہج نہ ہو جائے۔

میں بھوکا تھا چنانچہ میں نے یہ ڈرامے لکھے ۔ داد اس بات کی چاہتا ہوں کہ میرے دماغ نے پیٹ میں گھس کر یہ چند مزاحیہ ڈرامے لکھے ہیں جو دوسروں کو ہنساتے رہے ہیں مگر میرے ہونٹوں پر ایک پتلی سی مسکراہٹ بھی پیدا نہیں کر سکے ۔

سعادت حسن منٹو

پبلشر:- نذیر چودھری، نیا ادارہ، لاہور
پرنٹر:- پنجاب پریس لاہور

فہرست

آؤ سُنو	۵
آؤ کہانی لکھیں	۷
آؤ تماشا کھیلیں	۲۱
آؤ خط سُنو	۳۵
آؤ کھوج لگائیں	۴۹
آؤ ریڈیو سُنیں	۶۵

آؤ بات تو سُنو	۷۳
آؤ بحث کریں	۸۹
آؤ اخبار پڑھیں	۱۰۱
آؤ چوری کریں	۱۱۵
آؤ جھوٹ بولیں	۱۲۹

آؤ سنو

یہ ڈرامے روٹی کے اس مسئلے کی پیداوار ہیں جو ہندوستان میں ہر اُردو ادیب کے سامنے اس وقت تک موجود رہتا ہے، جب تک وہ مکمل طور پر ذہنی اپاہج نہ ہو جائے۔

—— میں بھوکا تھا۔ چنانچہ میں نے یہ ڈرامے لکھے۔ داد اس بات کی چاہتا ہوں کہ میرے دماغ نے پیٹ میں گھس کر یہ چند مزاحیہ ڈرامے لکھے ہیں جو دوسروں کو ہنساتے رہے ہیں، مگر میرے ہونٹوں پر ایک پتلی سی مسکراہٹ بھی پیدا نہیں کر سکے۔

سعادت حسن منٹو

کوچہ وکیلاں، امرتسر

۲۸ دسمبر ۱۹۴۰ء

آؤ کہانی لکھیں

لاجونتی: (اپنے پتی سے اشتیاق بھرے لہجے میں)۔ آؤ کہانی لکھیں ——

کشور: (چونک کر) کہانی؟

لاجونتی: ہاں ہاں، کہانی۔

کشور: میں لکھنا نہیں جانتا، کہو تو ایک سنا دوں۔

لاجونتی: سناؤ۔

کشور: سنو — ایک تھی کہانی، اس کی بہن تھی نہانی، اس کا بھائی تھا بسولا۔ اس نے بسائے تین گاؤں۔ دو بسے بسائے ایک بسا ہی نہیں، جو بسا ہی نہیں اس میں آئے تین کمہار۔ دو لنگڑے لولے، ایک کے ہاتھ ہی نہیں۔ جس کے ہاتھ ہی نہیں، اس نے بنائیں تین ہنڈیا۔ دو ٹوٹی ٹائی، ایک کا تلا ہی نہیں۔ جس کا تلا ہی نہیں، اس میں پکائے تین چاول۔ دو اینٹھے آنٹھے، ایک گلا ہی نہیں۔ جو گلا ہی نہیں، اس پر اترے تین مہمان، دو روٹھے راٹھے۔ ایک منا ہی نہیں، جو منا ہی نہیں ------

لاجونتی: ہٹاؤ بھی اس بکواس کو۔

کشور: ارے، یہ بکواس ہے کیا؟ — جب جانوں اگر تم بتا دو کہ اس مہمان کو کیا ہوا، جو مناہی نہیں؟

لاجونتی: یہ بھی کوئی بڑی بات ہے۔

کشور: بات تو بڑی نہیں، پر تم نہ بتا سکو گی ..... کوشش کرو۔ دو رُوٹھے راٹھے، ایک مناہی نہیں، جو مناہی نہیں ..... اس کو؟

لاجونتی: گھر سے نکال باہر کیا۔

کشور: وہ کیوں؟

لاجونتی: جب تم نہیں مانا کرتے تو میں یہی تو کیا کرتی ہوں۔

کشور: ٹھیک ہے۔ پر وہ مہمان ہے، میں نہیں ہوں ..... ہر شخص میری طرح کمزور دل کیسے ہو سکتا ہے؟ —— تم نے سوچے سمجھے بغیر اسے گھر سے نکال دیا ..... واہ بھئی واہ!!

لاجونتی: میں تو یہی کرتی۔

کشور: تم ایسا ہرگز نہ کرتیں۔

لاجونتی: (زور سے) میں ضرور کرتی۔

کشور: تم کبھی نہ کرتیں۔

لاجونتی: میں کہتی ہوں میں ایسا ضرور کرتی۔

کشور: پھر وہی بات۔ میں جو کہہ رہا ہوں کہ تم ایسا کبھی نہ کرتیں۔

لاجونتی: دیکھو جی یہ بات بڑھ جائے گی۔ تم جانتے ہو کہ میں اپنی ہٹ کی بہت پکی ہوں۔ ایک انچ ادھر نہ ہٹوں گی۔ تمہارا رُوٹھا ہوا مہمان گھر سے ضرور

باہر نکالا جائے گا۔

کشور: تم اسے گھر سے باہر نہیں نکال سکتی ہو۔

لاجونتی: (غصے میں) کیا کہا۔

کشور: (گھبرا کر) میں نے کیا کہا تھا؟

لاجونتی: یہ کہا تھا کہ میں اسے گھر سے باہر نہیں نکال سکتی۔

کشور: سچ تو کہا تھا۔۔۔۔۔۔۔ تم یہ کیسے کر سکتی ہو؟

لاجونتی: کیسے کر سکتی ہوں۔۔۔۔۔ تو بتاؤں تمھیں گھر سے باہر نکال کے۔۔۔۔ میں کیسے کر سکتی ہوں۔۔۔۔ گویا آج تک میں نے تمھیں گھر سے باہر نکالا ہی نہیں۔ ۔۔۔۔۔ چلو ابھی یہاں سے بھاگ جاؤ۔

کشور: لاجونتی ذرا شانتی سے کام لو۔۔۔۔ بات ہم اس روٹھے ہوئے مہمان کی کر رہے ہیں۔ اور گھر سے باہر تم مجھے کر رہی ہو۔

لاجونتی: جو بات میں کہوں گی، تمھیں ماننا ہوگی۔

کشور: پر یہ کیسے ہو سکتا ہے، کہانی میں ایسا نہیں لکھا ہے۔

لاجونتی: کہانی میں کیا لکھا ہے؟ یہی لکھا ہونا چاہئے کہ اس کو گھر سے نکال باہر کیا۔

کشور: تم مانتی نہیں، مگر میں کہتا ہوں کہ تم بہت سخت دل ہو۔۔۔۔۔ وہاں تو کچھ اور ہی لکھا ہے۔

لاجونتی: میں کسی کے لکھے ہوئے کو نہیں مانوں گی

کشور: تم سُن تو لو۔ دو رُوٹھے راٹھے، ایک مناہی نہیں، جو منا ہی نہیں اس کو اُس کو؛

کشور: لگاتے تین پاپوشش، ایک ادھر ایک ادھر، ایک لگا ہی نہیں ....
اب تم خود ہی بتاؤ کہ میں زیادتی کر رہا تھا یا تم ؟

لاجونتی: تین پاپوش لگائے گئے نا ؟

کشور: ہاں ہاں، تین ـــــ پورے تین۔

لاجونتی: اگر دو ہی ہوتے تو میں کبھی نہ مانتی..... تمھیں اچھی طرح یاد ہے نا کہ تین ہی تھے۔

کشور: تھے تو تین ہی ..... پر تیسرا لگا ہی نہیں۔

لاجونتی: کوئی بات نہیں..... میرے ہاتھ کبھی نہیں چوکیں گے۔

کشور: میں سمجھا نہیں۔

لاجونتی: اچھا ہے ـــ ابھی سمجھ کے کیا کروگے۔

(نرائن گھنٹی بجاتا ہے)

کشور: کوئی آیا ہے۔

لاجونتی: تمھارا دوست نرائن ہے۔

کشور: یہ تم نے کیسے پہچانا ؟

لاجونتی: گھنٹی سے

نرائن: پرنام بھابی..... ہلوا دلڈ بوائے ..... کیا قصہ ہے بھئی .....
رُونی صورت کیوں بنائے بیٹھے ہو ؟

کشور: (چونک کر) میں ؟..... بھئی میں ذرا سوچ رہا تھا۔

لاجونتی: (طنزیہ انداز میں) آپ سوچ رہے تھے ..... کیا یہ کچھ سوچ بھی سکتے ہیں۔

کشور: میں یہ سوچ رہا تھا کہ آج انھوں نے گھنٹی کی آواز سے پہچان لیا ہے کہ تم آرہے ہو۔ تو کل میری آواز سے پہچان لیں گی کہ میں ڈاکٹر کے پاس جانے کا بہانہ کرکے تمھارے ہاں تاش کھیلنے آرہا ہوں ـــ زندگی یوں بسر نہ ہو سکے گی نرائن ـــ یہ شرلک ہومز بن رہی ہیں دن بدن۔

نرائن: (ہنستا ہے) اماں یہ شرلک ہومز بھی ایک ہی کائیاں تھا۔ جوتے کی نوک دیکھ کر یہ بتا دیتا تھا کہ اس کے پہننے والی ناک ٹیڑھی ہے۔ چھڑی سے معدے کی حالت، سگرٹ کی راکھ سے آنکھوں کا رنگ اور ہیٹ سے پیروں کی شکل بتا دینا اس کے نزدیک معمولی کام تھا۔

لاجونتی: یہ سب فرضی قصّے ہیں۔ جھوٹ موٹ کی باتیں۔

نرائن: جھوٹ موٹ کی باتیں ـــ کیا کہہ رہی ہیں آپ بھابی جان۔

لاجونتی: یہ سب کہانیاں ہیں بابا، ان میں سچ کہاں، جس نے چاہا گپ ہانک دی۔ ـــ بھلا ایسا کبھی ہو سکتا ہے ـــ مجھے کہئے تو میں اپنی طرف سے اسی طرح کی تین چار کہانیاں بنا کر سنا دوں۔

نرائن: تو یہ سب کہانیاں ہوتی ہیں؟

لاجونتی: بالکل ... فرضی قصّے ...

نرائن: جن کو میں بھی لکھ سکتا ہوں۔

لاجونتی: جب آپ کے دوست لکھ سکتے ہیں تو کیا آپ نہ لکھ سکیں گے۔

نرائن: اماں کیشو، مجھے معلوم نہ تھا کہ تم اسٹوری رائٹر بھی ہو ـــ کیا لکھا کرتے ہو ایسی کہانیاں؟

کشور: بھئی کبھی لکھی تو نہیں، لیکن صبح سے یہ میرے پیچھے پڑی ہوئی ہیں کہ آؤ کہانی لکھیں۔۔۔۔ آؤ کہانی لکھیں۔۔۔۔

نرائن: تو آؤ کہانی لکھیں۔

لاجونتی: آؤ کہانی لکھیں۔

کشور: تینوں مل کر ایک کہانی لکھیں۔۔۔۔۔ بہت اچھا خیال ہے۔۔۔۔۔ ایک کہانی کے تین رائٹر۔۔۔۔۔ شروع کون کرے؟

لاجونتی: جو بولے وہی کنڈا کھولے۔

کشور: تو لو۔۔۔۔۔ تو لو میں شروع کرتا ہوں۔۔۔۔۔ ایک روز کا ذکر ہے۔۔۔۔۔ ایک روز کا ذکر ہے۔ بابو سالگ رام رات کو بہت دیر سے گھر آیا۔۔۔۔ وہ سخت خوف کھا رہا تھا۔

لاجونتی: اس کی بیوی کملا رات کے سناٹے میں چپ چاپ اس کا انتظار کر رہی تھی۔

کشور: تمھیں کیسے معلوم ہوا کہ بابو سالگ رام بیاہا ہوا تھا؟

لاجونتی: رات کو وہی لوگ دیر سے آتے ہیں اور ڈرتے ہیں جو بیاہے ہوئے ہوں۔

کشور: اچھا بھئی تمھاری مرضی۔۔۔ تو اس کی بیوی رات کے سناٹے میں اس کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔۔۔ سالگ رام یہ سوچ رہا تھا۔۔۔۔۔

لاجونتی: کہ اس کی بیوی کو پتہ چل گیا کہ وہ رات کے ساڑھے بارہ بجے تک برج کھیلتا رہا ہے اور مہینے کی آدھی تنخواہ ہار گیا ہے تو آفت آجائے گی۔

کشور: یہ تم نے اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے کہ وہ برج کھیل رہا تھا۔ حالانکہ میں چاہتا ہوں کہ وہ رات کو ایک ناچ دیکھ کر آئے۔

لاجونتی: ناچ ؟..... تو یہ اور بھی اچھا ہے ـــ بولیے نرائن صاحب! ہم کہاں تک پہنچے تھے ؟

نرائن: ایک روز کا ذکر ہے، بابو سالگ رام رات کو بہت دیر سے آیا۔ وہ سخت خوف کھا رہا تھا۔ اس کی بیوی کملا رات کے سناٹے میں چپ چاپ اس کا انتظار کر رہی تھی۔ سالگ رام یہ سوچ رہا تھا.....

کشور: یہ سوچ رہا تھا..... کہ..... وہ عورت جس کا ناچ وہ کلب گھر میں دیکھ کے آیا ہے

لاجونتی: کتنی حسین تھی ... چاند سا مکھڑا، گوری گوری رنگت، کالی ناگنوں کے سے بال، جب وہ ناچتی تھی تو اس کے سفید ٹخنوں میں بندھے ہوئے گھنگھروؤں کی جھنجھناہٹ کس طرح اس کے دل کی دھڑکنوں میں گھل مل جاتی تھی.....

نرائن: واہ بھائی واہ!

اس کے سفید ٹخنوں میں بندھے ہوئے گھنگھروؤں کی جھنجھناہٹ ابھی تک گونج رہی تھی۔

کشور: اس کے کانوں میں ان گھنگھروؤں کی آواز ابھی تک گونج رہی تھی۔

لاجونتی: اس کے ساتھ ساتھ اس کے کان ان جھڑکیوں اور گالیوں کے بے پناہ شور سننے کے لیے تیار ہو رہے، جو اس کی بیوی اپنے سینے میں چھپائے بیٹھی تھی۔

کشور: میں پوچھتا ہوں تم بیچ میں اس کی بیوی کا قصہ کیا لے بیٹھی ہو۔

لاجونتی: عورت کے بغیر کوئی افسانہ مکمل نہیں ہو سکتا۔

کشور: ٹھیک ہے۔ پر وہ جھڑکیوں اور گالیوں کا بے پناہ طوفان اپنے سینے میں کیوں چھپائے بیٹھی ہے ؟

لاجونتی: عورت کیا اپنے حقوق کی حفاظت نہ کرے ؟ ـــ تم جیسے بے وفا مرد اگر رات

کو دو دو بجے گھر آئیں تو کیا تمہارا یہ مطلب ہے کہ عورتیں خاموش بیٹھی رہیں۔ کچھ نہ کہیں۔ گھل گھل کے مر جائیں، تم عیش کرو، ناچ دیکھو، رنگ رلیاں مناؤ اور ہم اپنی زبان پر تالے ڈال لیں۔

کشور: میں نے یہ کب کہا ہے میں نے یہ کب کہا ہے ـــ تم تو بات بات پر بھڑک اٹھتی ہو۔ ہم کہانی لکھ رہے ہیں بابا۔

لاجونتی: لکھو..... پر میری بات ٹوکنے کا تمھیں کوئی ادھیکار نہیں۔ سمجھ لیا ... ہاں تو مسٹر نرائن! ہم کہاں تک پہنچ چکے ہیں۔

نرائن: (ٹھنڈی سانس بھر کر) بہت دور پہنچ چکے ہیں ـــ ہاں تو یہ لکھا ہے میں نے ... اس کے ساتھ ساتھ اس کے کان ان جھڑکیوں اور گالیوں کا بے پناہ شور سننے کے لیے تیار ہو رہے تھے جو اس کی بیوی کملا اپنے سینے میں چھپائے بیٹھی تھی۔

کشور: سالگ رام کو اس کی کوئی پرواہ نہ تھی۔

لاجونتی: اس پر اس ناچنے والی کے عشق کا بھوت سوار تھا۔

کشور: اس نے دل میں یہی سوچا، مگر فوراً ہی اس کو خیال آیا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ اسے اپنی بیوی سے بے حد محبّت ہے۔

لاجونتی: وہ اپنے آپ کو دھوکا دے رہا تھا۔ صرف اس لیے کہ اس کے دل سے وہ ڈر دور ہو جائے جو عام طور پر ان مردوں کے دل میں پیدا ہو جایا کرتا ہے، جو اپنی عورتوں سے دغا کرتے ہیں۔

کشور: اس کا یہ خیال بھی غلط نکلا ... دراصل اس کے دل کو کوئی اور چیز ستا رہی تھی۔

لاجونتی: کیا؟

کشور: یہ اس کو معلوم نہیں تھا۔

لاجونتی: یہ بھی عجیب بات ہے۔ اس کو معلوم کیوں نہیں تھا؟

کشور: اس کو معلوم کیوں نہیں تھا؟..... مجھے کیا معلوم؟..... بس اسے معلوم نہیں تھا۔ اس لیے کہ اسے معلوم نہیں تھا۔

لاجونتی: مجھے اس قسم کی اوٹ پٹانگ باتیں پسند نہیں۔ تم ٹھیک ٹھیک بتاؤ کہ اسے کیوں معلوم نہیں تھا۔ تم یہ کہ دینے سے کہ اسے معلوم نہیں تھا۔ اپنے سالگ رام کو اس کی مظلوم استری کی آنکھوں میں سرخرو ثابت نہیں کر سکتے، جو سزا میں نے تمہارے بابو سالگ رام کے لیے سوچ رکھی ہے۔ اسے مل کے رہے گی..... سمجھے؟..... تمہاری یہ چالاکیاں میرے ساتھ نہ چل سکیں گی۔

کشور: دیکھا نرائن — میں تم سے جھوٹ نہیں کہا کرتا۔ یہ عورت بارود کی بنی ہوئی ہے۔ بارود کی — آتش بازی کا چکر ہے — اب تم بتاؤ کہ ایسی حالت میں افسانہ کیسے مکمل ہو سکتا ہے؟

نرائن: مجھے تم سے پوری ہمدردی ہے۔

لاجونتی: اور مجھ سے؟

نرائن: اور آپ سے میں صرف اس قدر کہنا چاہتا ہوں کہ آپ جو کہتی ہیں صحیح ہے۔

لاجونتی: میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔

کشور: مگر فیصلہ کیا ہوا؟

نرائن: فیصلہ یہ ہے کہ کہانی کو کسی نہ کسی طرح ختم کر دیا جائے۔

کشور: بہت بہتر — تو ہم کیا کر رہے تھے؟

نرائن : یہ کہہ رہے تھے کہ دراصل اس کے دل کو کوئی اور چیز ہی ستا رہی تھی۔ کیا؟
..... یہ اسے معلوم نہیں تھا۔

لاجونتی : اسی اُدھیڑ بن میں وہ مکان کے قریب پہنچ گیا۔

کشور : اتنی جلدی؟

لاجونتی : تم بیچ میں نہ بولو جی — آپ لکھیے مسٹر نرائن !.... اسی اُدھیڑ بن میں وہ مکان کے قریب پہنچ گیا۔ اس کی بیوی اب بڑی بے چینی سے کمرے میں اس کا انتظار کر رہی تھی۔ بابو سالگ رام بڑے دروازے میں داخل ہوا۔

کشور : کہ ایکا ایکی اسے کوئی خیال آیا اور باہر نکل کر سڑک پر ٹہلنے لگا۔

لاجونتی : دیکھئے نرائن صاحب، آپ کے دوست اس اختیار سے ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں، جو میں نے ہی ان کے ہاتھوں میں دے دیا ہے۔

کشور : کیسا اختیار؟..... جھوٹ نہ بولو لاج.... آج تک تم نے مجھے کوئی اختیار بھی دیا ہے؟ — میں تو اس گھر میں نوکروں سے بدتر زندگی بسر کر رہا ہوں..... مجھے کون سا اختیار دیا ہے تم نے، پرماتما کے لیے جھوٹ نہ بولو۔

لاجونتی : میری جوتی کو کیا غرض پڑی ہے جھوٹ بولنے کی.... اوّل درجے کے جھوٹے تو تم ہو.... ابھی پرسوں کی بات ہے، دوستوں کے ساتھ وسکی اڑا کر رات کو جب آئے تھے اور میں نے پوچھا تھا یہ تیز تیز بُو تمھارے منہ سے کیسی آ رہی ہے تو تم نے کیا جواب دیا تھا۔

کشور : میں کیا جانوں، مجھے ہوش تھوڑی تھا۔

نرائن : بھابی میں ایک بات عرض کروں۔

لاجونتی :- فرمائیے -

نرائن :- اس وقت تو آپ کے پتی نے سولہ آنے سچ کہا ہے - بھئی کیشو میں تمہاری ہمت کی داد دیتا ہوں، مجھ سے تو اتنا بڑا سچ کبھی نہ بولا جاتا۔ اچھا بھابی، چھوڑیے پرانی باتوں کو، ہمیں کہانی بھی تو مکمل کرنا ہے -

لاجونتی :- کیا لکھایا تھا انھوں نے ؟

نرائن :- کہ ایکا ایکی اسے کوئی خیال آیا اور وہ باہر نکل کر سڑک پر ٹہلنے لگا -

لاجونتی :- گویا سڑک کوئی باغ تھا - خیر، تو لکھئے - تھوڑی دیر ٹہلنے کے بعد بابو سالگ رام کے قدم اپنے آپ دروازے کی طرف اٹھنے لگے اور ابھی وہ اچھی طرح کچھ سوچنے بھی نہ پایا تھا کہ سیڑھیاں طے کر کے دروازے کے سامنے تھا - اس کی بیوی کو ایسا معلوم ہوا کہ اس کا پتی آگیا ہے اور دروازے کے باہر کھڑا ہے - دوڑ کر اس نے دروازہ کھول دیا -

کشور :- مگر اس کو یہ دیکھ کر بڑی ناامیدی ہوئی کہ دروازے کے باہر کوئی بھی نہ تھا -

لاجونتی :- وہ کیسے ؟

کشور :- ایسے کہ بابو سالگ رام غلطی سے دوسری منزل پر ڈاکٹر ہیم چندر کے فلیٹ کو اپنا مکان سمجھے ہوئے تھا -

لاجونتی :- اچھا - کوئی بات نہیں، کوئی بات نہیں ... بابو سالگ رام غلطی سے دوسری منزل پر ڈاکٹر ہیم چندر کے فلیٹ کو اپنا مکان سمجھے ہوئے تھا - یہی لکھایا ہے نا تم نے ! - آگے لکھئے مسٹر نرائن - اس نے دروازے پر دستک دی اور ڈاکٹر ہیم چندر ڈنڈا ہاتھ میں لیکر باہر نکلا -

کشور :- اور بابو سالگ رام سے ان الفاظ میں معذرت طلب کی ..... مجھے بے حد افسوس ہے کہ آپ کی مسہری کا وہ ڈنڈا جو میری بیوی نے غسل خانے کا نل صاف کرنے کے لیے منگوایا تھا فوراً واپس نہ پہنچا سکا۔ آپ کو بہت تکلیف ہوئی۔

لاجونتی :- یہ ..... یہ ..... یہ سراسر اشتراکیت ہے ..... یہ ظلم ہے .... مسٹر نرائن میں اس کے خلاف آواز بلند کیے بغیر نہیں رہ سکتی۔ آپ کے دوست مقابلے میں نہایت اوچھے ہتھیار استعمال کر رہے ہیں۔

نرائن :- مجھے اس کا پورا پورا احساس ہے ..... مگر کیا میں آپ سے کچھ پوچھ سکتا ہوں؟

لاجونتی :- بڑے شوق سے!

نرائن :- کیا یہ جنگ ہے؟

لاجونتی :- جی ہاں، جنگ ہی تو ہے۔

نرائن :- تو معاف کیجئے۔ جنگ اور محبت میں ہر چیز روا ہوتی ہے — آپ کو بھی تو ہر قسم کا اختیار حاصل ہے۔

لاجونتی :- ہے نا؟ تو کیا میں اس اختیار سے فائدہ اٹھاؤں؟

نرائن :- کیوں نہیں؟

لاجونتی :- تو لیجئے — اس آسانی سے اس الجھن سے نجات پا کر بابو سالگ رام اپنے فلیٹ میں پہنچا۔ اس کی بیوی دہلیز میں کھڑی تھی۔ اپنے پتی کو ڈنڈا ہاتھ میں لیے آتا دیکھ کر اس نے دوڑ کے ..... جو چیز اسے پہلے نظر آئی اٹھا لی (گھنگھروؤں کی آواز) اور آنے والے حادثے کے لیے تیار ہو کر دروازے کے بیچ میں کھڑی ہو گئی۔ اب بچاؤ اپنے آپ کو۔

کشور:۔ لاجونتی، کہیں سچ مچ یہ گھنگرو میرے ہی منہ پر نہ دے مارنا۔ پرے کرو اس ہاتھ کو
۔ اگر میرے ہاتھ میں ڈنڈا ہوتا تو اور بات تھی..... مگر میں تو نہتا ہوں

لاجونتی:۔ تم زیادہ باتیں نہ بناؤ جی ۔ اپنے بابو سالگ رام کو بچانے کی کوشش کرو۔

کشور:۔ میں پہلے اپنے آپ کو تو بچا لوں ۔ چھوڑ دو ان گھنگروؤں کو لاجونتی ۔ مجھے
بڑی وحشت ہوتی ہے تمہارے اٹھے ہوئے ہاتھ سے۔

لاجونتی:۔ اب دھری رہ گئی ساری چالاکی ۔ بچا تو اس مردوئے سالگ رام کو۔

کشور:۔ بھئی پرماتما کے لیے مجھے اور بابو سالگ رام کو کسی حیلے سے بچاؤ۔ میرا دماغ تو
اس نے ان گھنگروؤں ہی سے پریشان کر دیا ہے۔

لاجونتی:۔ (ظفر مندانہ ہنسی) میری طرف سے آپ کو مدد کرنے کی اجازت ہے مسٹر نرائن!

نرائن:۔ میں آپ کی اس عنایت کا بے حد شکر گزار ہوں۔ تو کیا میں سچ مچ ان کی مدد کر سکتا ہوں؟

لاجونتی:۔ میں تمام دنیا کے مردوں کو ان کی مدد کی اجازت دیتی ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ اب
کوئی حیلہ کام نہ کر سکے گا۔

نرائن:۔ شاید ۔ تو بابو سالگ رام کی بیوی آنے والے حادثے کے لیے تیار ہو کر دیوار
کے بیچ میں کھڑی ہو گئی..... وہ کانپ رہی تھی۔

لاجونتی:۔ کانپ رہی تھی..... غصے سے؟

نرائن:۔ جی نہیں ۔ وہ کانپ رہی تھی ۔ اس کا پتی ڈنڈا ہاتھ میں لیے مضبوط قدموں
سے اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ کملا دوڑ کے آگے بڑھی اور اپنے پتی کے قدموں میں
گر پڑی۔ گھنگرو دھاگے کے بندھن سے آزاد ہو کر پتھریلے فرش پر تاروں کی طرح بکھر گئے۔

لاجونتی:۔ پھر کیا ہوا؟

نرائن :۔ بابو سالگ رام کو سخت حیرت ہوئی کہ یہ معاملہ کیا ہے۔ گھبرائے ہوئے لہجے میں وہ صرف اس قدر کہہ سکا "کملا!" اور کملا نے آنسوؤں بھری آواز میں کہنا شروع کیا "مجھے معاف کر دو ناتھ، مجھے معاف کر دو ــــ جو کچھ میں نے کیا وہ صرف تمہاری خاطر تھا۔ صرف تمہاری خاطر" "میری خاطر؟" بابو سالگ رام نے پوچھا۔ "ہاں تمہاری خاطر۔ اگر تمہارے سر پر تین ہزار روپیہ کا قرضہ نہ ہوتا تو میں کبھی ایسا نہ کرتی۔ مجھے معاف کر دو۔"

لاجونتی :۔ یہ کیا پہیلی ہے۔ میری سمجھ میں تو کچھ بھی نہیں آیا۔

نرائن :۔ بابو سالگ رام کی سمجھ میں بھی کچھ نہ آ رہا تھا۔ اس نے پوچھا "کملا یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟" کملا نے جواب دیا "میں آج رات یونائیٹڈ کلب میں تمہاری اجازت کے بغیر ناچ کے آئی ہوں۔ مجھے اس کے عوض تین ہزار روپے ملے ہیں جن سے تمہارا قرضہ ادا ہو سکتا ہے"..... بابو سالگ رام کے منہ سے بے اختیار ایک چیخ نکلی۔ وہ اس سے لپٹ گیا۔ اور کہنے لگا "کیا رادھا کے لباس میں یونائیٹڈ کلب کے اسٹیج پر ناچ رہی تھیں..... میں بھی تو وہیں موجود تھا!"

لاجونتی :۔ پھر کیا ہوا؟

نرائن :۔ پھر کیا ہونا تھا ــــ بابو سالگ رام اور کملا خوشی خوشی کمرے میں جا کر سو گئے اور ساری رات ان دونوں کے کانوں میں گھنگھروؤں کی جھنجھناہٹ گونجتی رہی ..... اچھا پرنام بھابی..... گڈ نائٹ ارلڈ بوائے..... میری دعا ہے کہ آج رات آپ دونوں کے کانوں میں بھی گھنگھرو بجتے رہیں۔

(فیڈ آؤٹ)

آؤ تاش کھیلیں

لاجونتی :- (اپنے پتی سے اشتیاق بھرے لہجے میں) آؤ تاش کھیلیں۔

کشور :- (چونک کر) کیا کہا؟

لاجونتی :- کیا بہرے ہو گئے ہو؟ — کل بھی پہر بھر چلاتی رہی اور تم نے خاک نہ سنا — یہ سگرٹوں کی خشکی نہیں تو اور کیا ہے؟ — کانوں میں بادام روغن کیوں نہیں ڈلواتے؟

کشور :- نسخے بعد میں تجویز کرنا، پہلے یہ بتاؤ تم کہہ کیا رہی تھیں؟

لاجونتی :- کہہ رہی تھی، آؤ تاش کھیلیں۔

کشور :- تاش کھیلیں، یہ بھی کوئی وقت تاش کھیلنے کا ہے۔ تم تو بے وقت کی شہنائی ہو۔

لاجونتی :- اچھا یہ آج معلوم ہوا کہ تاش کھیلنے کا بھی ایک خاص وقت اور ایک خاص لگن ہوتی ہے۔

کشور :- میرا مطلب یہ تھا کہ جس طرح سیر کرنے کا وقت صبح سویرے یا شام ہوتا ہے اسی طرح تاش کھیلنے کا بھی ایک خاص وقت ہوتا ہے۔ ہر چیز کا ایک نہ ایک وقت ہوتا ہے۔ گانا

وہی اچھا جو وقت پر گایا جائے۔ چائے صبح اور چار بجے ہی اچھی لگتی ہے۔ سگرٹ بھوک میں، آندھی میں اور اندھیرے میں اچھا نہیں لگتا۔ کھا کے، نہا کے، سو کے، اور منہ دھو کے ہی اچھا لگتا ہے۔

لاجونتی:۔ اور میں جناب سے پوچھوں کہ آپ کے خوش خوش دکھائی دینے کا کون سا وقت مقرر ہے۔ میں نے تو جب دیکھا تمہیں جلا بھنا ہی دیکھا۔ گھر میں ایک دو اچھے بول منہ سے نکالنا بھی تمہیں دوبھر معلوم ہوتا ہے۔ کوئی موئی ایکٹرس بیٹھی ہو تو چٹاخ پٹاخ باتیں شروع کر دو۔ بھلا مجھ نگوڑی سے تمہیں واسطہ ہی کیا ہے۔ تاش کھیلنے کو کہا تو چائے پینے اور موئے سگرٹ پینے کے وقت بتانے شروع کر دیے۔ بھلا تاش کھیلنے سے ان کا کیا واسطہ۔ کھیل جب کھیلو کھیل ہے اور جب کھیلا جائے، وہی اس کا وقت۔

کشور:۔ بس میرے منہ سے بات نکلی نہیں کہ پکڑی گئی۔ اچھا لاؤ تاش کھیلیں۔

لاجونتی:۔ گویا میرے باپ دادا پر بڑا احسان ہو رہا ہے۔ اگر نہیں کھیلنا ہے تو نہ کھیلو، کوئی زبردستی تھوڑی ہے۔ ذرا آئینے میں اپنی شکل تو دیکھو، حکم کے غلام بنے ہوئے ہو، کیا یہی منہ لے کر کلب میں تاش کھیلا کرتے ہو؟

کشور:۔ تم اب اس قصے کو چھوڑو نا۔ آؤ تاش کھیلیں۔

لاجونتی:۔ تمہارے ساتھ کوئی بازی لگا کر کھیلے تو تمہیں مزا بھی آئے۔ میں تمہارے ساتھ کھیلوں گی تو نہ کوئی داؤ ہوگا نہ شرط، بھلا ایسے سوکھے کھیل سے تمہیں کیا دلچسپی گرہ سے دس بیس روپے نکلنے کا ڈھب ہو تو کھیلو بھی۔

کشور:۔ میں اب کہہ چکا ہوں کہ لاؤ تاش کھیلتا ہوں۔ اب کیا اشٹام لکھ دوں۔ ۔۔۔ پر میں پوچھتا ہوں کہ تمہیں بیٹھے بیٹھے آج یہ تاش کھیلنے کی کیا سوجھی؟۔۔۔

تاش کے پتے تو ٹھیک سے تم پکڑ نہیں سکتیں۔ کھیلو گی کیا خاک۔

لاجونتی :۔ تم ماں کے پیٹ سے تو یہ سب کھیل سیکھ کر نہیں آتے۔ دو دن کھیلوں گی ـــ سب سمجھ میں آجائے گا اور پھر تاش کھیلنے میں کون سے پہاڑے یاد کرنا پڑتے ہیں ـــ جس کا پتا بڑا ہوا وہ جیت گیا۔

کشور :۔ لاؤ تاش کہاں ہے ؟

لاجونتی :۔ یہ لو (تاش کے پتے پھینٹنے کی آواز)

کشور :۔ ذرا سلیقے سے لاؤ، یہ کیا کر رہی ہو ـــ پلیٹ میں انڈے پھینٹے جاتے ہیں یا چھاج میں دال پھٹک رہی ہو۔

لاجونتی :۔ مجھے نہ پڑھاؤ، میں تمہاری سب چالبازیاں سمجھتی ہوں ..... یہ لو اب بانٹو ..... میں ایسی کی ایسی تاش تمہارے ہاتھ میں دے دیتی اور تم سب اچھے پتے لے جاتے۔ ..... لو اب جلدی سے بانٹ دو ـــ کوئی گڑبڑ کی تو یاد رکھنا لڑائی ہو جائے گی۔

کشور :۔ دو ڈھیریاں بنا دیتا ہوں، جو اچھی لگے اٹھا لو۔ (میز پر ڈھیریاں بنانے کی آواز)

لاجونتی :۔ اٹھالی۔

کشور :۔ لو اب پتا گراؤ۔

لاجونتی :۔ تم گرو۔ ہم کیوں گریں۔

کشور :۔ گرے ہوئے کو کیا گراتی ہو لاجونتی

لاجونتی :۔ اب لگے .....

کشور :۔ لو بابا ..... اف کرنے کی بھی تو اجازت نہیں ..... یہ رہا (میز پر پتا پھینکتا ہے) ..... حکم کا دہلا۔

لاجونتی:۔ ٹھیرو..... ٹھیرو..... اس کو کون جیتے گا..... ہاں ہاں..... (پتا پھینکنے کی آواز) حکم کا غلام ---- (ہنستی ہے) جیت لیا، جیت لیا..... چلو اب دوسرا آؤ۔

کشور:۔ اب تمھاری باری ہے۔

لاجونتی:۔ واہ، ایک تو ہم پتا جیتیں اور پھر ہم ہی پتا گریں۔ یہ کہاں کا دستور ہے؟

کشور:۔ تم پتا گرو ---- پرماتما کے لیے میرا مغز نہ چاٹو ---- اب تمھاری باری ہے۔ جو جیتتا ہے، وہی کھیلا کرتا ہے۔

لاجونتی:۔ تو لو..... ہم بالکل چھوٹا پتا کھیلیں گے۔ یہی سہی..... ہمیں کیا ضرورت ہے اچھا پتا کھیلنے کی، یہ لو، ہم نے پان کی تگی کھیل۔

کشور:۔ اور ہم نے چوکے سے اٹھالی۔

لاجونتی:۔ کبھی مجھے اٹھا کے دیکھو جب جانوں ---- چوکے میں تم جیسے گندے آدمیوں کو کبھی گھسنے نہ دوں۔

کشور:۔ اب تم بیچ میں یہ چوکے اور رسوئی کا جھگڑا کیا لے بیٹھی ہو۔ ہم تاش کھیل رہے ہیں۔ باورچی خانے میں بیٹھے چولھے نہیں سلگا رہے۔

لاجونتی:۔ باورچی خانے میں کبھی چوکھا سلگانا پڑ جائے تو نانی یاد آجائے تمھیں ---- باورچی خانے میں بیٹھے چولھے نہیں سلگا رہے۔ کیا بھولے سے منہ کے ساتھ تم نے یہ کہہ دیا ہے۔ کوئی تجھے یہ چولھا سلگانا معمولی کام ہے۔ میری آنکھیں خراب ہو گئی ہیں ہر روز کے دھوئیں سے، سجھائی کم دینے لگا ہے اور ابھی یہ چولھے سلگانے کا کام بڑا آسان ہے، بڑا معمولی ہے.....

کشور :۔ معلوم ہوتا ہے کہ آج تم اس تاش سے چولھا سلگوانا چاہتی ہو۔۔ میں سچ کہتا ہوں یہ سب پتے اٹھا کر چولھے میں جھونک دوں گا۔ تمہیں تاش کھیلنا ہو تو سیدھے من سے کھیلو۔ بیچ میں یہ لکچر نہ شروع کرو۔

لاجونتی :۔ اب ناراض ہو گئے ..... چلو، چلو..... ہاں ہاں، میں بھولی۔ میری باری ہے یہ لو پان کی بیگم۔

کشور :۔ پان کے شاہ نے کاٹ دی۔

لاجونتی :۔ نہ ہے اس دنیا کے تختے پر۔۔ ان سارے پتوں میں ایک ہی بیگم آئی تھی۔ اور یہ موا شاہ کاٹ کر لے گیا۔ یہی بات مجھے اس تاش میں بُری لگتی ہے۔ بھلا بیگم اور کاٹ لی جائے۔ گویا اس کی کوئی بڑائی ہی نہیں۔

کشور :۔ دس پتوں ۔۔ دگی سے لے کر غلام تک پر تمہاری اس بیگم کی تلوار چلتی ہے جس پتے کا چاہو بھُٹّا سا اڑا دو۔ اب اور کتنے اختیار چاہتی ہو؟

لاجونتی :۔ نہیں، میں اتنی اجازت دے سکتی ہوں کہ بیگم شاہ سے اٹھائی جا سکتی ہے۔ ان دونوں کا کچھ جوڑ ہوا۔ بادشاہ بیگم کو ٹھنڈے دل سے لے جائے، پر اور کوئی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔ لیکن اس موئے اکے کو تم نے یوں ہی بڑا بنا دیا ہے۔ ایک سے دو بڑا ہوتا ہے یا نہیں؟

کشور :۔ ہاں ہوتا ہے۔

لاجونتی :۔ پرماتما تمہارا بھلا کرے ۔۔ اب یہ سوچو اکے کو دگی کیوں نہیں کاٹ سکتی۔

کشور :۔ یہ کھیل کے خلاف ہے۔ اکے کو دگی کاٹنے کا قاعدہ نہیں ہے۔

لاجونتی :۔ قاعدہ نہیں ہے، دستور نہیں ہے، یہ کیا ہوا ۔۔ واہ جی واہ، لوگ پرانے

قاعدے اور پرانے قانون توڑنے کے لیے اپنی پیاری جانیں دے رہے ہیں۔ مہاتما گاندھی اور پنڈت جواہر لال جی نے قیدیں کاٹیں کہ نئے قاعدے اور نئے قانون بنیں اور تم وہی لکیر کے فقیر بنے رہے۔ ذرا کبھی عقل سے بھی کام لیا کرو۔ شاہزادی کو شاہ لے گیا۔ اس لیے کہ وہ اسی کی تھی۔ پر یہ ہوا کہ جس کا نہ سر نہ پیر، یہ کیوں سب کا پیچ ہوا۔۔۔ اسے کیوں بڑا بنا دیا گیا ہے؟ مٹاؤ اس کو۔ اگر باون پتوں میں سے ایک یہ کم ہو جائے تو کیا فرق پڑ جائے گا۔ قاعدے بنائے ہوتے ہیں۔ دستور یہ ہے، فوج ایسے کھیل پر۔۔۔ اور ہاں، میں تم سے یہ تو پوچھوں کہ تمھارے قاعدے بنانے والوں نے تاش میں استریاں کتنی رکھی ہیں؟

کشور:۔ استریاں کتنی رکھی ہیں، کس نے؟

لاجونتی:۔ میں یہ پوچھتی ہوں کہ تاش میں کتنے پتے استریاں ہیں۔ یعنی عورتیں کتنی ہیں؟

کشور:۔ استریاں..... عورتیں؟..... تمھیں ہر وقت ان باتوں ہی کا کھٹکا رہتا ہے۔ سارا دن تمھارے پاس رہتا ہوں، پھر بھی تمھارا شک دور نہیں ہوتا۔۔۔۔۔۔ میں تمھارے سوا کسی اور استری کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا۔

لاجونتی:۔ (کھلکھلا کر ہنستی ہے) چور کی داڑھی میں تنکا..... اجی جناب میں یہ پوچھ رہی ہوں کہ اس تاش میں کتنے پتے ایسے ہیں جو مؤنث ہیں۔

کشور:۔ (گھبرا کر) اوہ، تم یہ پوچھ رہی تھیں کہ تاش میں کتنے مؤنث ایسے ہیں جو پتے ہیں۔ اور میں یہ سمجھا کہ تم پوچھ رہی ہو..... لو ابھی بتائے دیتا ہوں..... تاش میں اتنی عورتیں..... نہیں، اتنے پتے عورتیں ہیں..... دگی..... تگی..... اور..... اور بیگم..... اور.....

لاجونتی :۔ بس کرو ــــ فقط تین۔ باون پتوں میں صرف تین۔ تم لوگ انچاس اور ہم صرف تین۔ یہ بھی عجب انصاف ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اس تاش بنانے والا کوئی مردوں کا طرف دار۔ بڑا بے انصاف آدمی تھا۔

کشور :۔ اسے تم تو تین قبول رہی ہو، اگر پتوں میں ایک فقط بیگم ہی ہوتی تو باقی کا دن کا مقابلہ کرنے کو کافی سے زیادہ تھی۔

لاجونتی :۔ اس فوج کا سپہ سالار تمہیں بنایا جاتا ــ کیا اچھے لگتے، ایک عورت کا مقابلہ کرتے، کوئی پوچھتا۔ یہ فوج کس دشمن پر دھاوا بولی رہی ہے۔ تو جواب دیتے ایک نہتی عورت پر ــــ مردانگی اسی کا نام ہے۔

کشور :۔ بات میں بات نکالتی ہو۔ دل سے نیو ڈالتی ہو اور پھر اینٹ پر اینٹ اور زینے پر زینہ چڑھاتی ہو اور جس بات کو پکڑ لیتی ہو پھر پیچھا نہیں چھوڑتی ہو۔ کاہے کا دماغ پایا ہے۔

لاجونتی :۔ صاف صاف کیوں نہیں کہتے، کس کا دماغ پایا ہے۔ تو وہ بات بات پر چلانے کی عادت تمہاری ہی ہے۔ فوج تم سے کوئی الجھے۔ میری باتیں تو طور طریقے کی ہوتی ہیں۔

کشور :۔ یعنی تم بات کرتی ہو تو یوں معلوم ہوتا ہے۔ منہ سے پھول جھڑ رہے ہیں کیوں؟ ــــ پر آتش بازی کے پھول، جو کلیجے کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتے ہیں۔

لاجونتی :۔ تمہاری طرح نہیں کہ بات کرتے جاتے ہو اور سوئیاں کلیجے میں چبھوتے جاتے ہو۔ ایک ایک تمہاری بات ایک ایک تیر اور وہ بھی زہر میں بجھا ہوا۔ اس لیے تو میں بھولے سے بات نہیں کرتی۔ میں نے بھلا کیا کہا تھا۔ یہی نا کہ آؤ تاش کھیلیں۔ بس اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا۔

کشورہ:۔ میں نے افسانہ تو نہیں کیا۔ تم ہی رامائن لے کر بیٹھ گئی ہو، جو ختم ہی نہیں ہوتی۔ تاش کھیلنے بیٹھ گیا تو شہزادی کو شاہ کیوں کاٹے۔ اکے کو دگی کیوں نہ اٹھائے۔ تاش بنانے والا۔۔۔۔

لاجونتی:۔ بے شک گدھا تھا۔ پاجی تھا۔ لے اب سنا اور مجھے چھیڑو۔

کشورہ:۔ لاجونتی۔۔۔۔۔۔

لاجونتی:۔ اس موئے تاش بنانے والے پر سات جھاڑو۔ اور حقے کا پانی۔ اور سنو۔

کشورہ:۔ اچھا بھئی توبہ ہوئی۔ توبہ، میری توبہ۔ آؤ تاش کھیلو۔

لاجونتی:۔ جاؤ اب نہیں کھیلتی، کھیلے میری جوتی کھیلے میری پنزار، سنا کہ نہیں۔ تم جاؤ۔ ان موئی الفتیوں سے تاش کھیلو۔ تم کو انھیں سے کھیلنے میں مزا آتا ہے۔

کشورہ:۔ ارے ارے۔۔۔۔۔۔ ارے۔۔۔۔۔۔ اتنا غصہ۔ بات کا بتنگڑ اسی کو کہتے ہیں۔ لے اب غصہ جانے دو۔ اب میں کچھ کہوں تو چور کی سزا وہ میری۔

لاجونتی:۔ بات کا بتنگڑ کہ دیا اور کچھ کہا ہی نہیں۔ وہ تمھیں ہو جو پھسری کا بھگندر کرتے ہو۔ آگ لگے اس کھیل کو، جھاڑو پھرے اس کھیل پر، میں درگزری ایسا کھیل کھیلنے سے، موا کھیل نہ ہوا، جان کا وبال ہوا۔۔۔ اتنی لڑائی لڑے نگوڑے اس ادنیٰ سے کھیل کے واسطے۔ چولھے میں جائے کھیل اور بھاڑ میں جائے کھیلنے والا۔ (تاش زور سے میز پر پھینکتی ہے۔ اس کی آواز)

کشورہ:۔ اب چولھے بھاڑ میں مجھے جھونک چکیں۔ دل ٹھنڈا ہو گیا نا؟۔۔۔ لے آؤ اب تاش کھیلو۔

لاجونتی:۔ تاش کھیلے میری بلا۔ تم جاؤ۔ ان اپنی ہوتیوں سوتیوں کے ساتھ تاش کھیلو۔

مٹی لال منہ والی بندریاں، نگوڑی مچھلی پھیریاں، وہ ہی تمھاری سب کچھ ہیں۔ میں تمھاری کون؟ — نہ تین میں نہ تیرہ میں نہ سنگی کی گنتی میں۔

کشور:۔ تم میری تینی — میرے سہرے جلوے کی بیاہی، گھر کی ملکہ، میرے من مندر کی دیوی، میری سب کچھ — تم پر سے ہزار مچھلی پھیریاں قربان — آؤ میری لاج! غصے کو تھوک دو۔ میری جان — آؤ تاش کھیلیں — لو اب مسکرا دو — تمھیں میری جان کی قسم — مجھے ہی ہائے ہائے کر کے پیٹو — اگر نہیں مسکراؤ۔

لاجونتی:۔ اچھا ٹھیرو، کھیلتی ہوں، پر ایک شرط سے۔

کشور:۔ وہ کیا؟ — جو شرط بھی ہو مجھے منظور ہے۔

(نرائن کھانستا ہوا آتا ہے)

نرائن:۔ آخاہ — آج تو بھابی جان تاش کھیل رہی ہیں، پر معلوم ہوتا ہے، ابھی تک بازی نہیں لگی۔ ... چلو یہ بھی اچھا ہوا ..... مسکار بھابی جان ..... آج ذرا مجھے دیر ہو گئی۔ ایک دوست کے ہاں بیٹھ گیا ..... اس نے مجھے تاش کا ایک کھیل دکھایا۔ اور میرے ہوش گم کر دیے۔ میں جو پتا کھینچوں وہ جھٹ سے بتا دے۔ بڑی دیر تک میں اس کی منتیں سماجتیں کرتا رہا۔ آخر کار اس نے یہ کھیل مجھے سکھا دیا .....

کشور:۔ سیکھ آئے ہو نا؟

نرائن:۔ ہاں ہاں سیکھ آیا ہوں، تمھیں ابھی دکھاتا ہوں (تاش پھینٹنے کی آواز) باون پتے پورے ہیں نا؟

کشور:۔ پورے ہیں — تم اپنی بھابی کو کھیل دکھاؤ، میں ابھی آیا۔

نرائن:۔ کہاں چلے؟

کشور:۔ میں کپڑے تبدیل کر کے ابھی آتا ہوں۔ تم انھیں کھیل دکھاؤ۔

نرائن:۔ اچھا بھئی تمھاری مرضی (تھوڑا سا وقفہ)..... بھابی آج کشور بڑا گھبرایا گھبرایا دکھائی دیتا ہے۔

لاجونتی:۔ مجھے کیا معلوم، آپ جانتے ہوں گے ۔ کسی ایکٹرس ویکٹرس کے ہاں جانے کی ٹھانی ہوگی۔ ان کے راز تو صرف آپ ہی کو معلوم ہوتے ہیں۔

نرائن:۔ نہ نہ نہ نہ..... مجھ سے قسم لے لیجئے جو مجھے معلوم ہو کہ آج اس کے من میں کیا ہے۔ میں آج ادھر آیا بھی تو صرف اس لیے کہ جو نیا کھیل سیکھا ہے آپ کو دکھاتا جاؤں بڑا دلچسپ کھیل ہے..... دکھاؤں آپ کو؟

لاجونتی:۔ دکھائیے، پر آپ کیا سچ کہتے ہیں کہ آج ان کی کسی کے ساتھ اپائنٹ منٹ نہیں ہے؟

نرائن:۔ (تاش پھینٹتے ہوئے) جو نسا پتا آپ اس میں سے ... ہاں کیا کہا آپ نے؟

لاجونتی:۔ کچھ بھی نہیں..... ہاں جو نسا پتا.....

نرائن:۔ آپ ان میں سے کھینچیں گی۔ میں آپ کو بغیر دیکھے بتا دوں گا کہ کھینچیں آپ ... بغیر دیکھے یعنی میں بالکل نہیں دیکھوں گا اور آپ کو آپ کا کھینچا ہوا پتا بتا دوں گا۔ بغیر دیکھے.....

لاجونتی:۔ بغیر دیکھے ... ہوں ..... پر آپ یہ نہیں بتا سکتے کہ وہ دوسرے کمرے میں کیا کرنے گئے ہیں؟

نرائن:۔ (تاش پھینٹتے ہوئے) بغیر دیکھے..... (چونک کر) کیا کہا آپ نے؟

لاجونتی:۔ کچھ بھی نہیں..... ہاں تو بغیر دیکھے آپ میرا کھینچا ہوا پتا بتا دیں گے.....

بھلا وہ کیسے ؟

نرائن :- ایسے ..... ایسے ..... کہ میں تاش کے یہ سارے پتے آپ کے سامنے یوں پھیلاتا جاؤں گا ..... آپ ان میں سے کوئی سا پتا، یعنی جونسا آپ چاہیں ..... کھینچ لیں، پر مجھے نہ بتائیں کہ وہ کون سا پتا ہے ـــ اس کے بعد میں آپ کو بتا دوں گا کہ آپ کا پتا کیا تھا ..... کیوں کیسا ہے یہ کھیل ؟

لاجونتی :- پھیلائیے پتے !

نرائن :- یہ رہے ..... ہاں ہاں کوئی سا پتا کھینچ لیں ..... تو کھینچ لیا آپ نے ؟

لاجونتی :- پان کا ستا کھینچا ہے ۔

نرائن :- آپ نے پان کا ستا ہی کھینچا ہوگا پر مجھے کیوں بتا دیا ـــ آپ پتا کھینچیں، پر مجھے نہ بتائیں ۔ یہ بتانا ہی تو اصل چیز ہے ..... یعنی دیکھئے نا کہ مجھے بغیر دیکھے آپ کا کھینچا ہوا پتا بتانا ہے ـــ سو اب آپ جو پتا کھینچیں مجھے نہ بتائیں بلکہ اپنے دل میں رکھیں اور دیکھیں کہ میں ٹھیک بتاتا ہوں کہ غلط ..... لیجئے ایک پتا اور کھینچئے ..... کھینچ لیا ؟

لاجونتی :- جی ہاں کھینچ لیا ؟

نرائن :- (تاش پھینٹتے ہوئے) اب میں یہ سارے پتے آپ کو دے دیتا ہوں ۔ آپ جہاں چاہیں اپنا پتا رکھ دیں ۔

لاجونتی :- لائیے (تاش پھینٹتی ہے) رکھ دیا ۔

نرائن :- لائیے (تاش پھینٹتا ہے) رکھ دیا اور آپ نے لاجی دیا ..... بہت اچھا کیا ..... لیجئے اب میں آپ کو آپ کا پتا بتاتا ہوں ۔ پر آپ کو یاد ہے نا ؟

لاجونتی:۔ یاد ہے۔ اینٹ کی تگّی تھی

نرائن:۔ لے لو، آپ نے پھر مجھ سے اپنا پتا گم دیا..... ارے بھابی جان، آپ دل میں یاد رکھیے، مجھ سے کہیئے نہیں..... (تھک ہار کر) اب میں آپ کو کیسے سمجھاؤں؟ دیکھئے جو پتا آپ کھینچیں، اسے اس طور پر دیکھیں کہ میں دیکھنے نہ پاؤں اور پھر اس کو دل میں یاد رکھیں اور مجھے ہرگز ہرگز نہ بتائیں..... میرے پوچھنے پر بھی نہ بتائیں..... سمجھیں آپ؟

لاجونتی:۔ اب میں بالکل سمجھ گئی ــــ لائیے پتا کھینچوں؟

نرائن:۔ (تاش پھینٹتے ہوئے) میں نے جو کچھ کہا ہے اس کا خیال رہے گا نہ آپ کو؟

لاجونتی:۔ ہاں ہاں کیوں نہیں ــــ پر آپ جلدی کیجئے۔ مجھے دوسرے کمرے میں جا کر پتا لینا ہے کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔

نرائن:۔ دوسرے کمرے میں؟..... ہاں ہاں، بڑے شوق سے آپ دوسرے کمرے میں جا کر اپنا پتا لا سکتی ہیں، میں پھر بھی آپ کو بتا دوں گا..... کھیل ہے مذاق نہیں ہے۔

لاجونتی:۔ آپ پتا کھچوائیے۔

نرائن:۔ (تاش پھینٹتے ہوئے) یہ لیجئے۔

لاجونتی:۔ کھینچ لیا۔

نرائن:۔ یہ لیجئے تاش، اب اس میں ملا دیجئے۔

لاجونتی:۔ (تاش پھینٹتے ہوئے) ملا دیا۔

نرائن:۔ مجھے واپس دیجئے (تاش پھینٹتا ہے) دیکھئے اب میں نے سب کے پیٹ

دیے ہیں، دیکھا آپ نے؟ — سب کے سب ملا دیے۔ اب تو مجھے نہیں معلوم کہ آپ کا پتا کہاں ہے ..... خیر اس کو چھوڑیے، آپ کو اپنا پتا خوب یاد ہے نا؟ — کہیں بھول تو نہیں گئیں؟

لاجونتی :۔ بھول کیسے سکتی ہوں۔ پان کا ستا تھا۔

نرائن :۔ (تاش کی گڈی زور سے میز پر پٹکتے ہوئے) پان کا ستا ہی ہوگا، پر کس ..... کس احمق نے آپ سے کہا کہ آپ بتا دیں ..... میں ..... میں اب کیا کہوں۔ ارے بھئی توبہ ..... توبہ ..... اچھا ٹھیریئے، ایک بار آپ پھر کھینچیے۔ دراصل میں چاہتا ہوں کہ آپ یہ کھیل ضرور دیکھیں ..... یقین مانیے بہت دلچسپ ہے۔

لاجونتی :۔ (رازدارانہ لہجے میں) ٹھیریئے میں ذرا دیکھوں تو وہ دوسرے کمرے میں اتنی دیر سے کر کیا رہے ہیں ..... میں ابھی آئی۔

نرائن :۔ اور یہ کھیل؟ ..... یہ کھیل ..... بھابی جان، بھابی جان ..... سنئے تو ..... یہ کھیل جو میں ابھی ابھی سیکھ کے آیا ہوں ..... چلی گئیں (تاش کے پتے پھینٹنا شروع کر دیتا ہے) ..... چونک کر) کشور ..... کشور ..... ذرا ادھر آؤ ..... یہاں بیٹھو ایک کھیل دیکھو۔

کشور :۔ کیسا کھیل؟

نرائن :۔ ارے بھئی تاش کا اور کس کا ..... دیکھو گے تو ہوش گم ہو جائیں گے ..... یہ لو میں پتے پھیلاتا ہوں، تم ان میں سے کوئی سا پتا کھینچ لو ..... اور اسے دیکھ کر تاش میں ملا دو۔ پر مجھے نہ بتانا کہ تمہارا کون سا پتا تھا، سمجھے، میں بن دیکھے تمہارا پتا بتا دوں گا یعنی دیکھے بغیر ..... کیوں؟ ..... کیسا ہے یہ کھیل؟

کشور:۔ اچھا ہے، لیکن پھر کبھی دکھانا..... اس وقت کوئی اور کھیل دیکھنے کو جی چاہتا ہے۔

نرائن:۔ لیکن کشور..... تم سن تو لو..... شاید تم سمجھے نہیں..... میں یہ سب پتے تمہارے سامنے پھیلاتا جاؤں گا اور تم سے کہوں گا کہ ان میں کوئی سا کھینچ لو.....

کشور:۔ یہ بکواس بند کرو..... چلو چلو، اٹھو..... ارے تم سنتے ہو کہ نہیں..... پیشتر اس کے کہ وہ آنکلے ہمیں یہاں سے چل دینا چاہیئے۔ کھیل شروع ہونے میں صرف دس منٹ باقی رہ گئے ہیں۔

نرائن:۔ میں بس ایک منٹ میں اپنا کھیل ختم کر دوں گا کشور..... تم ذرا یہاں بیٹھو نا۔ دیکھو یہ رہے پتے..... میں ابھی ابھی یہ کھیل سیکھ کر آ رہا ہوں..... اور مجھے یقین ہے کہ تم اسے پسند کرو گے..... میں تمہارا پتا بن دیکھے بتا دوں گا۔..... بن دیکھے.....

کشور:۔ (نرائن کے منہ پر ہاتھ رکھ دیتا ہے) بند کرتے ہو کہ نہیں اس بکواس کو۔

نرائن:۔ (منہ بند ہے۔ لیکن بولے چلا جاتا ہے) کشور، صرف ایک منٹ لگے گا..... اور تم یہ کھیل دیکھ لو گے..... یقین مانو بہت دلچسپ ہے..... میں بن دیکھے.....

(فیڈ آؤٹ)

آؤ خط سنو

کشور:۔ (اپنی بیوی سے، اشتیاق بھرے لہجے میں) ادھر آؤ خط سنو۔

لاجونتی:۔ (دور سے) کیا کہا؟

کشور:۔ میں کہتا ہوں ادھر آؤ خط سنو۔

لاجونتی:۔ کوئی اور کام نہ کروں۔ (غصے میں) لو سناؤ کیا کہتے ہو؟

کشور:۔ (گھبرا کر) میں کیا کہہ رہا تھا؟..... ہاں..... دیکھو لاجونتی، پونہ سے نرائن کا خط آیا ہے، بے چارہ پچھلے دنوں بہت تکلیف میں تھا..... اس نے یہاں سے ایک کتاب منگوائی ہے اور لکھا ہے.....

لاجونتی:۔ اور ہاں..... وہ دوست جو آپ کی کتاب مہینہ ہوا مانگ کر لے گیا تھا ابھی تک واپس کیوں نہیں لایا..... آپکے دوستوں کی یہی باتیں تو مجھے اچھی نہیں لگتیں۔ یہ الماری سب کتابوں سے بھری ہوئی تھی اور آج اس میں ایک کتاب نظر نہیں آتی۔ چولھے میں جائیں ایسے چوٹے دوست..... ایک بھی ناول تو نہیں رہا پڑھنے کے لیے۔ سب کے سب آپ نے اپنے یار دوستوں کی نذر کر دیے ہیں۔ ایک فقط گھر میں دل بہلانے کا یہی سامان تھا سو وہ بھی غارت ہوا۔

کشور:۔ گھبرانے کی کوئی بات نہیں، سب کتابیں آجائیں گی۔ پڑھ کر سب لوٹا دیں گے۔ ایک تو آج ہی کمار واپس دے گیا ہے ..... چھوڑو اس قصّے کو ..... ہاں، تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ نرائن کا خط آیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ .....

لاجونتی:۔ ٹھیرو تو ..... یہ کمار ایک کتاب تو ٹھیک واپس دے گیا ہے "فسانۂ آزاد" کی چار جلدیں بھی تو اٹھا کر لے گیا ہے اور جو کتاب اس نے واپس دی ہے کیا پہچانی جاتی ہے کہ ہماری ہے؟ — کتھے اور چونے کے دھبّے، سالن کے داغ ..... پنسل اور قلم سے بنائے ہوئے بیل بوٹے ..... یہ کیا سب آپ نے ڈالے تھے یا میں نے؟

کشور:۔ جس گھر میں بچے زیادہ ہوں وہاں ایسی باتیں ہو ہی جاتی ہیں۔ میں نے اس سے کہہ دیا تھا کہ "فسانۂ آزاد" کی سب جلدوں کو الماری میں بند رکھا کرے اور پڑھتے وقت ان پر کاغذ چڑھا لیا کرے ..... تو قصّہ یہ ہے کہ نرائن کا خط آج صبح کی ڈاک سے آیا ہے، وہ بے چارہ بہت پریشان تھا۔ تمھیں نمسکار لکھا ہے۔

لاجونتی:۔ نمسکار ..... پہلے آپ یہ تو بتائیے کہ قمیص میں آپ نے آج اتنا میلا کالر کیوں لگایا ہے؟ .... کیا میز کے دراز میں کوئی اور سفید کالر نہیں تھا؟ — ابھی پرسوں ہی تو میں نے سب کالر دھو کر استری کیے ہیں، آخر یہ کیا ہو رہا ہے؟ — میں کچھ دنوں سے دیکھ رہی ہوں کہ آپ اپنے لباس کی طرف بالکل دھیان نہیں دیتے۔ آپ کے شوز کے تسمے بھی ٹوٹے ہوتے ہیں۔ حالانکہ میں نے کل ہی نئے تسمے منگوائے ہیں۔

کشور:۔ چونکہ دفتر جانے کا ٹائم ہو گیا تھا۔ اس لیے جلدی میں نہ کالر بدلنا یاد رہا، نہ تسمے ..... لیکن یہ معمولی بات ہے، کل بدل لوں گا ..... میں نرائن کی بات کر رہا تھا۔ اس کا خط آج صبح کی ڈاک سے آیا ہے، تم نے شاید نہیں پڑھا۔

لاجونتی :۔ پڑھتی کیسے ؟..... عینک کی کمانی جس دن سے آپ نے پیر کے نیچے دبا کر توڑی ہے میں نے ایک حرف بھی نہیں پڑھا۔ کل ذرا اخبار دیکھنے لگی تھی کہ سر میں درد شروع ہو گیا ——— آج آپ اتنی مہربانی کیجئے کہ میری عینک کی کمانی بنوا لائیے ——— مجھے بڑی تکلیف ہو رہی ہے اس کے بغیر۔

کشور :۔ آج ہی مرمت کرا لاؤں گا۔ اور اگر یہاں نرائن ہوتا تو مفت ہی میں یہ کام ہو جاتا۔ یہاں جب وہ عینک سازوں کی دکان پر نوکر تھا تو کتنا آرام تھا۔ تمہاری یہ عینک بھی تو اسی نے لا کر دی تھی۔

لاجونتی :۔ جی ہاں وہی لائے تھے۔

کشور :۔ آج کل وہ پونہ میں ہے۔ پچھلے دنوں بے چارہ بہت پریشان تھا۔ آج صبح اس کا خط آیا ہے، لکھتا ہے کہ مجھے تارا پور کی دکان سے .....

لاجونتی :۔ میں آپ کو بتانا بھول ہی گئی تھی۔ کل شام کو تارا پور کی دکان سے ایک آدمی بل لے کر آیا تھا ——— یہ آپ نے ساٹھ روپے کی کتابیں ایک مہینے میں خرید کر کہاں غائب کر دیں..... یہاں گھر میں تو ایک کو بھی آنا نصیب نہیں ہوا۔

کشور :۔ یہ کتابیں میری اپنی نہیں تھیں۔ دفتر میں ایک لائبریری کھولی گئی ہے اور اس کا انچارج مجھے بنایا گیا ہے۔ یہ ساری کتابیں اسی لائبریری کے لیے خریدی گئی ہیں اور اس کا بل وہی ادا کریں گے..... تم میری بات تو سن لو..... یہ بیچ میں کتابوں کا لروں اور تسموں کے جھگڑے کیا لے بیٹھتی ہو۔ نرائن کا خط آیا ہے، بے چارہ بڑی پریشانی میں تھا اور تمہیں کچھ پروا ہی نہیں..... لو ذرا دھیان سے سنو..... اس نے پونہ سے خط لکھا ہے.....

لاجونتی:۔ ٹھیریئے، ابھی سنتی ہوں..... پہلے یہ بتائیے کہ آپ نے وہ خط تو پوسٹ کر دیے جو میں نے کل اپنی سہیلیوں کو لکھے تھے۔ یا اب تک آپ کی جیب ہی میں پڑے ہیں؟

کشور:۔ دتنگ آکر جیب میں پڑے ہوں گے تو کون سی آفت آجائیگی۔ تمھاری سہیلیاں اور ان کے خط جائیں بھاڑ میں۔ میں ڈیڑھ گھنٹے سے اپنے دوست کی ایک بات تمھیں سنانے کی کوشش کر رہا ہوں اور تم بیچ میں ٹوک ٹوک دیتی ہو۔ آخر یہ کیا مذاق ہے؟ تمھیں جو کچھ کہنا ہے ایک بار کہہ ڈالو، تاکہ میں پھر آرام سے تمھیں اس کا خط سنا سکوں۔

لاجونتی:۔ میری سہیلیوں اور ان کے خطوں کو چولھے بھاڑ میں جھونک چکے، کلیجہ ٹھنڈا ہو گیا؟ ..... لو اب سناؤ، کیا سنانا ہے۔ میں نے بھلا کیا کہا تھا جو تم نے یوں چلانا شروع کر دیا۔

کشور:۔ تمھاری زبان تو قینچی کی طرح چلتی ہے۔

لاجونتی:۔ آپ کہیں تو منہ میں بخیہ بھر لوں۔

کشور:۔ تم تو طیش کرتی ہو۔ بات سے بات نکالتی جاتی ہو۔

لاجونتی:۔ آپ کی طرح پھاڑ کے رفو نہیں کرتی۔

کشور:۔ اور تم اپنی تقریر کی گلکاریاں نہیں دیکھتیں۔ باتیں کرتی ہو تو معلوم ہوتا ہے چکن کاری کرتی جاتی ہو۔

لاجونتی:۔ یہ آپ نے نیا شگلہ بھرا۔

کشور:۔ اور یہ آڑی بیونت تم نے نئی شروع کی۔

لاجونتی:۔ بھئی میں تمھارا مقابلہ نہیں کر سکتی ــــ اس مونہا ٹھیٹھی کو بند کرو۔ تمھاری سنگر مشین تو کبھی بند ہوگی ــــ آؤ کوئی کام کی بات کریں۔ کچھ سوچیں۔

کشور:۔ کیا سوچو گی تم؟ ــــ کچھ سوچ بھی سکتی ہو؟ ــــ اگر تمھارے دماغ میں سوچ بچار کا مادہ ہوتا تو آج منے کو دست پہ دست نہ آتے۔ اس کا رنگ ہلدی کے

مانند پیلا نہ پڑتا ــــ اگر تم کچھ سوچ سکتیں تو میرے استرے کے نئے بلیڈوں سے تم بارہ اسٹسل نہ کاٹتیں اور آج صبح داڑھی مونڈتے وقت جو میں نے چھٹانک بھر لہو بہایا ہے میری رگوں ہی میں محفوظ رہتا (طنزیہ انداز میں)..... آپ سوچنا چاہتی ہیں.... .....یہ سوچنا ہوگا کہ میرے سر پر تھوڑے سے بال کیوں باقی رہ گئے ہیں۔

لاجونتی :- فوج تم سے کوئی بات کرے .... بھلا میں نے کیا کہا تھا جو تم یوں منہ بنا کر میرے پیچھے پڑ گئے

کشور :- تم نے ابھی کچھ کہا ہی نہیں ــــ پورا ایک گھنٹہ ہو گیا ہے۔ تمھیں ایک بات سنانے لگا تھا کہ بیچ میں تم نے اپنی بکواس شروع کر دی۔ اس نے بہت سی باتیں لکھی ہیں جو تم کو سنانا ضروری تھیں، تمھارے تو ریکارڈ ہی ختم نہیں ہوتے۔ ایک بجا چکتی ہو تو دوسرا سوئی کے نیچے رکھ دیتی ہو ــــ کوئی کسی حال میں ہو تمھاری بلا سے۔ جب وہ اچھی حالت میں تھا تو اس سے تحفے تحائف تم جھٹ سے وصول کر لیتی تھیں۔ پہلی عینک تم نے توڑی تو اس بیچارے نے اپنی گرہ سے تمھیں ایک نئی لا کر دی۔ یہ تم نے اپنی کسی سہیلی کو بخش دی۔ تو اس نے تمھیں دوسری عینک لا کر دی۔ وہ بیچارا پچھلے دنوں سخت مصیبت میں تھا، بیکار پھر رہا تھا اور تم سنتی ہی نہیں کہ اس نے اپنے خط میں کیا لکھا ہے۔

لاجونتی :- میں تو بالکل احسان فراموش نہیں۔ وہ آپ کے دوست ہی ہیں جو کسی کا احسان نہیں مانتے۔ مجھے انھوں نے دو مرتبہ عینک لا کر دی تو کیا میں نے چار دفعہ ان کا گرم کوٹ رفو نہیں کر دیا تھا؟ ــــ پچھلے برس ان کا نوکر ہی نئی استری مانگ کر لے گیا تھا۔ میں نے آج تک اس کا تقاضا نہیں کیا۔ اس لیے کہ میں ان کی احسان مند تھی ــــ اگر وہ تکلیف میں ہیں تو دس بیس پچاس روپے بھیج دیجئے۔ مجھ سے اجازت لینے

کی کیا ضرورت ہے ..... پہلے کبھی آپ نے ایسے معاملوں میں میرا مشورہ لیا ہوتا تو آج اچھے بھی لگتے مجھ سے پوچھتے۔

کشور:۔ لاجونتی، تم پوری بات سن کر اپنی کتھا شروع کیا کرو — اس نے کب ہم سے روپے مانگے ہیں۔ وہ آج تک ہمارے ایک پیسہ کا بھی روادار نہیں رہا۔ اس نے روپوں کے لیے خط نہیں بھیجا — خط میں اس نے یہ لکھا ہے کہ .....

لاجونتی:۔ ٹھیریئے میں گھڑی میں کوک بھر دوں۔ بارہ بج رہے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ بھول جاؤں اور صبح الارم ہی نہ بجے (گھڑی میں کوک بھرنے کی آواز)

کشور:۔ میں دیواروں کی ساتھ اپنا سر پھوڑ کر مر جاؤں گا۔ لاجونتی ..... تم نے ..... تم نے یہ پینتیسویں مرتبہ میرا گلا گھونٹا ہے۔ میں بات کرتا ہوں اور تم ٹوک کر کوئی اور ہی قصہ چھیڑ دیتی ہو — آخر میں انسان ہوں — اپنے اندر سے ایک بات باہر نکالنے کے لیے دو گھنٹے سے تڑپ رہا ہوں اور تمھیں ترس ہی نہیں آتا ..... کیا سچ مچ میرا تماشہ دیکھنا چاہتی ہو ..... لو آؤ ایک ڈگڈگی لے لو اور مجھے نچانا شروع کر دو ..... اگر میری بات تمھیں نہیں سننا ہے تو یوں کرو اپنی ساڑھی کا پھندا بنا کر میرے گلے میں ڈال دو اور جھٹکا دے کر سارا جھنجھٹ ہی ختم کر دو — اس عذاب سے تو جان چھوٹے گی۔ (وقفہ) ..... لو اب تو سن لو۔ لیکن یاد رکھو اگر اب بیچ میں مداخلت کی تو میں خودکشی کر لوں گا ..... سمجھیں۔

لاجونتی:۔ آپ تو ناحق بگڑ رہے ہیں۔

کشور:۔ ایک حق پر صرف تمھیں ہو۔ لو بس اب اس جھگڑے کا خاتمہ کرو اور سنو — صبح کی ڈاک سے نرائن کا خط آیا ہے .....

(نرائن کھانستا ہوا داخل ہوتا ہے)

نرائن:- اور اس ڈاک سے وہ خود آگیا ہے ـــــ آداب عرض بھابی جان۔

لاجونتی: آپ ..... آپ کیسے آگئے؟

کشور:- تم..... تم .... کیسے آگئے؟..... ابھی ابھی تمھارا ہی ذکر ہو رہا تھا۔ میں اس کو بتا رہا تھا کہ صبح کی ڈاک سے تمھارا خط آیا ہے۔ جس میں تم نے .....

نرائن:- چھوڑو اس خط کو..... یہ بتاؤ تمھاری صحت کیسی رہی ..... منا اچھا ہے نا؟ اور بھابی جان آپ؟..... آپ کیسی ہیں؟

لاجونتی:- پرماتما کا شکر ہے۔

کشور:- نرائن تم کو واپس لاہور میں دیکھکر کتنی خوشی ہوئی ہے۔ سناؤ کام کیسا چل رہا ہے ـــ تم نے اپنے خط میں لکھا تھا کہ.....

نرائن:- چھوڑو اس خط کو..... یہ بتاؤ کہ تمھیں میرے اندر کوئی چیز کم یا زیادہ تو معلوم نہیں ہوئی؟ ـــ بھابی جان آپ بھی سوچ کر بتائیں۔

کشور:- کوئی چیز کم یا زیادہ؟ ـــ میرا خیال ہے کہ تم دبلے ہو گئے ہو۔

نرائن:- تمھاری آنکھیں کمزور ہو گئی ہیں۔ میرا وزن آٹھ پونڈ بڑھ گیا ہے۔

لاجونتی:- آپ نے اپنی مونچھیں ذرا ہلکی کرالی ہیں۔

نرائن:- غلط، آپ کی آنکھیں بھی کمزور ہیں۔

لاجونتی:- ٹھیک ہے، اس لیے کہ میں عینک کے بغیر ہوں۔

نرائن:- آپ نے بہت اچھا کیا جو عینک اتار دی۔ میری طرف دیکھئے، میں نے بھی تو ہمیشہ کے لیے اتار پھینکی ہے اور اب میں نے قسم کھالی ہے کہ آئندہ کبھی اس

لعنتی چیز کو استعمال نہیں کروں گا ــــ بھابی جان آپ کو معلوم نہیں کہ اس بظاہر بے ضرر شے نے میری زندگی پر کتنا بُرا اثر ڈالا ہے۔ آپ اور کشور ــــ آپ اور کشور کیا دنیا کا کوئی شخص بھی تسلیم نہیں کرے گا کہ دو گول گول شیشوں نے جو ایک فریم میں جڑے ہوتے ہیں مجھے تباہی اور بربادی کے کنارے پہنچا دیا۔ یہ تو پرماتما کی مہربانی تھی کہ میں بچ گیا۔ ورنہ آج آپ سے یہ باتیں کرنے کا موقع کبھی نہ ملتا..... میں نے عینک ہمیشہ کے لیے اتار پھینکی ہے۔ یہی تبدیلی تھی، جس کی بابت میں آپ سے پوچھ رہا تھا اور جو آپ میں سے کوئی نہ بھانپ سکا۔

کشور:۔ لاجونتی، نرائن نے اپنے خط میں .....

نرائن:۔ تم خط کا ذکر کیا لے بیٹھے ہو کشور..... میں تمھیں اپنی زندگی کی ایک نہایت ہی انوکھی داستان سنا رہا ہوں ــــ کیوں بھابی جان یہ بات انوکھی نہیں ہے کیا کہ ایک عینک نے یعنی فریم میں جڑے ہوئے دو خوبصورت شیشوں نے مجھے قریب قریب برباد کر دیا۔ یہ تو میری خوش قسمتی تھی کہ بچ گیا۔ ورنہ آج نہ جانے کیا ہوتا کیا نہ ہوتا ــــ بھابی جان میں اس انجام کے تصوّر ہی سے کانپ کانپ اٹھتا ہوں جو مجھے عینک کی بدولت دیکھنا پڑتا۔ پرماتما کا ہزار ہزار شکر ہے کہ میں نے فوراً ہی اس منحوس شے کو ہمیشہ کے لیے اپنے سے جدا کر دیا۔

لاجونتی:۔ تو کیا میں بھی عینک چھوڑ دوں۔

کشور:۔ لاجونتی تم نے اس کا خط تو سن لیا ہوتا۔

نرائن:۔ فوراً..... جب آپ مجھ سے اس کی برائیاں سنیں گی تو آپ اس کو نہ صرف چھوڑ دیں گی بلکہ اس کا نام تک نہ لیں گی ــــ یہ ایک خطرناک شے ہے، بم اور زہریلی گیس سے بھی زیادہ

خطرناک۔ صحت عزت اور دولت کے لیے یہ ایک جیسی نقصان دہ ہے۔

لاجونتی :۔ کیا سچ ؟

نرائن :۔ میں آپ کو ایک سچا واقعہ سناتا ہوں جس نے میرے کان کھڑے کیے اور میں نے اپنی زندگی کے سب سے بڑے دشمن کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ کر دیا۔ پونہ سے الہ آباد جا رہا تھا کہ گاڑی میں ایک آدمی سے میری ملاقات ہوئی۔ یہ عینک کا شکار تھا۔ اس نے مجھے اپنی آپ بیتی سنائی۔ اپنا سارا دکھڑا بیان کیا۔ اور میں نے اسی وقت اپنے تمام دکھوں کے باعث یعنی عینک کو جو میری ناک پر چڑھی ہوئی تھی، اتار کر گاڑی سے باہر پھینک دیا۔ بھابی جان جس وقت میں نے ایسا کیا تو مجھے محسوس ہوا کہ میرے سارے دلدر دور ہو گئے ہیں۔

لاجونتی :۔ گاڑی میں اس مسافر کے ساتھ آپ کی کیا باتیں ہوئیں ؟

نرائن :۔ باتیں تو بہت ہوئیں۔ لیکن آپ کو میں ان کا خلاصہ سناؤں گا۔ وہ آدمی ایک بہت بڑے رئیس کا لڑکا تھا۔ اتفاق سے اس کی محبت ایک لڑکی سے ہو گئی۔ اس لڑکی کو اس نے ایک روز اپنے مکان سے بازار کے آخر والی بلڈنگ کی چھت پر بال سکھاتے دیکھا اور فوراً ہی اس کے تیرِ نظر کا گھائل ہو گیا۔ دو تین مہینے تک اس نے بہت کوشش کی کہ اس حسینہ کا ایک بار پھر دیدار ہو سکے مگر وہ ناکام رہا۔ اس کی نگاہیں ہر روز کئی گھنٹے اس طرف جمی رہتیں جہاں وہ ایک مرتبہ پہلے نظر آئی تھی مگر وہ ایک بار جلوہ دکھا کر ایسی غائب ہوئی کہ پھر نظر نہ آئی۔

لاجونتی :۔ لیکن اس سے عینک کا کیا تعلق ہو سکتا ہے ؟

نرائن :۔ آپ سنتی جائیں — ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ رئیس کے لڑکے نے اس لڑکی کو صرف ایک بار دیکھا اور ایک بار اور دیکھنے کی ہوس اس کے دل میں کروٹیں لینے لگی۔

چھ مہینے تک وہ اس خواہش کو اپنے سینے میں دبائے رہا۔ آخر کار ایک روز اس نے اپنے دوست سے رازِ دل کہہ دیا۔ اس نے جب کہا "اماں، یہ کون سی مشکل بات ہے۔ کہو تو میں آج ہی تمہارا اس سے رشتہ کرا دوں" تو رئیس زادے کی باچھیں کھل گئیں۔ سلسلہ جنبانی ہوئی اور شادی کی تاریخ پکی ہو گئی۔

لاجونتی:۔ تاریخ پکی ہو گئی۔

نرائن:۔ جی ہاں۔

کشور:۔ لاجونتی تم نے یہ خط تو پڑھ لیا ہوتا.....

لاجونتی:۔ پڑھ لوں گی ـــــ نرائن صاحب آپ سنائیے پھر کیا ہوا؟

نرائن:۔ ان دونوں کی شادی ہو گئی ـــــ لڑکا خوش تھا کہ اس کے دل کی مراد بر آئی۔ اور لڑکی کے ماں باپ خوش تھے کہ ان کی بچی کو ایسا اچھا بر مل گیا۔ رئیس زادے نے شادی پر خوب جی کھول کر روپیہ خرچ کیا۔ اس نے ہزاروں روپے کے زیورات اپنی محبوبہ کے لیے خریدے اور مختلف تحفے تحائف دیے مگر شادی کے دوسرے روز...

لاجونتی:۔ دوسرے روز؟

نرائن:۔ شادی کے دوسرے روز جب وہ اپنے دوستوں سے ملا اور انھوں نے اس کو مبارک باد دی۔ تو اس نے زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ متواتر پندرہ روز تک اس کی آنکھیں آنسو بہاتی رہیں۔ اس نے اپنا راز صرف ان آنسوؤں کو بتایا اور کسی پر ظاہر نہ کیا۔ مگر مجبور ہو کر آخر اسے اپنا دکھ بیان کرنا ہی پڑا ـــــ لڑکی جس کو وہ حسین سمجھتا تھا کانی تھی اور اس کا چہرہ چیچک کے داغوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس کا لہجہ نہایت کرخت اور طبیعت بے حد چڑچڑی تھی۔ البتہ بال کافی لمبے تھے۔

لاجونتی :۔ طبیعت اور لہجہ تو خیر معلوم نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس کی بدصورتی تو وہ پہلے روز ہی دیکھ سکتا تھا۔

نرائن :۔ اس کی آنکھیں کمزور تھیں اور اس پر جو عینک وہ استعمال کرتا تھا اس کے شیشے اس روز چکنے ہو رہے تھے۔

(کشور زور سے ہنستا ہے)

نرائن :۔ تم ہنستے ہو، شاید اس کی بے وقوفی پر قہقہے لگاتے ہو مگر دوست سارا قصور عینک کا تھا جو کہ بہت پرانی تھی۔ اس کی بینائی پہلے سے بہت زیادہ کمزور ہو گئی تھی۔ اب اس عینک کے شیشے کام نہ دے سکتے تھے۔ چنانچہ بھابی جان اس کی زندگی ہمیشہ کے لیے تلخ ہو گئی۔ اس کا گھر بار اجڑ گیا۔ مقدمے ہوئے۔ ہزاروں روپے وکیلوں کی نذر ہوئے۔ اور ایک دن ایسا آیا کہ وہ اس عینک کی بدولت پیسے پیسے کو محتاج ہو گیا۔

کشور :۔ تم نے اپنے خط میں .....

نرائن :۔ اس بات کا ذکر میں اس میں نہیں کر سکا..... تو دیکھا بھابی جان، کس طرح عینک نے ایک بہت بڑے رئیس کے لڑکے کو تباہ و برباد کر دیا۔ اب میری داستان سنئے

کشور :۔ تمہاری ؟

نرائن :۔ ہاں میری ۔ جب میں نے اس دکھی آدمی سے اس کی بپتا سنی تو فوراً ہی مجھے اپنی عینک کا خیال آیا۔ اور میں نے سوچا کہ میری مصیبتوں کی جڑ بھی یہی چیز تھی۔ مجھے گوپال داس گھنشام داس آپٹیشنر نے اس قصور پر ملازمت سے علیحدہ کر دیا تھا کہ میں نے ڈپٹی کمشنر کی میم صاحبہ کی عینک میں غلط نمبر کے شیشے لگا دیے تھے

جس کے باعث اس کے سر میں پندرہ روز تک درد ہوتا رہا..... آپ کو شاید اس واقعہ کا علم ہوگا؟

لاجونتی:۔ جی نہیں، مجھے یاد نہیں کہ آپ نے کبھی اس کا ذکر کیا ہو۔

کشور:۔ لاجونتی، یہ سب.....

نرائن:۔ داستان کشور کو معلوم ہے..... دس سال میں پہلی بار مجھ سے غلطی ہوئی اور مجھے اس کا اعتراف ہے، مگر اس وقت میں اس غلطی کا سبب معلوم نہیں کر سکا تھا۔ مجھے ملازمت سے علیحدہ کر دیا گیا اور میں بے روزگار ہو گیا۔ پانچ مہینے دربدر پھرنے کے بعد چلتی گاڑی میں جب میں نے اس مسافر کی داستان سنی تو فوراً ہی میں نے اپنا چشمہ اتار کر دیکھا اور معلوم ہوا کہ اس کے شیشے اپنی جگہ سے ہٹے ہوئے تھے۔ اگر یہ اپنی جگہ پر ہوتے تو ڈپٹی کمشنر کی میم صاحبہ کی عینک میں غلط نمبر کے شیشے کبھی نہ لگائے جاتے۔

لاجونتی:۔ آپ کو عینک نے واقعی بہت نقصان پہنچایا۔

نرائن:۔ جی ہاں — میں نمبر دیکھنے میں بہت ماہر تھا۔ دس برس یہی کام کرتے کرتے میں ایک نظر دیکھ کر بتا دیا کرتا تھا کہ فلاں شیشہ اس نمبر کا ہے اور فلاں اس نمبر کا۔ پر جب میری اپنی عینک کے شیشے اپنی مقررہ جگہ سے ہٹے ہوئے تھے تو غلطی کا ہونا ضروری تھا۔ ۔ ۔ چنانچہ میں نے بھی اپنی تباہی کی داستان عینک کے سب سے بڑے شکار کو سنائی۔ اس نے مجھ سے ہمدردی کا اظہار کیا اور کہا۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ میری بربادی میں عینک کا ہاتھ تھا تو میں نے فوراً اتار کر توڑ ڈالی۔ اور ایسی بوٹیوں کی تلاش میں جنگلوں کی طرف نکل گیا جس سے آنکھوں کی بینائی عینک کے بغیر درست ہو سکے۔ چنانچہ پانچ برس بڑے بڑے خوفناک جنگلوں کی

خاک چھاننے کے بعد مجھے ایک سادھو بابا کی مدد سے ایسی بوٹی مل گئی، جس کا سُرمہ آنکھوں کی تمام کمزوریوں کو رفع کر سکتا ہے۔ اس سرمے کی ایک سلائی لگانے سے چودہ طبق روشن ہو جاتے ہیں۔ چٹا، پھولا، موتیابند وغیرہ سب مرض اس کے استعمال سے دور ہو جاتے ہیں — یہ سُرمہ آنکھوں کی روشنی ہے — اس نے یہ کہہ کر بڑی مہربانی سے اس سُرمے کا نسخہ مجھے بتایا اور کہا اسے اپنے گھر میں بناؤ اور لوگوں میں تقسیم کرو تاکہ سب کا بھلا ہو، مگر لاگت سے زیادہ ایک پیسہ بھی لینا تم پر حرام ہے۔ چنانچہ صاحبان — اس سرمے کی چھوٹی شیشی کی قیمت صرف آٹھ آنے ہے۔ بڑی شیشی کی قیمت صرف ایک روپیہ، نمونے کی ایک سلائی آپ کو مفت مل سکتی ہے۔ نفع لینا مجھ پر حرام ہے۔ (شیشیوں کی آواز) — صاحبان چھوٹی شیشی کی قیمت صرف آٹھ آنے، بڑی شیشی کی قیمت صرف ایک روپیہ، نمونے کی ایک سلائی مفت —— نفع لینا مجھ پر حرام ہے۔

لاجونتی:۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں — کہاں عینک کی داستان اور کہاں یہ سرمے کی شیشیاں

کشور:۔ لاجونتی، جو خط اس نے پونہ سے بھیجا ہے اس میں .....

نرائن:۔ یہ سرمہ بہت لاجواب ہے، ہزاروں اندھے اس کے لگانے سے دیکھنے لگے ہیں — یہ لیجئے دو شیشیاں، ان کی قیمت صرف ایک روپیہ ہے یعنی لاگت کے دام .....

لاجونتی:۔ آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں، کچھ پتہ بھی تو چلے — آخر یہ قصہ کیا ہے ..... میری سمجھ میں تو کچھ بھی نہیں آتا۔

نرائن:۔ (ہنستا ہے) وہ کیوں؟ — کیا آپ کو کشور نے میرا خط پڑھ کر نہیں سنایا جو

میں نے پونہ سے بھیجا تھا۔ میں اس میں سب کچھ لکھ چکا ہوں۔

کشور:۔ میں پون گھنٹے سے اسے تمہارا خط سنانے کی کوشش کر رہا تھا پر اس نے سنا ہی نہیں۔ میں ابھی ابھی اس سے کہہ رہا تھا کہ پونہ سے نرائن کا خط آیا جس میں اس نے .....

نرائن:۔ ٹھیرو میں بتا دیتا ہوں — بھابی جان! اب میں نے یہ سرمہ بیچنا شروع کر دیا ہے۔ جب تک کوئی ملازمت نہیں ملتی یہی کام کروں گا۔ یہ ساری داستان جو میں نے ابھی آپ کو سنائی ہے بڑی محنت سے میں نے سودا بیچنے کے لیے بنائی ہے — کیوں بھائی کشور، بتاؤ کیسی رہی؟

کشور:۔ (غصے میں) تم اور تمہاری داستان جائے بھاڑ میں..... لعنت ہو تم دونوں پر..... پہلے یہ مجھ سے چوہے بلّی کا کھیل کھیلتی رہی اور تم نے بھی آتے ہی یہی کھیل شروع کر دیا۔ مجھے کھلونا سمجھ لیا گیا ہے ..... میں جاتا ہوں۔ (کاغذ کی کھڑکھڑاہٹ)

نرائن:۔ ارے بھئی کہاں چلے۔

کشور:۔ (آواز دور سے آتی ہے) وہاں چلا ہوں، جہاں تم ایسے درندے نہیں ہوں گے۔ — وہاں چلا ہوں جہاں میں یہ خط کسی کو اطمینان سے سنا سکوں گا۔

(فیڈ آؤٹ)

آؤ کھوج لگائیں

کشور:۔ (اپنی بیوی سے بڑے سنجیدہ لہجے میں) ــــ آؤ کھوج لگائیں۔

لاجونتی:۔ کھوج لگاؤ گے ــــ تم کھوج لگاؤ گے ــــ تم جیسے لال بجھکڑوں کی بابت ہی تو کہاوت مشہور ہے۔

کشور:۔ کون سی کہاوت۔

لاجونتی:۔ وہ جو ہاتھی کے پاؤں کا نشان دیکھ کر ایک لال بجھکڑ نے کہا تھا ــــ چکّی کا پاٹ باندھ کر کوئی ہرنا ناچا ہوئے۔

کشور:۔ لاجونتی، تمھیں شرم نہیں آتی میرا مذاق اڑاتے ــــ اور وہ بھی ایسے وقت جبکہ میرا اتنا نقصان ہو گیا ہے۔

لاجونتی:۔ آپ کا نقصان کیا ہوا ہے ــــ وہ تو میرے ہی گھر میں ہو سنجا پھرا ہے۔

میرا ہی سب کچھ غارت ہوا ہے ـــــ آپ کا کیا گیا ہے ـــ ایک فاؤنٹین پن اور وہ موا سگرٹ کیس۔

کشور:۔ لو بھئی تم نے یہ نیا شوشہ چھیڑ دیا ـــ تمہاری نظر میں تو میرے سگرٹ اور پن کی کوئی قیمت ہی نہیں ہے ـــ گویا بخشیش کے تھے ـــ میرا سگرٹ کیس اصل چاندی کا تھا۔ جنگ سے پہلے اس کی قیمت بیس روپیہ تھی ـــ آج کل کم از کم تیس روپیہ ہوگی۔ اور وہ پن کوئی ایسا ویسا تھوڑے ہی تھا ـــ ساڑھے سترہ روپے میں خریدا تھا۔

لاجونتی:۔ بس تمھیں تو اپنی ہی چیزوں کی فکر ہے۔ چاہے دوسرے کا سارا گھر بار لٹ جائے۔

کشور:۔ تمہارا گھر بار کیا میرا گھر بار نہیں۔

لاجونتی:۔ مجھے اس وقت نہ ستاؤ منے کے پتا ـــ مجھے اس وقت نہ ستاؤ ـــ میں اس وقت بھری بیٹھی ہوں ـــ (آہ بھر کے) ـــ پرماتما کرے نہ رہے اس دنیا کے تختے پر جس نے مجھ غریب پر اتنا ظلم کیا ـــ کڑکتی بجلی گرے ـــ پرماتما کرے کسی موٹر کے نیچے آجائے ـــ کوڑھی ہو کے مرے۔

کشور:۔ لو تم نے تو رونا شروع کر دیا ـــ نہ رو لاجونتی، نہ رو ـــ تم روتی ہو تو میرا بھی جی بیٹھنے لگتا ہے ـــ لو بس اب چپ کر جاؤ ـــ ایسے صدمے آدمی کے لیے کوئی نئے نہیں ہیں ـــ سچ پوچھو تو ہمیں اب اس کی بابت غور ہی نہیں کرنا چاہیے اور صبر شکر کر کے خاموش ہو جانا چاہیئے۔

لاجونتی:۔ خاموش ہو جانا چاہیئے ـــ کیوں ـــ کوئی ہم پر ستم ڈھائے اور ہم اُف بھی نہ کریں۔ دن دہاڑے ہمیں لوٹ لیا جائے اور ہم اس کی شکایت تک نہ کریں ـــ

—— کیوں —— تو پھر بتاؤ جی ہلکا کیسے ہو۔

کشور :۔ جی ہلکا یوں ہو سکتا ہے کہ سب کچھ بھول جانے کی کوشش کریں۔ ہنسی مذاق میں اس دکھ کو اڑا دیں —— لاجونتی —— تم خود سمجھ دار ہو۔ آخر کب تک ہم یوں آہیں بھرتے رہیں گے۔

لاجونتی :۔ سب کچھ سمجھتی ہوں، مگر کیا کروں۔ نگوڑے اس دل کے ہاتھوں مجبور ہوں۔ چاہتی ہوں دھیان ادھر سے ہٹ کر کسی دوسری طرف لگ جائے۔ مگر بیٹھے بیٹھے ایک دم کلائی پر نظر پڑتی ہے تو دل میں اک ہوک سی اٹھتی ہے —— ٹوٹ جاتی —— اس کا ایک ایک پرزہ میری آنکھوں کے سامنے کوئی علیحدہ کر دیتا۔ مجھے اتنا افسوس نہ ہوتا۔ زیادہ دکھ تو اس بات کا ہے کہ معلوم نہیں کس کے پاس ہے کس کے پاس نہیں ہے —— اپنے پاس رکھی ہے یا بیچ باچ دی ہے۔

کشور :۔ تم اب اپنی جان ہلکان نہ کرو —— میں تمھیں اس سے کہیں اچھی گھڑی لا دوں گا —— سونے کی جو رات کو بھی وقت بتاتے —— تو اب ہٹاؤ اس قصے کو —— آؤ کوئی اور بات کریں۔

لاجونتی :۔ لیکن چوری کس صفائی سے کی گئی ہے —— مجھے رہ رہ کے خیال آتا ہے —— میری نیند کو اس روز کیا ہو گیا —— آپ کی تو خیر بہت بھاری نیند ہے کہ پاس ڈھول پیٹے جائیں اور آپ کو خبر نہ ہو۔ پر مجھے کیا ہو گیا تھا —— چور آیا —— گھڑیاں، پیالے، سگرٹ کیس، قلم —— اور کیا ——

کشور :۔ اب چھوڑ بھی دو نا اس داستان کو۔

لاجونتی :۔ ہاں —— چور بڑے مزے سے آیا —— گھڑیاں، پیالے، سگرٹ کیس،

قلم اور آپ کے استرے کے نئے بلیڈ لے کر چمپت ہوا اور ہم دونوں آرام سے سوتے رہے ـــ اگر وہ میز کرسیاں بھی اٹھا کر لے جاتا تو ہمیں خبر نہ ہوتی۔

کشور:۔ ذرا آہٹ بھی نہیں ہوئی ـــ لیکن چھوڑو ـــ میں کہتا ہوں اگر ذرا سی آہٹ بھی ہوتی تو میں فوراً جاگ پڑتا ـــ لیکن اب ان باتوں سے کیا فائدہ ہوگا ـــ ہاں تم یہ بتاؤ کہ میرا پُل اوور کب تیار ہوگا۔ اُون تو میں نے اب کے اتنی بڑھیا لا کر دی ہے تمھیں ـــ بس اب ایسا پُل اوور بنے کہ طبیعت صاف ہو جائے۔ نرائن کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں۔

(دروازہ کھلنے اور بند کرنے کی آواز)

نرائن:۔ نرائن کی آنکھیں تو اس وقت ہی کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں جب اس نے یہ سُنا تھا کہ تمھارے گھر پر سوں رات چور آیا اور گھڑیاں، قلم دوات اور نہ معلوم کیا کیا کچھ اٹھا کر لے گیا ـــ نمسکار بھابی جان ـــ مجھے ابھی ابھی گھر سے معلوم ہوا کہ آپ کی چوری ہو گئی ہے ـــ ہاں بھئی کشور، یہ تو بتاؤ آخر ہوا کیا۔ میں سنتا ہوں تم مزے سے سوتے رہے اور چور اپنا کام کر گیا ـــ کیا یہ سچ ہے؟

کشور:۔ جو کچھ بھی اب کہا جائے سچ ہے۔

نرائن:۔ یہ بھی کوئی جواب ہے ـــ مجھے سارا واقعہ سناؤ ـــ چور کب آیا، کب گیا ـــ کون کون سی چیزیں اٹھا کر لے گیا۔ کس راستہ سے اندر داخل ہوا۔ جب وہ آیا اس وقت تم سو رہے تھے یا جاگ رہے تھے ـــ تمھیں کس پر شک ہے ـــ نوکر سے پوچھ گچھ کی ـــ تمھارے ہمسایے کیا کہتے ہیں ـــ پولیس میں رپٹ لکھوائی ـــ اگر لکھوائی تو اس کا کیا حشر ہوا ـــ یہ سب باتیں مجھے

بتاؤ ـــ آخر چوری ہوئی ہے۔

کشور:۔ میں اس کے متعلق کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔

نرائن:۔ بھئی واہ ـــ تو یہ چوری کیسے پکڑی جائے گی ـــ مجھے بتاؤ کہاں کہاں سے چیزیں اٹھائی گئی ہیں ـــ میز پر یا کہیں اور چور کی انگلیوں کے نشان ملے ـــ کیا فرش پر پاؤں کا کوئی نشان نہیں تھا ـــ اگر کھڑکی کے راستے چور اندر آیا تو جنگلے پر ضرور نشانات ہوں گے ـــ اور ہاں میں نے سنا ہے کہ وہ تمھارے استرے کے نئے بلیڈ بھی لیتا گیا ـــ اس کے متعلق تم نے غور کیا۔ بلیڈ کس چھاپ کے تھے ـــ اور گھڑیوں میں کیا کوک بھری ہوئی تھی۔

کشور:۔ کوک شام کو بھری تھی یا رات کو ـــ قلم میں روشنائی نیلی تھی یا سبز، بلیڈوں پر جو کاغذ چڑھا ہوتا ہے کس رنگ کا تھا ـــ اب جانے دو نا شرلک ہومز بننے کی کوشش نہ کرو ـــ جیسے بلیڈوں کا چھاپ معلوم کر کے آپ چوری کا کھوج لگا لیں گے۔

نرائن:۔ اور یوں ہاتھ پر ہاتھ دھر کے بیٹھنے سے تم ضرور چوری کا پتہ لگا لو گے۔ نہ بتاؤ ـــ میری بلا سے ـــ آج کل میں کوئی اور چور آئے گا اور گھر میں جھاڑو پھیر کر چلا جائے گا۔ پھر بھی کچھ نہ کرنا ـــ تمھیں میری قسم ہے کھوج لگانے کی ذرا کوشش نہ کرنا ـــ مجھ سے بھول ہوئی جو میں نے ہمدردی کے طور پر تم سے یہ باتیں کیں ـــ اب کچھ تم سے پوچھوں تو جو چور کی سزا وہ میری ـــ

کشور:۔ تم ناحق بگڑتے ہو۔ بات دراصل یہ ہے کہ میں اس چوری کے متعلق کوئی بات نہیں کرنا چاہتا ـــ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گزشت۔

لاجونتی :- یعنی کوئی ہمیں اٹھا کر نہیں لے گیا ـــــ سو آپ جب یوں ہی گھوڑے بیچ کر سویا کریں گے تو ایک روز یہ بھی ہو جائے گا ـــــ نرائن صاحب ذرا ان کی نیند ملاحظہ ہو کہ چور کمرے میں داخل ہوا ـــــ میزوں کی سب درازوں کی تلاشی اس نے لی ـــــ اور تو اور اس تپائی پر سے اس نے گھڑی اٹھائی جو ان کے سر کے ساتھ جڑی رہتی ہے، لیکن انھیں خبر تک نہ ہوئی ـــــ بھئی کیا نیند پائی ہے۔

کشور :- مجھے کوسے چلی جاتی ہو ـــــ تپائی کی طرف تو تم ہی سوتی ہو ـــــ تمھیں کیا سانپ سونگھ گیا تھا۔

لاجونتی :- کیا فضول باتیں کرتے ہو ـــــ میری چارپائی تو دوسرے کمرے میں ہے۔

کشور :- (گھبرا کر) ـــــ ارے ہاں ـــــ تمھاری چارپائی تو دوسرے کمرے میں ہے ـــــ میں یہ کہہ رہا تھا ـــــ میں یہ کہہ رہا تھا کہ تپائی جو میرے سر کے ساتھ جڑی رہتی ہے کیوں نہ ملی ـــــ تمھارا کیا خیال ہے نرائن۔ مجھے تو یہ چور بڑا ہوشیار معلوم ہوتا ہے۔

نرائن :- تم میاں بیوی سے تو معمولی چور بھی ہوشیار ہوگا ـــــ ہاں تو آپ دونوں ایک پلنگ پر سو رہے تھے کہ ـــــ

لاجونتی :- نرائن صاحب۔

نرائن :- جی۔

لاجونتی :- میں بھول ہی گئی کہ میں کیا کہنے والی تھی ـــــ ہاں نرائن صاحب یہ چور چوری کیوں کرتے ہیں؟

نرائن :- (ہنستا ہے) ـــــ چور چوری کیوں کرتے ہیں۔ (ہنسنا بند کر کے) ـــــ

بھئی نہیں بات معقول ہے ـــ چور چوری کیوں کرتے ہیں، سوچنا چاہیئے۔
تمہارا کیا خیال ہے کہ چور کس لیے چوری کرتے ہیں۔

کشور:۔ اس لیے چوری کرتے ہیں کہ میاں بیوی میں لڑائی ہو۔

لاجونتی:۔ بس آپ کو تو ہر وقت لڑائی جھگڑے ہی کی سوجھتی ہے۔

نرائن:۔ چھوڑیئے اس قصّے کو ـــ ہاں بھئی کشور تم یہ بتاؤ کہ چور زیادہ تر مرد ہوتے ہیں یا عورتیں۔

لاجونتی:۔ عورت بیچاری کیا چوری کرے گی۔ ہزار میں ایک ہوگی، مگر چور تو ہوتے ہی مرد ہیں ـــ فتّو چوٹا نامی گرامی لکھنؤ کا چور گزرا ہے۔ جو چھت میں جست لگا کر چھپکلی سا چمٹ جاتا تھا۔

کشور:۔ کمنتی خانہ بدوشوں کی سردار عورت پنجاب میں ایسی گزری ہے جس نے چوروں کے بھی کان کاٹے ہیں ـــ بڑے بڑے ڈاکوؤں کو دریا لے جا کر پیاسا لاتی تھی۔

لاجونتی:۔ میرے گلے کا لاکٹ تمہارے اس رامو ہی نے چرایا تھا۔

کشور:۔ اور میرا ٹائم پیس تمہاری وہ درگا ہی میانی میں چھپا کر بھاگ رہی تھی۔

نرائن:۔ تو ثابت ہوا کہ مرد اور عورتیں دونوں چور ہوتے ہیں۔

کشور:۔ ثابت کچھ نہیں ہوا ـــ اب ہمارا تماشہ دیکھنے کی کوشش نہ کرو ـــ لاجونتی اب بند کرو اس گفتگو کو ـــ بتاؤ وقت کیا ہوا ہے مجھے باہر جانا ہے۔

لاجونتی:۔ وقت ـــ لیکن گھڑی کہاں ہے؟ ـــ (آہ بھر کے) پرماتما کرے وہ کلائی ہی ٹوٹ جائے جس پر میری گھڑی باندھی جائے ـــ موتے نے بیچ بھی دی ہوگی۔

اونے پونے داموں میں ـــــ پرماتما کرے کیڑے چلیں اس کے جسم میں ـــــ
ایڑیاں رگڑ رگڑ کے جان دے۔

(دروازے پر دستک)

کشور:۔ کون ہے؟

(دروازے پر دستک)

کشور:۔ (کرسی پر سے اٹھنے کی آواز) ـــــ اس وقت کون آیا ہے ـــــ کون ہے؟

(دروازہ کھولنے کی آواز)

کشور:۔ فرمائیے آپ کو کس سے ملنا ہے؟

ملاقاتی:۔ آپ سے۔

کشور:۔ آپ کا اسم گرامی۔

ملاقاتی:۔ میں ابھی عرض کرتا ہوں ـــــ جو گفتگو ابھی ابھی آپ لوگوں کے درمیان ہو رہی تھی اس کے متعلق مجھے کچھ کہنے کی اجازت دی جائے تو میں آپ کا ممنون ہونگا۔

کشور:۔ اندر تشریف لے آئیے ـــــ (دو تین سیکنڈ کے لیے خاموشی ـــــ پھر کرسیوں کی آواز) بیٹھئے ـــــ ہاں ـــــ یہ میری وائف ہے اور یہ میرے دوست مسٹر نارائن۔

ملاقاتی:۔ نمسکار ـــــ میں آپ دونوں کو جانتا ہوں۔

کشور:۔ کیا کہا آپ نے؟

نرائن:۔ مجھے ـــــ مجھے آپ کیسے جانتے ہیں۔

ملاقاتی:۔ میں زیادہ دیر تک آپ لوگوں کو اندھیرے میں رکھنا نہیں چاہتا ـــــ میں آپ سب کا احترام کرتا ہوں ـــــ آپ کے تو میں کئی افسانے پڑھ چکا ہوں اور میں

سمجھتا ہوں کہ موجودہ دور میں صرف آپ ہی ہندوستان کے بڑے افسانہ نگار ہیں کیونکہ آپ کے تخیل میں ندرت ہے ـــ آپ ترقی پسند ہیں ـــ سچ پوچھئے تو ہمارے ادب نے ابھی تک افسانہ پیدا ہی نہیں کیا۔ مگر آپ نے ـــــ

نرائن :۔ قدر افزائی کا شکریہ ـــ آپ نے بالکل صحیح فرمایا ہے کہ ہندوستانی ادب میں افسانہ ناپید ہے ـــ جو لکھنے والے ہیں ـــــ

کشور :۔ مگر ابھی تک ہم سب اندھیرے میں ہیں۔

ملاقاتی :۔ معاف کیجئے گا میں اور نرائن صاحب افسانے کی رو میں بہ گئے ـــ ہاں تو نرائن صاحب آپ سے ہندوستان کے افسانوی ادب پر پھر کبھی باتیں ہوں گی ـــــ مجھے پہلے اپنا تعارف کرانا چاہیئے تھا ـــ خاکسار وہ چور ہے جس نے یہاں کی چیزیں چرائی ہیں۔

لاجونتی :۔ (چونک کر) ـــ چور ـــــ

کشور :۔ کیا کہا آپ نے ؟

نرائن :۔ آپ چور ہیں ؟ ـــــ اور میرے افسانے ـــــ

ملاقاتی :۔ میں آپ کے افسانوں کے متعلق پھر گفتگو کروں گا ـــ جی ہاں خاکسار وہی چور ہے جو پرسوں رات یہاں حاضر ہوا تھا۔

لاجونتی :۔ میری گھڑی ـــــ (ایکا ایکی چونک کر ـــ چیخ کے ساتھ)

ملاقاتی :۔ جی ہاں یہ آپ ہی کی گھڑی ہے جو میں نے اپنی کلائی پر باندھ رکھی ہے ـــ ـــ میرا خیال تھا کہ یہ ٹھیک وقت دے گی۔ مگر اب معلوم ہوا کہ یہ پندرہ منٹ تیز چلتی ہے۔

لاجونتی:۔ میں ــــ میں ــــ

ملاقاتی:۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ کے انتخاب کو اچھا نہیں سمجھتا ــــ آپ کا ذوق یقیناً بہت اچھا ہے ــ آپ کے سنگھار کی دوسری چیزیں اس کی گواہ ہیں ــــ مگر آپ نے مجھے گالیاں دے کر احترام کے اس جذبے کو ضعیف کر دیا ہے جو کہ میرے دل میں آپ کے متعلق پیدا ہو گیا تھا ــــ گہری نیند سونے والی خاتونوں اور آرٹسٹک انتخاب رکھنے والی عورتوں کا رتبہ میری نگاہوں میں ہمیشہ بلند رہا ہے ــــ لیکن آج میں نے جب آپ کی زبان سے اپنے متعلق غیر مناسب الفاظ سنے تو یقین مانئے مجھے بہت صدمہ ہوا ــــ حیرت ہوتی ہے کہ آپ جیسی بلند سیرت خاتون نے میری تذلیل کی۔

نرائن:۔ تذلیل۔

کشور:۔ چور کی تذلیل ــــ آپ کہنا کیا چاہتے ہیں۔

ملاقاتی:۔ یہی کہ میری بے حد تذلیل ہوئی ہے ــــ اس گھر میں جس کی ہر ایک شے میں بڑی آسانی سے اٹھا کر لے جا سکتا تھا۔ آپ سب نے مل کر میرے وقار پر حملہ کیا ہے ــــ میرے تعزز کی مٹی پلید کی ہے ــــ میری غیر موجودگی میں آپ نے میرے پیشے کو برا بھلا کہا ہے ــــ ایک شریف آدمی کی اس سے بڑھ کر اور کیا ہتک ہو سکتی ہے۔

کشور:۔ وقار۔

لاجونتی:۔ تعزز۔

کشور:۔ شریف آدمی۔

نرائن:۔ سگرٹ شوق فرمائیے ــــ (دیا سلائی جلانے کی آواز)

ملاقاتی:۔ شکریہ ـــــ (سگرٹ سلگاتا ہے) ـــــ میں یہاں صرف اپنی پوزیشن صاف کرنے آیا ہوں ـــــ میں جانتا ہوں کہ قانون کی نظر میں ہم لوگ سوسائٹی کے دشمن ہیں۔ لیکن اگر اس دشمن پر تہمتوں کے انبار لگا دیے جائیں اور اسے ذلیل و رسوا کیا جائے تو بتائیے اس کے جذبات کو کس قدر ٹھیس پہنچے گی ـــــ ہمیں ایک عام پیشہ ور کی حیثیت سے کیوں نہیں دیکھا جاتا ـــــ میں اس سوال کے منطقی اور معاشرتی پہلوؤں کو نظر انداز کرتے ہوئے آپ کو صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارا پیشہ اس شے لطیف کے بالکل قریب ہے جسے ہم آرٹ کہتے ہیں۔ ہمارے پیشے میں وہ تمام عناصر موجود ہیں جو آرٹ کی تکمیل کے لیے ضروری ہیں ـــــ مثلاً فراخ ہمتی، امنگ، خیال آرائی، تخلیقی تحریک، رُوحانی فیضان اور ایجاد کا مادہ ـــــ اگر میں آپ سے کہوں کہ چور بننے کے لیے فطری صلاحیت کا ہونا اشد ضروری ہے تو شاید آپ میرا مذاق اڑانا شروع کر دیں۔ مگر یہ حقیقت ہے۔ بعض لوگ قدرتی طور پر غیر معمولی حافظے کے مالک حاضر دماغ اور تیز نگاہ ہوتے ہیں ـــــ ان کے ہاتھوں میں بلا کی پھرتی ہوتی ہے۔ اُن کی قوتِ لامسہ بہت تیز ہوتی ہے ـــــ یہ لوگ اگر آپ یقین فرمائیں صرف اس لیے پیدا ہوتے ہیں کہ شاندار پتنگ باز بنیں ـــــ اور جیب کتروں کا پیشہ اختیار کرنے کے لیے بڑی چابکدستی۔ حرکت کے زبردست تیقن۔ مشاہدے اور توجہ کی انتہائی شدّت اور حاضر دماغی کی ضرورت ہوتی ہے ـــــ جس طرح شاعر پیدا ہوتا ہے اسی طرح چور پیدا ہوتا ہے ـــــ اور اصلی چور کو آپ کسی حیلے سے بھی لالچ دے کر اپنے راستے سے نہیں ہٹا سکتے۔ اچھی ملازمت کی پیش کش، قیمتی سے

قیمتی تحفہ، حتّٰی کہ عورت کی محبّت بھی اسے درغلا نہیں سکتی۔ اس لیے کہ اس کے پیشے میں خطرے کی مستقل خوبصورتی، کھٹکے کی مسرّت افزا گہرائی، دل دہلنے کا لطف اور نبضِ حیات کی تیز دھڑکن ہے ـــ ان سب کے اوپر ایک کیف ـــ ایک ـــ ایک وجد ـــ ایک ناقابلِ بیان ترنگ ہے۔

کشور:۔ (ہنستا ہے۔ خوب ہنستا ہے) بھئی لطف آگیا ـــ ان سب کے اوپر ایک کیف ـــ ایک وجد ـــ ایک ناقابلِ بیان ترنگ ہے ـــ اور اس کے اوپر میرے معزز ملاقاتی کا سر ـــ (ہنستا ہے)

ملاقاتی:۔ نرائن صاحب آپ اپنے دوست سے کہیں کہ زیادہ نہ ہنسیں۔ ہنسی وہ ہے جو خود بخود آئے۔ زبردستی ہنسنا صحت بخش نہیں ہوتا۔

نرائن:۔ اسے ادب آداب سے کوئی واسطہ نہیں ـــ آپ جو کچھ کہہ رہے تھے اسے جاری رکھئے۔ میں ہمہ تن گوش ہوں۔

ملاقاتی:۔ میں یہ عرض کرنے والا تھا کہ آپ لوگ قانونوں، قسم قسم کے تالوں، بندوقوں، تلواروں، پولیس کے سپاہیوں اور ٹیلیفونوں سے مسلح ہیں۔ لیکن ہمارے پاس صرف پھرتی، ہوشیاری اور بے باکی ہے جس کے ذریعے سے ہم آپ کا مقابلہ کرتے ہیں ـــ اور ہاں کیا آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے دیہاتوں میں صاحبِ ذکاوت لوگ جو کہ آرٹسٹک طبیعت کے مالک ہوتے ہیں، اکثر گائے چور بن جاتے ہیں یا گھوڑے چرانا شروع کر دیتے ہیں۔

کشور:۔ کیوں؟

ملاقاتی:۔ اس کے سوا اور وہ کر ہی کیا سکتے ہیں ـــ یہ زندگی اونچی فضاؤں میں پرواز

کرنے والی روحوں کے لیے بہت ہی کم حقیقت، غایت درجہ خشک اور بے کیف ہے۔

لاجونتی:۔ وہ ذہانت اور ذکاوت کس کام کی جو بُری جگہ استعمال ہو۔

ملاقاتی:۔ خاتونِ محترم ـــــ ذہانت اور ذکاوت اگر مسجد و مندر سے الگ کر دی جائے تو بھی اس کی خوبصورتی میں فرق نہیں آتا ـــــ ترقی ایک قانون ہے اور چوری کی بھی مخلوق ہوتی ہے ـــــ یہ لیجئے اپنی گھڑیاں ـــــ اس گھڑی کا اسٹریپ میں نے بدل دیا ہے، چونکہ پہلا بہت ہی ان آرٹسٹک تھا ـــــ میں ان لوگوں کی گھڑیاں اپنے پاس نہیں رکھا کرتا، جو مجھے گالیاں دیں اور میرے پیشے کو بالکل غلط رنگ میں دیکھیں ـــــ اچھا اب میں اجازت چاہتا ہوں۔

نرائن:۔ سگریٹ شوق فرمائیے۔

ملاقاتی:۔ شکریہ ـــــ یہ آپ کا سگریٹ کیس بہت اچھا ہے۔ (سگریٹ سلگانے کی آواز)

نرائن:۔ میں ایک بات آپ سے پوچھ سکتا ہوں؟

ملاقاتی:۔ بڑے شوق سے۔

نرائن:۔ آپ کشور کے بلیڈ کیوں چرا کر لے گئے تھے؟

ملاقاتی:۔ (ہنستا ہے) ـــــ بلیڈ ـــــ قصہ یہ ہے کہ جس روز میں یہاں آیا اس روز میں نے ان نئے قسم کے بلیڈوں سے ڈاڑھی مونڈی تھی ـــــ بڑے واہیات بلیڈ ہیں۔ گھاس کھودنے والا اوزار ان سے بہتر ہوگا ـــــ منگھار میز پر جب میں نے ان کو دیکھا تو اٹھا کر جیب میں رکھ لیے تاکہ صبح اٹھ کر جب یہ داڑھی مونڈنے لگیں تو اپریشن سے محفوظ رہیں ـــــ میز کا دہنا دراز جو مقفل تھا میں نے کھولا تھا، مگر اس میں ان کے پرائیویٹ خط تھے ـــــ ایک خط میں نے پڑھا تھا۔

—— داغ ان کو بہت پسند ہے۔ جگہ جگہ آپ نے اس کے شعر ٹھونسے ہوئے تھے —— یہ خط آپ نے ابھی تک پوسٹ نہ کیا ہو تو ایک شعر درست کر لیجئے گا —— آپ نے لکھا ہے۔

میری فریاد دوسرا نہ سنے
بُت ہی سُن لیں اگر خدا نہ سنے

یہ غلط ہے۔ آپ نے امیر اور داغ دونوں کے شعروں کو خلط ملط کر دیا —— امیر کا شعر یوں ہے:۔

میری فریاد رائگاں تو نہ ہو
بُت ہی سُن لیں اگر خدا نہ سنے

امیر کے مضمون میں اتنی ترقی پیدا کرنا داغ ہی کا حصّہ ہے —— اچھا اب میں رخصت چاہتا ہوں —— نرائن صاحب میرے لائق کوئی خدمت ہو تو بلا تکلف ارشاد فرما دیجئے گا —— اور ہاں کشور صاحب آپ کی دوسری چیزیں اس پارسل میں موجود ہیں —— (تھوڑی دیر خاموشی —— پھر دروازہ بند کرنے کی آواز)

لاجونتی:۔ آپ نے یہ خط کس کو لکھا ہے؟

کشور:۔ نرائن —— بھاگو جانے نہ پائے۔

نرائن:۔ کون؟

کشور:۔ یہی چور اور کون —— وہ کس آرام سے آیا اور چلا بھی گیا —— تم نے اسے پکڑا بھی نہیں —— چلو —— چلو اسے پکڑ کر پولیس کے حوالے کر دیں۔

لاجونتی:۔ آپ میری بات کا جواب دیجئے —— یہ آج کل شعروں بھرے خط کسے لکھے

جارہے ہیں۔ کیا کوئی نئی بلا پالی ہے؟

کشور:۔ کون سے خط — چلو نرائن — چلو ابھی وہ سیڑھیوں ہی میں ہوگا۔

لاجونتی:۔ بات نہ ٹالیے — مجھے اس بات کا جواب دیجئے کہ آج کل خط کس کو لکھے جارہے ہیں — رات گیارہ بجے تک آپ اپنے کمرے میں کیا کرتے رہتے تھے؟

کشور:۔ جھک مار رہا تھا — ادھر چور ہاتھ سے نکلا جارہا ہے اور ادھر اس نے اپنی تفتیش شروع کردی ہے۔ چلو نرائن۔

نرائن:۔ اماں چھوڑو — آدمی دل کا اچھا ہے — جانے دو۔

لاجونتی:۔ میں کیا پوچھ رہی ہوں۔

کشور:۔ مجھے تو کچھ معلوم نہیں۔

لاجونتی:۔ میز کے دراز میں کس کے خط ہیں — اور وہ شعروں والا خط آپ نے کس کو لکھا ہے؟

کشور:۔ کون سے خط — کیسے شعر — وہ تمھیں بنا گیا ہے — یہ لو چابی اور جا کے دیکھ لو — اس نے یہ شوشہ ہی اس لیے چھوڑا تھا کہ ہم لوگ اس بک بک میں پڑ جائیں اور وہ آرام سے چلا جائے — اور تم نہیں اوّل درجے کے چغد — اس نے تمھارے افسانوں کی تعریف کردی اور چلو تم خوش ہوگئے — اب اتنی دیر کے بعد اسے کس طرح پکڑا جا سکتا ہے۔ پنجے میں آکر کس صفائی سے باہر نکل گیا۔

نرائن:۔ چلو اب چھوڑو اس قصّے کو — لو سگرٹ پیو — ارے — میرا سگرٹ کیس کدھر گیا — میرا سگرٹ کیس — میرا سونے کا سگرٹ کیس —

کشور :۔ (ہنستا ہے) — اس نے اس کی تعریف جو کی تھی۔ (ہنستا ہے) پریشان کیوں ہوتے ہو۔ وہ تو تمھارے افسانوں کا مدّاح ہے۔ تمھیں ہندوستان کا سب سے بڑا افسانہ نگار مانتا ہے — ارے — کدھر چلے — ؟

نرائن :۔ مذاق نہ کرو کشور — میرا سگرٹ کیس بہت قیمتی تھا — میں دیکھتا ہوں۔ شاید وہ بازار میں مل جائے۔

کشور :۔ (ہنستا ہے)

(فیڈ آؤٹ)

آؤ ریڈیو سنیں

لاجونتی:۔ (اشتیاق بھرے لہجے میں، اپنے پتی سے) آؤ ریڈیو سنیں۔

کشور:۔ (خاموش رہتا ہے)

لاجونتی:۔ اجی او سنتے ہو میں کیا کہہ رہی ہوں ــــ توبہ تمہارا دماغ کیا ہے۔ ریڈیو کا ڈبہ ہے جو ہر دوسرے تیسرے روز خراب ہو جاتا ہے۔ کچھ میں بھی تو سنوں۔ جناب کا مزاج اس وقت کس بات پر بگڑ گیا۔ جو منہ سے ایک دو بول نکالنے بھی دشوار ہو رہے ہیں۔

کشور:۔ دفتر سے تھکا ماندہ آیا ہوں.....

لاجونتی:۔ (بات کاٹ کر) اسی لیے تو کہتی ہوں۔ آؤ ریڈیو سنیں ــــ اخترِ کی غزل سنیں گے۔ مگن پر کیسا پھولتی پھلتی ہے۔ سنو گے تو یہ سب تمہارا تھکن مٹ

جائے گی۔

کشور:۔ جو دھرپت آج بڑے صاحب سے سن کے آیا ہوں وہی کافی ہے۔ اب مجھ سے کوئی اور راگ نہیں سنا جاتا۔

لاجونتی:۔ سچ ہے، بھلا یہ راگ تم سے کیوں سنا جائے گا۔ تم ٹھمرے کوٹھوں پر مجرا سننے والے نرت بھاؤ کے گاہک، بھلا تمھیں کاٹھ کے ریڈیو سے کیا تسکین ہوگی — کوئی طوائف سامنے تھرک رہی ہو۔ تمھیں گلوریاں پیش کرے۔ ذرا کبھی تم سے ٹھنک ٹھنک کر باتیں کرتی جائے، کبھی مسکرا دے، کبھی بگڑ جائے تو تمھارے کانوں کے سب پردے کھل جائیں۔

کشور:۔ میں کچھ نہ سمجھا تم کس دھن میں الاپ رہی ہو۔

لاجونتی:۔ یہ آپ نے نیا پلٹا لیا۔

کشور:۔ تمھاری طرح آڑی ترچھی تانیں لگانا مجھے نہیں آتا۔

لاجونتی:۔ یہ آپ کی چھیڑ نرالی ہے۔

کشور:۔ بن استھائی کے انترا شروع کر دیا؟

لاجونتی:۔ آپ کے بول ہی انوکھے ہیں۔

کشور:۔ اور جو تم نے اپنی راگنی میں بھدا میل لگایا ہے؟

لاجونتی:۔ آپ اپنے بن جوڑ کے ساگر کو بھول ہی گئے۔

کشور:۔ اب تم چاہتی ہو، کھینچ تان کے سپتک میں لے آؤ۔

لاجونتی:۔ آؤ ریڈیو میں سے میرا مطلب یہ تھا کہ گانا آتما کا من بھاتا بھوگ ہے۔

کشور:۔ گانا آتما کا من بھاتا بھوگی طرور ہے، پر اگر گانے والے کے گلے میں سوز و گداز

ہو۔ بے وقت کی شہنائی نہ ہو۔

لاجونتی :۔ پھر آپ آڑی ترچھی باتیں کرنے لگے۔

کشور :۔ تم نہیں آدمی کو گڑبڑ جھانسے میں ڈال دیتی ہو۔

لاجونتی :۔ تار یا جا اور راگ بوجھا ـــــ میں آپ کی ساری ساز باز سمجھتی ہوں۔

کشور :۔ تم ابھی اس فن میں عطائی ہو۔

لاجونتی :۔ اور آپ ٹھیرے تان سین اور بجو بورے کے استاد۔

کشور :۔ تمھاری زبان مضراب کی طرح چلتی ہے۔ تم سے بھلا کوئی جیت سکتا ہے۔

لاجونتی :۔ آپ نے تو طبلے کا آٹا گھا رکھا ہے۔

کشور :۔ اب اس کا گزر کب ختم ہوگا۔

لاجونتی :۔ بس اب مونہا ٹھبلی ہو چکی ـــــ چلو آؤ ریڈیو سنیں۔

کشور :۔ کون سا اسٹیشن سنو گی؟

لاجونتی :۔ دہلی۔

کشور :۔ نہیں لاہور۔

لاجونتی :۔ لاہور میں کیا رکھا ہے۔ دہلی سنو جو کچھ سمجھ میں بھی آئے۔ وہاں کوئی گا رہا ہوگا۔ موتی پنجابی میں۔ جس کا سر نہ پیر

کشور :۔ تم گیا جانو پنجابی راگوں کو ـــــ اس اندھے میوزک ماسٹر سے ہارمونیم پر سارے گاما سیکھ لیا اور نہیں نے مجھ کو پریم سکھایا۔" ایک بار گا لیا تو لگیں بڑھ بڑھ کے باتیں کرنے گویا ساری راگ ودیا تمھارے پیٹ میں ہے۔ ـــــ چلو ہٹاؤ ـــــ لاہور سنیں گے خاں صاحب عاشق علی خاں گانے والے ہیں۔

لاجونتی :۔ اگر تمہیں اس مُوئے عاشق علی خاں کا گانا سننا ہے تو میں چلی، نہ بابا مجھ میں ہمت نہیں ہے ایسے بھاری بھرکم گلے سننے کی۔ توبہ کیا حال کرتے ہیں یہ خاں صاحب ــــ یہ بھلا کیا گانا ہوا جو سننے والے سمجھیں کوئی گھائل دم توڑتا ہے۔

کشور :۔ تمہیں تو بس سہگل کا گانا پسند ہے ــــ "بالم آئے بسو مورے من میں" ــــ جیسے ڈوبنے والے کے منہ میں پانی کبھی اندر جاتا ہے اور کبھی باہر آتا ہے ــــ توبہ کیسی مٹی پلید کی ہے ان لوگوں نے راگ کی۔ جو استاد ہیں ان کو کوئی پوچھتا ہی نہیں۔ تم خاموش بیٹھی رہو۔ مجھے سن لینے دو خاں صاحب کا گانا۔

(ریڈیو کا بٹن دبانے کی آواز۔)

ریڈیو :۔ یہ لاہور ہے، ابھی ابھی آپ خاں صاحب عاشق علی خاں صاحب سے مالکونس کا خیال سن رہے تھے، اب آپ کو بازار کے بھاؤ سنائے جائیں گے۔

تور یہ حاضر ــــ ۴ روپے ۱۲ آنے ــــ تارامیرا ــــ ۳ روپے ۹ آنے ــــ گڑ ــــ ۲ روپے ۸ آنے ــــ شکر ــــ ۳ روپے ۱۴ آنے ــــ گھی ــــ ۴۹ روپے ۸ آنے ــــ مرچ ڈنڈی دار ــــ ۱۱ روپے۔

کشور :۔ (ایک دم ریڈیو بند کر کے) دیکھا تمہاری بکواس نے ایسا اچھا پروگرام مس کر دیا ــــ اب بیٹھ کے سنو بازار کے کھلتے اور بند ہوتے ہوئے بھاؤ ــــ بس ذرا تم سے کسی نے بات کی اور تم ایک لمبی چوڑی کتھا لے کر بیٹھ گئیں چاہے نقصان ہی ہو جائے۔

لاجونتی :۔ کوئی سمجھے کسی بیوپار میں بڑا گھاٹا بیٹھ گیا ہے۔ سونے سے بھرا ہوا جہاز ڈوب گیا ہے ــــ ایک معمولی راگ ہی تو تھا۔ سنا سنا نہ سنا نہ سنا، کون سی آفت

آ گئی ہے جو ایسا منہ بنالیا ہے آپ نے ؟

کشور :۔ لاجونتی اب زیادہ باتیں نہ کرو۔ مجھے اس پروگرام کے چھوٹ جانے کا بہت افسوس ہے۔

لاجونتی :۔ گاڑی چھوٹنے پر بھی اتنا افسوس کیا کرو ــــ میں تو جب بھی تمہارے ساتھ سفر پر نکلی، کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ہم وقت پر اسٹیشن پر پہنچے ہوں۔ جب بھی گئے پلیٹ فارم خالی پایا اور ریڈیو کا پروگرام ہم نے کب وقت پر پکڑا ہے۔ تم سے ہزار بار کہا۔ انڈین لسنر اور ریلوے ٹائم ٹیبل لے کر آیا کرو۔ ان سے وقت معلوم ہو جاتے ہیں اور پریشانی کا سامنا کرنا نہیں پڑتا۔ پر تم نے کسی کی سنی ہو تو میری بھی سنو۔ اگر اس وقت تمہارے پاس لسنر ہوتا تو یہ کوفت تو نہ اٹھانا پڑتی ــــ اب سوچتے کیا ہو ــــ سوئیاں گھماتے جاؤ۔ کوئی نہ کوئی کام کی چیز نکل ہی آئے گی۔

(ریڈیو سٹ کرنے کی آواز ــــ کھر کھراہٹ)

لاجونتی :۔ بمبئی لگاؤ۔

ریڈیو :۔ یہ بمبئی ہے۔ ابھی آپ شری یت دیش پانڈے سے مرہٹی زبان میں تقریر سن رہے تھے، اب آپ کو مسٹر ایس۔ ایچ منٹو کا لکھا ہوا ڈرامہ "ریڈیو" سنایا جائے گا۔

لاجونتی :۔ لگائے رکھو، لگائے رکھو ــــ ذرا سنیں گے۔

ریڈیو :۔

و :۔ جی ہاں، میں ریڈیو بنانے کا کام کرتا ہوں۔ فرمائیے آپ کا ریڈیو کہاں کا بنا ہوا ہے؟

ب :۔ بریلی کا۔

و :۔ بریلی کا ؟ ــــ یعنی کیا ؟ ــــ آپ نے بریلی کہا تھا نا ؟

ب :۔ جی ہاں۔

ڈ۔ جہاں کے بانس بہت مشہور ہیں؟

ب۔ جی ہاں، اسی بریلی کا۔

ڈ۔ کیا وہاں ریڈیو بنانے کا کوئی کارخانہ کھلا ہے..... یا ایریل لگانے میں جو بانس کام آتے ہیں اس سے آپ نے یہ سمجھ لیا کہ.....

ب۔ دیکھئے آپ کو زیادہ تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ بات یہ ہے کہ ایک روز میری واقف نے آپ کے پاس ریڈیو مرمت کے لیے بھیجا تھا۔ آپ نے اس کے تمام Atmospheric بند کر دیے گئے۔ اب ہوا یہ ہے کہ یہ تمام Atmospheric اس میں یعنی میری واقف میں پیدا ہو گئے ہیں۔ ریڈیو بغیر شور کے چلتا ہے مگر اس کی زبان برابر شور مچاتی رہتی ہے۔ کیا آپ کوئی علاج بتا سکتے ہیں — یعنی جس سے اس کا شور بند ہو جائے۔

ڈ۔ آپ کی بیوی کا میکہ کیا ہے؟

ب۔ بنی ہندوستان میں تھی پر چھاپ ولایت کا ہے۔

ڈ۔ تو یوں کیجئے کہ کسی روز انھیں گھر کے نل کے ساتھ کس کر باندھ دیں۔ میرا خیال ہے کہ ارتھ ہو ہوا کر وہ بالکل ٹھیک ہو جائیں گی۔

(ریڈیو بند کرنے کی آواز۔)

ریڈیو

کشور۔ ارے یہ کیا ہے — بند کیوں کر دیا، ذرا سننے تو دو، کیا دلچسپ ڈرامہ تھا۔

لاجونتی۔ بے ہودہ، واہیات، نامعقول — کوئی شرم حیا نہیں رہی ان مردوں کو..... بیویوں کو تو بس کھلونا سمجھ لیا گیا ہے۔ فلموں میں ان کے ساتھ مذاق، ناولوں میں ان بے چاریوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ، نظموں میں ان کی مٹی پلید۔ اب یہ ریڈیو باقی

رہ گیا تھا سو اس پر بھی ان کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا ـــــ میرے بس میں ہو تو ایسے تمام مردوں کی ایک گردن بنا کر پھانسی کے پھندے میں دے دوں۔

کشور:۔ لیکن ڈرامہ ہے بہت خوب..... ذرا آگے سنتے ہیں.....

لاجونتی:۔ خبردار جو ایسا کیا ـــ میں کہتی ہوں لڑائی ہو جائے گی..... ہر وقت کا مذاق مجھے اچھا معلوم نہیں ہوتا۔

کشور:۔ کیا حرج ہے۔ اگر اس میں کوئی ایسی ویسی بات ہوئی تو بند کر دیں گے۔ ریڈیو میں یہی تو ایک اچھی بات ہے کہ مرضی ہوئی سنا، مرضی ہوئی نہ سنا۔ یہ تم تھوڑی ہو جس کی ہر بات ہر حالت میں سننا پڑتی ہے ـــ تمھیں ڈرامہ پسند نہ آیا اور تم نے جھٹ سے بولنے والوں کا گلا گھونٹ دیا۔ فرض کرو کسی روز مجھے تمھاری باتیں پسند نہ آئیں اور میں تمھارے منہ میں کپڑا ٹھونس دوں تو بتاؤ تمھیں کتنا غصہ آئے ـــ لو اب مَن جاؤ اور سننے دو یہ ڈرامہ۔

لاجونتی:۔ (غصے میں) خبردار..... میں ـــ میں ـــ (ریڈیو کھولنے کی آواز، کھر کھراہٹ)

ریڈیو:۔ مندرجہ ذیل ریکارڈ پانچ چھ سیکنڈ تک بجایا جائے۔

پہلے بول:۔ "میں تم سے ناہیں بولوں گی۔"

کشور:۔ بلا سے..... ناہیں بولوں گی، ناہیں بولوں گی..... نہ بولو..... (ریڈیو کھولنے کی آواز)

ریڈیو:۔ مندرجہ ذیل ریکارڈ پانچ سیکنڈ تک بجایا جائے۔

پہلے بول:۔ "ان دنوں جوشِ جنوں ہے ترے دیوانے کو"

(ایک دم ریڈیو بند کرنے کی آواز۔)

لاجونتی:۔ (ریڈیو بند کر دیتی ہے) ان دنوں کیا ــــ ایک زمانے سے آپ کی دیوانگی زوروں پر ہے۔ وہ تو میں ہی ہوں جو یہ پاگل پن سہہ لیتی ہوں۔ کوئی اور ہوتی تو جناب کو ناک چنے چبواتی۔

کشور:۔ لاجونتی، میں تم سے ایک بات پوچھوں؟

لاجونتی:۔ پوچھو ــــ پر یہ گھور گھور کے کیا دیکھتے ہو؟

کشور:۔ کیا تم نے سچ مچ لڑائی کی ٹھانی ہے ــــ یعنی اگر تم لڑنا چاہتی ہو تو صاف صاف کیوں نہیں کہہ دیتیں۔

لاجونتی:۔ میرے سر سینگ تو نہیں جو لڑنا شروع کر دوں۔

کشور:۔ سینگ میرے ہی سر پر ہیں۔ بیل، بھینسا، سانڈ، گینڈا، گدھا سبھی کچھ میں ہوں ــــ

لاجونتی:۔ گدھے کے سر سینگ نہیں ہوتے۔

کشور:۔ بے وقوف تو ہوتا ہے ــــ اور مجھ سے بڑھ کر اور کون بے وقوف ہوگا جس نے سب کچھ جانتے بوجھتے یہ ریڈیو تمھیں خرید دیا ــــ میں اگر دہلی کہوں تم مدراس سنو گی، میں اگر لاہور سننا چاہوں تم کلکتہ سننے پر اڑ جاؤ گی۔ میں پورب جاتا ہوں تم پچھم ــــ میں کہتا ہوں رفیق غزنوی اچھا ہے تم کہتی ہو کے سی ڈے۔ اب بتاؤ میری تمھاری کیسے نبھ سکتی ہے۔

لاجونتی:۔ بڑے کوڑھ مغز ہے ہو ــــ کیا گاتا ہے کے سی ڈے ــــ کبھی سنا بھی ہے اس کا ریکارڈ ــــ "تیری گٹھڑی میں لاگا چور مسافر جاگ ذرا" ــــ اُف اُف اس

بڈھے کے گلے میں کیا چلت پھرت ہے۔ گلے میں کتنے برابر کے دانے ہیں۔
—— آواز ہے، معلوم ہوتا ہے کوئی کوک رہی ہے۔

(ریڈیو کھولنے کی آواز)

ریڈیو:۔ کے سی ڈے کا یہ ریکارڈ لگایا جائے۔

پہلے بول:۔ "بابا من کی آنکھیں کھول"

یہ دنیا ہے ایک تماشا ۔ چار دنوں کی جھوٹی آشا

لاجونتی:۔ لو اتفاق دیکھو۔ اسی کا ریکارڈ بجایا جا رہا ہے۔

ریڈیو:۔ "بابا من کی آنکھیں کھول"

کشور:۔ (ریڈیو بند کر کے) "من کی آنکھیں کھول" سننے کے تو یہ معنی تھے کہ تمہارے من کی آنکھیں بھی کھل جائیں۔ کھلنی تو درکنار جو کچھ تھوڑی بہت نیم باز تھیں وہ بھی پٹم ہو گئیں۔

لاجونتی:۔ یعنی تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ میرے دیدے پٹم ہو گئے ہیں۔ دیکھو میں کہے دیتی ہوں۔ سب کچھ کہو۔ میرے دیدوں کو اگر کچھ کہا تو مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا۔ دیدے پٹم ہوں میرے دشمن کے جو مجھے دیکھ نہ سکیں۔

کشور:۔ اور تم دیدہ دانستہ اچھے گانوں کو برا اور بروں کو اچھا کہتی ہو۔ آنکھیں بند کر کے جو منہ میں آیا بک دیا۔

لاجونتی:۔ دیکھو منے کے پتا، یہ پیپر ویٹ ایک ہی کھینچ کر ایسا لگاؤں گی کہ تمہارا ریڈیو ریڈیو چکنا چور ہو جائے گا۔ اس پیپر ویٹ کا وزن پکا دو سیر ہے۔ سمجھ لو۔

کشور:۔ عقل کے ناخن لو۔ ابھی اپر ڈول لگایا ہوں —— پورے چار سو ساٹھ بھر دینے

ہوں گے۔

لاجونتی :۔ میری جوتی سے بھرنے ہوں گے۔

کشور :۔ اب جوتی پیزار پر اتر آئیں۔

لاجونتی :۔ اتر نہ آؤں۔ جیسا منہ ویسی بات۔

کشور :۔ تو میرا منہ تمہاری جوتی کے لائق ہے، کیوں؟

لاجونتی :۔ تم اپنے منہ سے کہہ رہے ہو۔ میرا تو یہ مطلب نہیں۔ میں تو کہتی ہوں تم کو روپے بھرنا پڑے تو میری پیزار سے مجھے کیا۔

کشور :۔ پھر وہی، یہی پلیر ویٹ تمہارے منہ پر ایسا ماروں گا کہ سارے دانت حلق کے اندر ہوں گے۔

لاجونتی :۔ ہے ہے، اس موئے ریڈیو کے چلتے میرے دانت حلق کے اندر کئے جائیں گے۔ اس ریڈیو کو آگ لگے، اس پر کڑکتی بجلی گرے۔ رکھے کا رکھا زمین میں سما جائے۔ اس گھر میں اس کو پھر بجنا نصیب نہ ہو۔

(کھانسنے کی آواز ——— نرائن کی آمد)

کشور :۔ کون؟

نرائن :۔ میں ہوں نرائن۔

کشور :۔ آؤ بیٹھو۔

نرائن :۔ (آہستہ سے، بجھی ہوئی آواز میں) چپ بھی کرو۔ آہستہ بولو، وہ آگیا ہے باہر کھڑا ہے۔

لاجونتی :۔ کون؟

نرائن :۔ وہی!

لاجونتی :۔ وہی کون؟

نرائن :۔ انسپکٹر ـــــ انسپکٹر ـــــ ریڈیو کا انسپکٹر۔

کشور :۔ تو کیا ہوا؟

نرائن :۔ معلوم ہوتا ہے، تم لوگوں نے لائسنس نہیں لیا ہے۔ اب ریڈیو بھی کاٹ دیا جائے گا اور پچاس روپے جرمانہ الگ بھرنا پڑے گا۔

کشور :۔ جس کے پاس لائسنس نہ ہو، لیکن ہمارے پاس تو ہے۔

نرائن :۔ کیا ہے؟..... خاک ہے تمہارے پاس.....

کشور :۔ میں کہتا ہوں.....

نرائن :۔ تم کچھ نہیں کہتے..... تمہارے پاس لائسنس نہیں ہے۔ مان لو نا..... ارے چندو..... اتنی سیدھی سادی بات نہیں سمجھتے ـــــ ارے بھئی، جسے تم لائسنس سمجھتے ہو وہ ریڈیو کی رسید ہے، سمجھے..... لو اب خاموش رہو۔

لاجونتی :۔ تو پھر کیا کرنا چاہئے؟

نرائن :۔ دس روپے جلدی دیجئے تاکہ اس کو کسی طرح راضی کیا جائے۔

لاجونتی :۔ یہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ریڈیو کیا کوئی پستول ہے یا بندوق جو اس کا لائسنس لیا جائے ـــ واہ یہ تو بڑا ظلم ہے۔

نرائن :۔ بھابی جان آپ بھی غضب کرتی ہیں، گورنمنٹ کے جو اس قدر ریڈیو اسٹیشن کی تعمیر وغیرہ پر روپے خرچ ہوئے اور بجلی جو اتنی صرف ہوتی ہے، یہ جو آپ کو ملک ملک کی خبریں سنائی جاتی ہیں، یہ جو نئے نئے گویوں اور استادوں کے گانے آپ

سنتی ہیں، یہ کیا سب مفت میں ہو جاتا ہے۔ اس پر کیا آپ کے خیال میں کچھ خرچ نہیں ہوتا — لاکھوں روپے خرچ ہوتے ہیں لاکھوں روپے۔

لاجونتی:۔ یہ بات ہے تو ٹھیک ہے۔

نرائن:۔ تو اٹھئے، جلدی دس روپے دلوائیے اور آپ اٹھ کر ذرا چلی بھی جائیے، تاکہ انسپکٹر صاحب کو معذرت و عذرت کر کے مناؤ نا کر دس روپے دیدوں۔

لاجونتی:۔ اس مہینے کی تنخواہ میں سے ایک ہی نوٹ دس کا میں نے بچا کر رکھا تھا سو یوں غارت ہوا..... یہ لیجئے..... مگر انسپکٹر صاحب سے یہ ضرور کہئے گا کہ اختری بائی فیض آبادی کو ہر روز گوایا کریں۔

نرائن:۔ بہت بہتر میں کہ دوں گا — آپ دوسرے کمرے میں چلی جائیے۔

(تھوڑا وقفہ)

نرائن:۔ کہو داد تو نہ دو گے۔

کشور:۔ بھئی واہ — کمال کر دیا۔ خوب کیا۔ بہت ہی خوب سوجھی تم نے جو کنکھیوں سے اشارہ کیا۔ تو میں فوراً سمجھ گیا کہ تم کوئی عیاری کرنے والے ہو۔

نرائن:۔ کس طرح بھابی کو ٹالا۔ سارا غصہ رفو چکر ہو گیا۔ ریڈیو بھی ٹوٹنے سے بچا اور دس روپے بھی اینٹھ لیے۔ سنا تمنے "میٹرو" میں بہت ہی اچھا فلم آیا ہے۔ پانچ روپے تمھارے اور پانچ میرے۔ کچھ چورندم خورندم ہو اور تماشہ بھی دیکھیں۔

کشور:۔ بھئی خوب کہی، چلو ابھی چلتے ہیں۔ (اونچی آواز میں) لاجونتی، ہم دونوں ذرا انسپکٹر صاحب کے ساتھ باہر چلے ہیں۔ ابھی واپس آجائیں گے۔

(فیڈ آؤٹ)

آؤ بات تو سنو!

(ٹائپ رائٹر پر ٹائپ کرنے کی آواز سنائی دیتی ہے)

کشور:۔ (ٹائپ کرتے ہوئے خط کے آخری الفاظ بولتا ہے):۔

Please note that the payment of Rs. 24/8/- and not Rs. 49/4/- will be made to you in due course.

Yours Faithfully.

Copy to Accountant for information.

کشور:۔ (ٹائپ رائٹر کی گرفت سے کاغذ آزاد کرتا ہے اور اطمینان کا سانس لیتا ہے) شکر ہے ..... یہ پہاڑ سا کام بھی آخر ختم ہو ہی گیا۔

لاجونتی:۔ (کشور کی بیوی) بڑا اُپکار کیا ہے مجھ پر! (زور سے رومال کے ساتھ ناک صاف کرتی ہے)

کشور:۔ (التجائیہ لہجے میں) لڑتی کیوں ہو بابا، لڑتی کیوں ہو۔۔۔ دفتر کی مکھیوں سے ایک روز چھٹکارا ملتا ہے تو تم بھنبھنانا شروع کر دیتی ہو۔۔۔ جینے بھی دو گی یا نہیں۔ ..... دفتر کا تھوڑا سا کام باقی رہ گیا تھا، کیا ختم نہ کرتا؟

لاجونتی:۔ (ناک صاف کرنے کے بعد) دفتر کا تھوڑا سا کام باقی رہ گیا تھا۔۔۔ یہ بہانے میرے ساتھ نہ چلیں گے جی..... اتوار سے میں ایک دن اتوار کا ملتا ہے کہ گھر والوں کا دو گھڑی جی بہلایا جائے اور تم ہو کہ اس دن بھی یہ نگوڑی مشین لے کر بیٹھ جاتے ہو۔ سچ کہتی ہوں، کسی روز اس کو اٹھا کر باہر پھینک دوں گی۔

کشور:۔ (مشین پر ڈھکنا رکھتا ہے) لاجونتی، میں جانتا ہوں کہ پانچ سال دفتر میں..... Yours obediently اور Yours faithfully. ٹائپ کرتے کرتے میری مردانہ شجاعت بالکل سرد پڑ گئی ہے، پر میں تم سے کہے دیتا ہوں کہ تم اس مشین کو ہاتھ نہ لگا سکو گی۔

لاجونتی:۔ (رونی صورت میں ناک صاف کرتے ہوئے) کیا میرا اتنا حق بھی نہیں رہا۔

کشور:۔ بڑی مصیبت تو یہ ہے کہ ذرا سی بات پر بھی آنسو بہانا شروع کر دیتی ہو۔۔۔ ارے بھئی، تم ایک بار نہیں لاکھ بار اس کو ہاتھ لگا سکتی ہو، میں نے تو صرف یہ کہا تھا کہ تم اسے باہر نہیں پھینک سکتی ہو..... تم سے تو اتنی بھاری چیز اٹھائی بھی نہ جائے گی۔

لاجونتی:۔ مجھے زکام نے نڈھال کر دیا ہے ورنہ ابھی تمہیں اپنی طاقت کا امتحان دے دیتی۔ (ناک صاف کرتی ہے)

کشور:۔ ارے تمہیں تو زکام ہو رہا ہے؟

لاجونتی:۔ زکام، نزلہ، کھانسی ـــ آپ کے طفیل سبھی کچھ ہے۔
کشور:۔ یہ تو بڑی بات ہے ـــ کسی ڈاکٹر کو دکھا دینا چاہیئے..... میں جاتا ہوں ڈاکٹر ہیم چندر کو بلاتا ہوں.....
لاجونتی:۔ کہاں بھاگ چلے..... آؤ بات تو سنو!
کشور:۔ کہو۔
لاجونتی:۔ مجھے ڈاکٹر واکٹر نہیں چاہئیں..... میں ویسی دوا پیوں گی۔
کشور:۔ بولو کون سی دوا لاؤں۔
لاجونتی:۔ دو پیسے کا بنفشہ، ایک پیسے کے عناب، ایک پیسے کی الائچی، ایک پیسے کی دارچینی اور تھوڑا سا شہد خالص۔
کشور:۔ بس!
لاجونتی:۔ آؤ بات تو سنو! تم تو بس بھاگے جا رہے ہو..... یہ تو دوا ہوئی، واپس آتے میں کپڑے دھونے کا چھتری مارکہ صابن بھی لیتے آنا، تمہارے سب رومال میلے پڑے ہیں اور دیکھو اسی دکان سے ایک آنے کا سوڈا بھی خرید لینا۔ ساتھ ہی اپنی گرم چادر بھی دھو ڈالوں گی۔
کشور:۔ بہت اچھا..... تو میں چلا۔
لاجونتی:۔ ذرا ٹھیرو..... کھوپرے کے تیل کی ایک بوتل بھی لگے ہاتھوں لیتے آنا... اور ہاں چاء بھی تو ختم ہو گئی ہے۔ لپٹن کی سبز لیبل والی پڑیا ضرور لے آنا..... اور ایک روپے کی دانے دار شکر۔
کشور:۔ کچھ اور بھی یاد کر لو۔

لاجونتی :۔ دیا سلائی کا ایک بنڈل ..... اور کاسٹر آئل کی ایک بوتل ..... میں کہتی ہوں جلاب لے ہی لوں۔

کشور :۔ بس بس، اب میں چلا۔ اس اتوار کے لیے اتنی چیزیں کافی ہیں۔ (دروازے کی طرف چلنے کی آواز سنائی دیتی ہے۔ دروازہ کھولا جاتا ہے اور بند کر دیا جاتا ہے)

کشور :۔ گوپو ..... گوپو۔

(سیڑھیوں پر سے اترنے کی آواز سنائی دیتی ہے)

گوپال :۔ بھیا جی! آپ نے بلایا ہے۔

کشور :۔ ہاں، بھئی، میں نے ہی بلایا ہے ..... میں ذرا کام سے باہر جا رہا ہوں۔ اب تو کہیں کھیل کود میں نہ لگ جائیو، اسکول کا سارا کام میرے آنے تک ختم ہو جانا چاہیئے۔

گوپال :۔ وہ تو میں کر ہی رہا ہوں ..... پر آپ باہر جا رہے ہیں نا؟

کشور :۔ ہاں ہاں۔

گوپال :۔ تو جغرافیہ عالم حصہ اوّل آج آپ کو لانا ہی پڑے گا۔ اسکول میں تو سب لڑکوں نے خرید لیا ہے۔

کشور :۔ لیتا آؤں گا ـــ اب تو جا اور اپنا کام کر۔ شاباش۔

گوپال :۔ ایک سفید کاپی دو رستے والی، دو پنسلیں، ربیلف کے تین نب اور ایک چپل دس نمبر کی ..... ضرور لیتے آئیے گا۔

(سیڑھیوں پر چڑھنے کی آواز)

کشور:۔ (اپنے آپ سے) پر یہ ساری فہرست یاد کس کو رہے گی؟

(کشور کا باپ کھانستا ہوا آتا ہے۔)

کشور کا باپ:۔ کشور، تو یہاں کھڑا کیا سوچ رہا ہے؟

کشور:۔ کچھ نہیں پتاجی، بازار سے کچھ چیزیں لانا ہیں۔ سوچ رہا تھا کوئی شے بھول نہ جاؤں۔

کشور کا باپ:۔ بھاگے کیوں جا رہے ہو — ادھر آؤ، بات تو سنو..... یہ جو تم ہر روز اوکا سا کھاتے ہو۔ یہ کس مرض کی دوا ہے۔ اس عمر میں تمہارا حافظہ اس قدر کمزور ہو گیا ہے۔ جب میری عمر کو پہنچو گے تو جانے کیا حال ہو گا تمہارا۔ (کھانستا ہے) اگر یہی بات ہے تو نوٹ بک میں لکھ لیا کرو..... تمہیں یاد رہے نہ رہے ..... مشکل سا نام ہے، اسے لکھ ہی لو تو اچھا ہے..... سرپ منے ڈکس ..... بڑا اچھا ٹانک ہے..... اور ایک سیر تمباکو خمیرہ.... اور میرے کالے شو کے تسمے.... اور..... اور..... بس یہی تین چیزیں، پر یاد سے لیتے آنا۔

کشور:۔ کوئی اور چیز؟

کشور کا باپ:۔ ارے ہاں..... دو آنے کا پوست اور دانتوں کے لیے منجن... بس۔

(کھانستا ہوا چلا جاتا ہے۔)

کشور:۔ کشور، اب تو یہاں سے بھاگ..... کوئی اور مصیبت نہ آ جائے۔

(فرش پر کشور کے چلنے کی آواز..... دروازہ کھولا جاتا ہے، پھر بند کیا جاتا ہے۔)

کشور:۔ (اطمینان کا سانس لے کر) شکر ہے..... گھر سے باہر تو نکل آیا۔

(دروازہ کھلنے کی آواز۔)

پڑوسن :۔ میں کہہ رہی تھی یہ کشور بابو کی آواز ہے، پر میری کملا مانتی ہی نہ تھی... ہاں تو کشور بابو، آپ کے بھیّا آج جا رہے ہیں اور سنتو دو دن کی چھٹی لے کر اپنے گاؤں چلا گیا ہے۔ میں پرسوں ان سے کہہ بھی رہی تھی کہ گھر میں آٹا دو وقت کے لیے بھی پورا نہ ہوگا۔ پر انھوں نے ایک نہ سنی..... اب دیکھئے، ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی ہوں.... بھاجی، ترکاری سب تیار ہے اور روٹیاں پکانے کے لیے آٹا ہی نہیں..... آپ باہر جا رہے ہیں نا؟.....

کشور:۔ (تھکے ہوئے لہجے میں) باہر ہی جا رہا ہوں۔

پڑوسن :۔ تو پھر کوئی تکلیف کی بات نہیں.... اور ہمسایوں کا کام تو ویسے بھی خوشی سے کرنا چاہئے..... یہ سولہ روپے ہیں۔

(روپوں کی کھنکھناہٹ)

پڑوسن :۔ اور یہ ایک آنہ..... پندرہ روپے میں ایک بوری آٹے کی اور ایک آنہ اس کی اٹھوائی..... ایک روپے کے چاول..... میں اب چلتی ہوں..... چولہے پر دودھ دھرا ہے کہیں اُبل نہ جائے۔

(دروازہ بند کرنے کی آواز)

کشور:۔ کوئی باقی رہ گیا ہے اور جسے کچھ منگوانا ہو..... میں جا رہا ہوں۔ (بلند آواز میں)

(دروازہ کھلنے کی آواز)

وہی پڑوسن :۔ میں سمجھ رہی تھی کہ آپ چلے گئے ہوں گے..... جب میں اندر گئی تو یاد آیا کہ آپ کے بھائی صاحب کے لیے دوا منگانی ہے..... یہ لیجئے نسخہ..... اور ایک روپیہ.....

(دروازہ بند کرنے کی آواز)

چار گھنٹے کے بعد

(دروازہ کھلنے کی آواز)

نرائن:۔ کشور تم ہو..... آؤ بھئی آؤ..... کیسے آنا ہوا؟ ارے.... یہ کیا ہے..... کوئی شادی بیاہ رچایا ہے جو اس طرح لدے پھندے آرہے ہو؟

کشور:۔ (ہانپتے ہوئے) میں ایک ضروری کام سے آیا ہوں۔

نرائن:۔ کہو، کہو کیا کام ہے..... پر تم تھکے تھکے دکھائی دیتے ہو۔

کشور:۔ تمھارے پاس چوہے مارنے والی گولیاں ہیں کیا؟

نرائن:۔ ہیں!

کشور:۔ مجھے تین چار لا دو، پر اتنی بڑی نہ ہوں جو حلق سے نیچے نہ اتریں۔

نرائن:۔ (حیرت میں) کیا کہا؟

کشور:۔ (چڑ کر) میں کیا کہوں گا؟..... کیا میں کچھ کہنے کے قابل رہا ہوں..... میں تو بوجھ اٹھانے والا خچر ہوں..... گدھا ہوں..... کچھ بھی نہیں ہوں..... پینے کے لیے تھوڑا سا پانی..... میرا حلق سوکھ گیا ہے نرائن!..... اف، اف..... کیا زندگی ہے..... پرماتما کے لیے مجھے چوہے مارنے کی تین چار گولیاں لا دو..... میں جانا چاہتا ہوں۔

نرائن:۔ کشور، کشور..... تمھیں کیا ہو گیا ہے..... پارسلوں اور پڑیوں کا یہ بوجھ تو ہلکا کرو..... کرسی پر بیٹھ کے دم تو لے لو۔

کشور:۔ تم مجھے گولیاں لا دو..... پرماتما کے لیے تم مجھے گولیاں لا دو، اور ایک گلاس پانی۔

نرائن :۔ تم یہ کیا کہہ رہے ہو کشور؟

کشور :۔ اگر تم نہیں لادو گے، تو میں بازار سے لے لوں گا .... کوئی اور دوست مجھ پر یہ مہربانی کر دے گا ... نرائن، کسی نہ کسی طرح میرا خاتمہ ضرور ہو جانا چاہیئے۔

نرائن :۔ ہولے ہولے بات کرو کشور..... کہیں میری وائف نہ سن لے۔

کشور :۔ تمھاری وائف سُن لے، میری اپنی وائف سن لے ..... ساری دنیا کی وائفیں سن لیں..... مجھے تم گولیاں دے دو۔

نرائن :۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تمھیں کیا ہو گیا ہے۔

کشور :۔ کیا ہو گیا ہے؟ ..... تم ..... تم ..... نرائن تم مجھ سے پوچھ رہے ہو کہ مجھے کیا ہو گیا ہے ..... کیا مجھے کچھ نہیں ہوا ..... کیا میرے ساتھ ابھی کچھ اور ہو گا۔ .... میرا سانس پھول رہا ہے۔ کاندھے شل ہو گئے ہیں۔ دماغ کے پردے اڑ گئے ہیں اور تم کہتے ہو کہ مجھے کیا ہو گیا ہے ..... دفتر میں چھ دن مکھیوں کی بھنبھناہٹ، ٹائپ رائٹروں کی مسلسل آواز، یہ کرو، وہ نہ کرو کی رٹ، اور اتوار کو یہ مصیبت ..... بیوی کو زکام ہو گیا ہے، بھائی کا جوتا پھٹ گیا ہے، غسلخانے کا پلستر اڑ گیا ہے، درزی نے بیوی کی چولی سینے پر ڈھیلی اور کاندھوں پر چست بنائی ہے اس کے کان کھینچوں، یا پڑوسن کے لیے آٹے کی بوری لاؤں ..... یہ دیکھو..... اس پڑیا میں بنفشہ، عناب، الائچی، دارچینی اور نہ جانے کیا کیا بلا بندھی ہے ... یہ سوڈا ..... یہ دس نمبر کی چپل ..... اور یہ .... اور یہ بوتل کے تیل کا ایک کھوبرا ..... نہیں ..... تیلی کی کھوپری کی ایک بوتل ... دیکھ لو، دیکھ لو ..... دماغ کتنا پریشان ہے ..... یہ، یہ ..... ہاں ہاں،

کھوپرے کے تیل کی ایک بوتل..... اور یہ رف کاپی دو دستے والی.....
.... سرپ منٹے ڈکس، جغرافیہ عالم حصہ عالم.... پنسلیں.... کاسٹر آئیل کی
ایک بوتل..... دیا سلائی کا ایک بنڈل..... کالے شو کے تسمے، لپٹن کی سبز
لیبل والی پڑیا، شکر اور یہ کپڑے دھونے کا صابن مارکہ چھتری، نہیں....
صابن دھونے کا چھتری مارکہ کپڑا..... لعنت، جو کچھ بھی ہے.....
اور باہر مزدور کھڑا ہے۔ اس کے سر پر آٹے کی بوری اور ایک روپے کے
چاول..... بتاؤ، پرماتما کے لیے بتاؤ..... کیا میں ہمدردی کا مستحق
نہیں، کیا چوہے مارنے والی گولیاں نہیں کھا لینا چاہئیں۔

نرائن:۔ ٹھیرو، ٹھیرو، مجھے سوچنے تو دو..... مجھے سوچنے تو دو..... تمھیں
چوہے مارنے والی گولیاں چاہئیں نا..... پر میں یہ کیسے دے سکتا ہوں
..... شاید آئندہ اتوار کو مجھے ہی ان کی ضرورت ہو..... وہ بھی
تو شاپنگ کا ارادہ کر رہی ہیں۔

کشور:۔ تم میری مدد نہیں کر سکتے تو پرماتما کے لیے ہمدردی کا اظہار ہی کر دو۔
..... یا کیا میں اس کے لائق نہیں؟

نرائن:۔ مجھے تم سے پوری ہمدردی ہے۔

کشور:۔ کیا تمھیں یقین ہے کہ تم سچ کہہ رہے ہو.....

نرائن:۔ ہاں ہاں کیوں نہیں۔

کشور:۔ نہیں نہیں۔ تمھیں میرے ساتھ ہمدردی ہونی چاہئے..... اچھا، اچھا
.... میں اب رخصت چاہتا ہوں، مجھے دانتوں کا منجن اور پوسٹ خریدنا ہے۔

نرائن :۔ تم اب سیدھے گھر جاؤ گے نا؟
کشور :۔ ہاں سیدھا گھر ہی جاؤں گا۔
نرائن :۔ یہ بھی اچھا ہوا..... میں سوچ ہی رہا تھا کہ یہ کیسے ہو سکے گا..... خیر!
مسٹر کانشی رام کو تم اچھی طرح پہچانتے ہو نا؟
کشور :۔ ہاں، ہاں۔
نرائن :۔ ان سے میرا پرنام کہنا۔
کشور :۔ کہہ دوں گا۔
نرائن :۔ ارے بھئی، بھاگ کہاں چلے..... ادھر آؤ بات تو سنو۔
کشور :۔..... کیا ہے؟
نرائن :۔ اور.....
کشور :۔ اور.....
نرائن :۔ یہ طوطا بلیم کا ہے..... اسے کُتکو کہتے ہیں، بہت جلد باتیں سیکھ لیتا ہے۔
اسی لیے تمھاری بھابی اسے پسند نہیں کرتی۔ ایک روز بھولے سے میں نے اسے
نالائق کہہ دیا، اب یہ ہر روز اسے "نالائق" کہتا رہتا ہے..... اب
جھگڑا اس بات کا ہے کہ یا تو میں اس طوطے کو رکھوں یا اس کو۔
کشور :۔ بات معقول ہے۔
نرائن :۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اسے گھر میں نہ رکھوں..... تمھیں تکلیف ہوگی.....
اس پنجرے کو انگلی سے لٹکا کے لے جاؤ اور مسٹر کانشی رام کے گھر پہنچا دو۔
..... اور.....

کشور:۔ اور.....؟

نرائن:۔ اور یہ اوور کوٹ جو انھوں نے منگا بھیجا تھا۔

کشور:۔ اور تیل کا وہ کنستر جو تم ان سے مانگ کر لے آئے تھے۔

نرائن:۔ وہ کون سا؟

کشور:۔ اور سوئیاں بنانے کی وہ مشین جو تمھیں مرمت کے لیے مستری کے پاس بھیجنا تھی۔

نرائن: میرے پاس تو کوئی ایسی مشین نہیں..... میں ابھی تک سنگر مشین ہی کی قسطیں ادا نہیں کر سکا۔

کشور: اور وہ اسباب جو میرے کاندھوں پر لدوا کے اسٹیشن پر بھیجنا تھا۔

نرائن:۔ کون سا اسباب؟..... پر تم میری طرف یوں گھور گھور کے کیوں دیکھ رہے ہو؟

کشور:۔ کہاں ہے طوطے کا پنجرہ..... لاؤ، لاؤ ادھر..... کہاں ہے اوور کوٹ۔ ..... میں طوطے کو کچا چبا جاؤں گا..... اوور کوٹ کی صدری بنا دوں گا..... (ہنستا ہے زور زور سے ہنستا ہے) میں تمھاری طرف گھور گھور کے کیوں دیکھ رہا ہوں؟.... (ہنستا ہے) بول میاں مٹھو... ... کھوپرے کے تیل کی ایک چپل، کاسٹرائل حصہ اول..... کالے شو کا ایک شہد..... رف کاپی کی دو بنسلیں..... بول میاں مٹھو..... اتوار کی جے! (ہنستا ہے۔)

(فیڈ آؤٹ)

(ماخوذ)

آؤ بحث کریں

لاجونتی:۔ (اشتیاق بھرے لہجے میں، اپنے پتی سے) آؤ بحث کریں۔

کشور:۔ بحث کریں ——— کس سے بحث کریں؟

لاجونتی:۔ تم تو یوں بات کر رہے ہو گویا بحث کو جانتے ہی نہیں ——— ساری عمر گزر گئی تمھاری بحث کرتے کرتے اور آج کتنے انجان بن رہے ہو۔ ننھے نادان، روٹی کو ٹوٹی اور پانی کو مما کہتے ہیں بے چارے، جیسے کچھ جانتے ہی نہیں۔ یوں ہی بیٹھے بیٹھے جی میں آئی کہ بحث کریں۔ ذرا دل بہل جائے گا۔ اور تم نے چلّانا شروع کر دیا۔ (بگڑ کر) آج تک تم نے سیدھے منہ بات بھی کی ہے۔

کشور:۔ ارے بھئی کوئی کام کی بات کہی ہوتی۔ یہ کیا؟ ——— آؤ بحث کریں ——— آؤ بحث کریں، کیا اس الیکشن میں میونسپل کمشنر بھرتی ہونے کا خیال ہے یا کسی

اخبار کا ایڈیٹر بننے کا ارادہ کر رہی ہو۔

لاجونتی :۔ پرماتما کی کرپا سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اخبار تو ہر روز ہمارے گھر سے نکلتا ہے۔ صبح چار پی کر جب باہر نکلتے ہو تو محلے کے سب لوگوں کو اپنے گھر کی خبریں سناتے ہو۔ لاج تو نہ آتی ہو گی تمھیں۔ ابھی اس کلموہے بھگوان داس کو سنا رہے تھے کہ میں نے تمھاری پتلون پہن کر فوٹو اتروا دیا۔

کشور :۔ مجھ سے قسم لے لو جو میں نے کہا ہو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہ تو باتوں باتوں میں میں نے اس سے صرف اس قدر کہا تھا کہ عورتیں اگر پتلون پہنیں تو کیا ہرج ہے۔ کیا ہرج ہے؟ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور اگر وہ نہ پہنیں تو بھی کوئی ہرج نہیں ——— تمھارے دل میں تو میری طرف سے چور بیٹھ گیا ہے۔ پٹھہ کھڑکا اور بندہ بھڑکا۔

لاجونتی :۔ چور بیٹھ گیا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور اگر میں اپنی کسی سہیلی سے کہہ دوں کہ پچھلے ہفتے میں نے تمھیں اپنے کپڑے پہنا کر سارا دن گھر کے کام کاج پر لگائے رکھا تھا، تو؟

کشور :۔ پرماتما کے لیے یہ بات اپنے دل ہی میں رکھنا ——— غصے کو تھوک دو میری جان تم تو ناحق بات بات پر بگڑ جاتی ہو ——— ذرا سوچو تو، ایسی باتیں بھلا غیر سے کی جاتی ہیں ——— اس وقت بھی کوئی سن لے تو کیا کہے ۔ ۔ ۔ ۔ چھی چھی چھی ——— گھر میں ایسے کئی چھل تماشے ہوتے ہیں پر دوسروں سے ان کا ذکر تھوڑی کیا جاتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ لاجونتی آج تمھیں کیا ہو گیا ہے؟

لاجونتی :۔ میرا جی آج بحث کرنے کو چاہتا ہے۔

کشور :۔ ابھی دھوبی آیا تھا۔ اس سے کیوں نہ شروع کر دی۔

لاجونتی :۔ بحث وہاں شروع ہو سکتی ہے جہاں کوئی نہ مانے ——— میں نے جب اس

سے کہا کہ ریشمیں کپڑوں کو کلف لگانا چاہیئے تو اس نے جھٹ سے مان لیا۔ "جی ہاں سرکار ضرور لگانی چاہیئے" ——— اب بتاؤ ایسے لوگوں سے کیا خاک بحث ہو سکتی ہے جو بات کی دہیں گردن دبا دیں۔

کشور:۔ صاف بتاؤ کہ اب تم کیا چاہتی ہو؟

لاجونتی:۔ بحث کرو، ذرا گرما گرم باتیں ہوں۔ تم اپنے دل کی بھڑاس نکالو۔ میں اپنا جی ہلکا کروں ——— کیا تم اس ٹھیرے پانی ایسی زندگی سے تنگ نہیں آتے ؎

ایک ہنگامے پہ موقوف ہے گھر کی رونق
نغمۂ شادی نہ سہی نوحۂ غم ہی سہی

کشور:۔ اگر گھر کی رونق ہنگامے ہی پر موقوف ہے تو آؤ تم میرے بال نوچو، میں تمہارا منہ نوچوں۔ دونوں چیخیں چلائیں۔ اودھم مچا کر سارا گھر سر پر اٹھا لیں۔ فرنیچر کے پرزے اڑا ڈالیں، سارے برتن توڑ ڈالیں ——— عجیب منطق ہے۔ نہ جانے تم نے کس بے وقوف کا شعر یاد کر لیا ہے، اور پھر اس گھر میں ہنگامے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ جہاں تم جیسی دھرتی دھمک موجود ہو۔ سدا بھونچال رہتا ہو۔

(نرائن کی آمد)

نرائن:۔ (کھانستا ہے) بھونچال کی بات ہو رہی ہے ——— ہوں، بھونچال کی ——— پر تم کیا سمجھا سکو گے کشور کہ یہ بھونچال کیا ہوتا ہے۔ تمہیں سائنس سے کیا واسطہ

کشور:۔ جس مرد کو لاجونتی جیسی بیوی مل جائے، اسے سائنس وائنس پڑھنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کے تو گھر ہی میں Laboratary اور Observatory کھل جاتی ہے..... تم اب مجھے کیا کوئی نئی سائنس پڑھانا چاہتے ہو ——— ابھی

تک تو میرا ایک ہی کورس ختم ہونے میں نہیں آتا۔

لاجونتی:۔ کورس ختم ہونے میں نہیں آتا ـــــ کورس ختم ہونے میں نہیں آتا ـــــ کورس میں ہوں کہ تم ..... اور یہ جو تم نے ایک نیا قاعدہ پیدا کیا ہے وہ تم سے کیا کم ہے۔ ابھی سے آسمان کے تارے توڑتا ہے ـــــ قد انگشتانہ بھر کا۔ زبان سکندری گز ـــــ آخر تمھارا ہی بیٹا ہے نا؟ ـــــ ذرا بڑا ہو لے پھر دیکھنا کیا کیا گُل کھلاتا ہے۔

نرائن:۔ شانتی ..... شانتی! ـــــ بھئی یہ کیا قصّہ ہے۔ بات بھونچال کی ہو رہی تھی اور بیچ میں یہ کورس اور قاعدے کیا آگئے اور پھر یہ بیٹے کے طعنے کیوں؟ ـــــ بیٹا جیسا آپ کا ویسا ان کا بھی ہے۔

لاجونتی:۔ وہ کیسے؟ بیٹا ان کا ہے۔ باپ پوت پر اپت گھوڑا اس کی دلیل ہے۔ بیٹی ہوتی تو البتہ میری تھی۔

کشور:۔ نرائن تم خاموش بیٹھے رہو، ناحق دماغ خالی کروگے۔ یہ آج اسی قسم کی اوٹ پٹانگ باتیں کر رہی ہے۔ ابھی کہہ رہی تھی میرے ساتھ بحث کرو۔

(ہنستا ہے)

نرائن:۔ تو اس میں ہنسنے کی کون سی بات ہے ـــــ بحث مباحثے میں تمھارے ہی پلے کچھ پڑ جاتا۔ کچھ سیکھ لیتے۔ بات کرنے کی تمیز آجاتی ـــــ پر تمھیں ان چیزوں کی کیا قدر ہو سکتی ہے، ہونا آخر لوہے کی مشین پر انگلیاں چلانے والے ... . ہاں تو بھابی جان کیا کہہ رہی تھیں آپ؟ ـــــ بیٹا اس کا اور بیٹی آپ کی؟ ـــــ یہی کہا تھا نا آپ نے؟

لاجونتی :- جی ہاں، یہی کہا تھا بیٹا باپ کا اور بیٹی ماں کی۔

نرائن :- گو مجھے ایسے سوال پوچھنے کا کوئی ادھیکار نہیں۔ لیکن کیا پوچھ سکتا ہوں کہ بیٹا اس کا کیوں ہوا اور بیٹی آپ کی کیوں ہوئی ——— میری وائف تو کہا کرتی ہے کہ بیٹا اور بیٹی دونوں میرے ہیں ——— میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ دونوں غلطیاں میری ہیں یا اس کی۔ اور اگر دونوں میری نہیں ہیں تو ان میں سے کون سی اس کی ہے اور کون سی میری؟

لاجونتی :- میں سلیٹ پنسل لے کر حساب کا سوال نکالنے نہیں بیٹھی ——— آپ کو اگر پوچھنا ہو تو سیدھے سادے لفظوں میں پوچھئے۔

نرائن :- میں آپ سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ عام طور پر عورتیں، میری بیوی کو علیحدہ کرتے ہوئے اپنے شوہروں سے کیوں کہا کرتی ہیں "تمھارے بیٹے نے تو ناک میں دم کر رکھا ہے" اور جب بیٹی کا ذکر آجاتے تو یہ کہا کرتی ہیں "میری بیٹی دیوی ہے، دیوی، پرماتما کل جہان کو ایسی بیٹیاں دے" ——— میں صرف تمھارے بیٹے اور میری بیٹی کے درمیان جو فرق ہے معلوم کرنا چاہتا ہوں تاکہ دوسروں کا بھلا ہو۔

کشور :- یہ جو فیصلہ کرے گی اس سے ممکن ہے دوسروں کا بھلا ہو جائے۔ پر میرے لیے آرڈی نینس ضرور جاری ہو جائے گا ——— تم جانتے دو تا اس بحث کو کیونکہ میرے لیے ایک نیا قانون پاس کرا رہے ہو۔ کیا اس سے پہلے کم تھے۔

نرائن :- یہ ایک بہت بڑی پرابلم ہے کشور۔ تم نہیں سمجھتے کہ اس کا حل ہونا کتنا ضروری ہے، ہندوستان کو سوراج مل جائے۔ ساری دنیا آزاد ہو جائے۔ پر یہ سوال ہمیشہ

حل طلب رہے گا ـــ تم غور سے سنتے جاؤ، شاید اس گتھی کے سلجھانے کا سہرا ہمارے ہی سر بندھے۔

کشور:۔ ایک بار سہرا بندھوا کر تو عمر بھر غلامی کا طوق گلے میں ڈال لیا۔ اب دوسرا سہرا کون سا بندھوا رہے ہو ـــ کرپا کرو مجھ پر، میں بھر پایا۔

نرائن:۔ بھئی تم خاموش رہو نا تھوڑی دیر کے لیے۔ کیوں بیچ میں بول رہے ہو۔ ہاں تو بھابی جان آپ اپنے خیالات کا اظہار فرمائیے۔

لاجونتی:۔ جو کچھ آپ پوچھ رہے ہیں، میں ابھی نہیں بتاؤں گی ـــ پہلے میں آپ سے ایک سوال کرنا چاہتی ہوں۔

نرائن:۔ بڑے شوق سے۔

لاجونتی:۔ مرد عورت سے شادی کرتا ہے یا عورت مرد سے شادی کرتی ہے؟

نرائن:۔ (سوچتے ہوئے) مرد، عورت سے شادی کرتی ہے۔ یا عورت مرد سے شادی کرتا ہے۔ نہیں نہیں ـــ مرد عورت سے شادی کرتا ہے یا شادی مرد سے عورت کرتی ہے .....

کشور:۔ سچی بات تمہارے منہ سے اپنے آپ نکل گئی۔ اس میں کوئی شک نہیں ـــ شادی مرد سے عورت کرتی ہے۔ میری طرف دیکھو، اچھا بھلا مرد عورتوں سے بدتر ہو گیا ہوں۔

نرائن:۔ دیکھئے بھابی جان..... میں نے شادی کے اس مسئلے پر بہت غور کیا ہے۔ بہت غور کیا ہے اور اس نتیجے پر پہنچا ہوں ..... کہ..... کہ تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ مرد عورت سے شادی کرے یا عورت مرد سے شادی کرے۔ یوں سمجھئے

کہ بس شادی ہو جاتی ہے اور شادی بہر حال شادی ہے۔ اب صرف معلوم یہ کرنا باقی رہ جاتا ہے کہ ہم شادی کیوں کرتے ہیں، تو اس کے متعلق مشہور روسی آتھر چیخوف نے لکھا ہے۔ People marry when they dont know what to do with themselves? یہ عورتیں اور مرد اس وقت شادی کرتے ہیں جب انھیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ اپنے آپ کا کیا کریں؟

لاجونتی:۔ دوسرے لفظوں میں اس وقت دونوں عقل سے خالی ہوتے ہیں، بیوقوف ہوتے ہیں؟

نرائن:۔ لفظ وہی رہنے دیجئے تو کیا ہرج ہے؟

لاجونتی:۔ پر اس سے مطلب تو نہ بدلے گا۔ آپ نے گول مول لفظوں میں مجھ سے یہی کہنا چاہا ہے کہ جب عورتیں مردوں سے شادی کرتی ہیں تو وہ پرلے درجے کی بیوقوف ہوتی ہیں۔ تو اس میں شک ہی کیا ہے؟ اس سے بڑھ کر اور کیا بے وقوفی ہو سکتی ہے کہ دیکھ بھال کے سمجھ بوجھ کے اپنی آزاد جان کو قید میں ڈال دیتی ہیں۔ پتی کا گھر دوسرے لفظوں میں قید خانہ ہے، جس میں عمر قید کی سزا بھگتنا پڑتی ہے۔

کشور:۔ پتی کا گھر قید خانہ ہی سہی اور یہ عورتیں بھی تو اس قید خانہ کا داروغہ بن کر آتی ہیں۔ جب دیکھو کندھے پر بندوق لیے کھڑی ہیں۔ شادی کے بعد مرد کسی عورت سے ہنس کر بات تو کر لے، تو یہ صاحب قیامت برپا ہو جائے۔

لاجونتی:۔ کہاں کی بات کہاں لگائی۔ سنئے نرائن صاحب، ذرا عورتوں کا حال بھی سنئے۔ صبح اٹھتے ہی پتی صاحب شروع کرتے ہیں: "پہر دن چڑھ آیا ہے اور آپ دیوی جی پڑی سو رہی ہیں۔ بھلا جب میں ناشتہ نو بجے کروں گا تو کھانا کس وقت کھاؤں گا اور مجھے ٹھیک دس بجے دفتر چلنے جانا ہے"۔۔۔ چاہئے عورت کوئی

دکھ درد رکھتی ہو۔

کشور:۔ سنو، سنو، نرائن، اب ہمارا حال سنو۔ اگر بیچارہ پتی رات کو ذرا دیر سے آیا تو آؤ تو جاؤ کہاں۔ بس دیوی جی شروع ہو گئیں "اسے گئے ہوں گے اپنی ماسی کے یہاں کہیں ناچ رنگ کی محفل ہو گی۔ کوئی مل گئی ہو گی۔ ایسی ویسی اسے میں بھی تو سنوں وہ موئی لکاتہ ہے کون؟"

لاجونتی:۔ (بات کاٹ کر) اب دفتر جاتے وقت کھانا لیجا کر سامنے رکھا تو پتی صاحب کے منہ سے پھول جھڑنے لگے: "روٹیاں کچی رہ گئی ہیں۔ سینکی نہیں گئیں۔ جلدی جلدی دس بجے اٹھ کر اپلے تھاپ دیے ہیں۔ بھاجی میں نمک پھیکا ہے، سالن میں نمک زہر کر دیا ہے۔ پانی میں برف نہیں ڈالی۔ کھانا کیا پکایا گیا ہے سر کی بلا ٹال دی گئی ہے۔ جبھی تو میرا معدہ خراب ہے۔ جبھی تو مجھے اس کانے ڈاکٹر کو فیسیں ادا کرنی پڑتی ہیں۔"

کشور:۔ سنو نرائن، اگر شامتِ اعمال اس کانے ڈاکٹر کو پانچ روپے فیس کے دے دیے تو اس نے گھر سر پر اٹھا لیا۔ "یہ اب کی تنخواہ میں پانچ روپے کیوں کم ہیں؟ کیا کوئی نئی بلا پالی ہے، میرے بچوں کا عبر پڑے اس چڈو پر۔ ہو گی کوئی گرہ کٹ موئی۔ پہلی کی تو پوری پڑتی نہیں، جو سہرے جلوے کی ہے۔ مہاشے جی باہر ہی باہر گلچھرے اڑانے لگے ہیں۔"

لاجونتی:۔ اب پتی جی کے دفتر جانے کا وقت آیا تو کپڑے بدلتے وقت شروع ہوئے۔ "میں تو سر لئے میں رہتا ہوں گھر تھوڑے ہی ہے۔ زندگی کے دن گزار رہا ہوں۔ قمیص میں ایک بٹن ندارد ہے پتلون کا بکلس کب سے غائب ہے۔ کسی کو کیا پڑی کالر سب میلے پڑے ہیں۔ جب تک ایک ہی دھو کر استری کر دی ہوتی۔ کوئی ہاتھ

کی مہندی تو نہ چھٹ جاتی، میرا کپڑا کوئی کہیں پڑا ہے کوئی کہیں، میری بوسکی کی قمیصیں اکثر بچے کے پوتڑے کا کام دیتی ہیں۔"

کشور:۔ سنو نرائن، سنو.....

نرائن:۔ ارشاد بھابی جان!

لاجونتی:۔ میں نہیں، آپ کے دوست کچھ ارشاد فرما رہے ہیں۔

نرائن:۔ کہو بھئی، کیا کہتے ہو۔ مجھے تو بالکل پتا نہیں چلتا کون کس سے کہہ رہا ہے۔

کشور:۔ ہاں تو اتفاق سے ایک دوست کے پرسوں کھانا کھا لیا۔ پھر تم سنتے "یہ کھانا کہاں کھایا گیا ہے؟ — کوئی نئی کی ہوگی، کیوں؟ میں تو بارہ بارہ بجے رات تک بھوکی پیاسی پڑی انتظار کرتی رہوں اور یہ مہاشے جی اس موئی لکاتہ کے یہاں پکوان اڑائیں۔ جب ہی تو میں دیکھتی ہوں ایک منٹ میں آج کل کھانا کھا لیا جاتا ہے — بھوک بالکل نہیں، ذرا نہیں کھایا جاتا کہتے کہتے چوکے سے اٹھ کر ہاتھ دھو لیے جاتے ہیں۔ ذرا میں بھی تو سنوں آج کل کدھر آپکا بسیرا لگتا ہے۔"

لاجونتی:۔ اب یہ دفتر سے آئے۔ ابھی دو منٹ آئے نہیں ہوا کہ چلانا شروع کر دیا۔ مجھے آئے گھنٹہ بھر ہو گیا کوئی پوچھتا ہی نہیں کہ کون کتا گھر میں آیا ہوا ہے۔ اور جانے دو، سہ پہر کی ایک چائے ہے۔ وہ بھی ٹھیک نہیں ملتی کہ ذرا تمام دن کی تھکن مٹے۔ بس دیوی جی کو تو سہیلیوں کی خاطر مدارات سے کام ہے۔ فروٹ پر فروٹ چلے آ رہے ہیں۔ بوتلوں پر بوتلیں کھل رہی ہیں۔ میں مزدور جو گدھے کی طرح بوجھ ڈھونے والا مل گیا ہوں۔ تمام دن کا مرا کھپا تھکا ماندہ میں کمبخت گھر میں آیا بیٹھا ہوں اور آپ دیوی جی ہیں کہ ہمسائی کی لڑائی کھڑی سن رہی ہیں

—— ارے سنتی ہو۔ سوجھتا نہیں کان بہرے ہو گئے ہیں؟ —— پکار پکار کے گلا تھک گیا پر تمھارے کان پر جوں تک نہ رینگی۔

کشور:۔ سنو، سنو نرائن .....

نرائن:۔ کیا سننے کے لیے صرف میں ہی رہ گیا ہوں۔

کشور:۔ بکو نہیں، سنو..... پرسوں ہی کا ذکر ہے۔ گنیش نے مجھے ایک بوتل بیئر کی پلادی۔ گھر میں جو پہنچا۔ نہ معلوم بلّی کی ناک ہے اور کان چوہے کے۔ بس گرامو فون بجنے لگا۔ "اچھا یہ کہئے اب سرکار کے منہ دار و بھی لگ گئی۔ جب ہی آنکھیں لال بھبوکا ہو رہی ہیں۔ بات تو صحیح منہ سے نکلتی نہیں۔ یہ کن شرمیتی جی کا کام ہے۔ ہو گی کوئی بازاری۔ اب گھر بار چل چکا۔ بچے پل چکے۔ میں بدنصیب گئی چولھے بھاڑ میں، پر بچوں کا گزارہ کہاں سے ہو گا۔ یہ کمبخت بری چیز منہ لگتی ہے تو چھوٹتی تھوڑے ہی ہے —— جب ہی تنخواہ میں کبھی دس کم ہیں کبھی بیس —— دیکھو میں کہے دیتی ہوں اگر تمھارے یہی لچھن رہے تو بچوں کو تمھارے سر مار کے میں میکے چلی جاؤں گی۔

نرائن:۔ (ہنستا ہے) اہا ہا ہا ہا —— بحث تو خوب ہو رہی ہے۔ تڑا تڑ گولیاں چل رہی ہیں۔ دو قابل پلیڈر آرگومنٹ کر رہے ہیں۔ چین جاپان میں جنگ ہو رہی ہے۔ تڑا تڑ گولیاں چل رہی ہیں۔ پر جیت ہار کا پتہ نہیں لگتا۔ کدھر کی جیت رہی اور کدھر کی ہار۔

لاجونتی:۔ جیت ہار سے کیا مطلب۔ ذرا بحث کر کے جی ہلکا ہو گیا اور ان کی قلعی بھی کھل گئی۔

کشور:۔ میں باز آیا۔ ایسی بحث سے میں دھوبی بن جاؤں گا۔ جو تم کہو گی، صحیح، درست،

ٹھیک ہے سرکار کہتا جاؤں گا۔ مجھے دھوبی بننا منظور ہے۔ بحث کرنا منظور نہیں ہے۔ کہیں ہنسی میں پھنسی نہ ہو جائے۔

نرائن :۔ بھابی جان، اب کیا چاہتی ہیں۔ میرے دوست نے ہار قبول کر لی۔ آپ جیت گئیں اور وہ ہار گیا..... مگر بحث بڑی ہی مزیدار رہی۔

لاجونتی :۔ یہ بات ہے تو لیجئے اور چھیڑے دیتی ہوں۔ جب ان کے سونے کا وقت آیا اور مسہری پر جا کر لیٹے تو کہنے لگے: "اف، اف پیروں میں کس قدر اینٹھن ہو رہی ہے اور سر کے درد سے کنپٹیاں پھٹی جا رہی ہیں۔ بھلا کسی کو کیا غرض جو ذرا میرے پیر دبا دے، ذرا میرے سر میں تیل کھپائے۔ ہائے مر گیا..... اوہو ہو ہو کیا ٹیس اٹھتی ہے۔" اب وہ بیچاری تیل لے کر پہنچی۔ تیل لگاتے دو منٹ بھی نہ ہوئے تھے کہ بولے "تم کو تیل لگانا کبھی نہ آئے گا۔ میرا سر تمھاری سنگر مشین کی طرح نہیں ہے۔ ذرا تسکین نہیں ہوتی۔ سر کی بلا ٹال رہی ہو۔" پھر ایک گھنٹے بعد کہنے لگے "رہنے بھی دو ایسے تیل لگانے سے بہتر تھا کہ پیر ہی دبا دیتیں۔" اب پیر دبانے بیٹھی تو شروع ہوئے "مٹھیوں میں زور ہی نہیں۔ تم دباتی ہو یا پنڈلیاں سہلا رہی ہو..... سر کی بلا ٹالتی ہو..... یہ کیا ہارمونیم بجایا جا رہا ہے....."

کشور :۔ نرائن، جھوٹ، بالکل جھوٹ، سفید جھوٹ، یہ سب من گھڑت باتیں ہیں۔

لاجونتی :۔ سنئے نرائن صاحب!

نرائن :۔ ارشاد!

لاجونتی :۔ اب دو گھنٹے دبا چکی تو حکم ہوا "بس کرو مجھے کچھ تسکین نہیں ہوتی۔" پھر پانچ منٹ ٹھیر کر بولے "بس اب نیند آ گئی، لیٹی نہیں کہ سوئی نہیں۔ خراٹے شروع ہو گئے۔

ارے کیا سچ مچ سو گئیں۔ ذرا باتیں تو کرو.....؟"

کشور:۔ نرائن! یہ سب بہتان ہے۔ یہ سب بہتان ہے۔ ایک حرف اس کا سچ نہیں۔ سب جھوٹ ہے۔

لاجونتی:۔ ذرا بچہ رو پڑا۔ جان بوجھ کے دودھ جی بھر کر نہیں پلایا ہوگا، کہ میری نیند حرام ہو جائے۔ اٹھے اور گود میں لے۔ لوریاں دے کر سلائے۔ نوکری پر بھی جاؤں۔ دن بھر تھکوں مروں۔ رات کو بچہ کھلانے کی ڈیوٹی بھی میں ہی دوں — ارے اٹھتی ہو کہ نہیں، کیسی ظالم ماں ہے، کیا بھاری نیند ہے۔ ارے اٹھو ننھے کو دودھ دو مجھ سے نہیں بہلتا۔ نیند ہے کہ بلا۔ اسے آنکھ نہیں کھلتی۔ منّا رو رو کے ہلاک ہوا جا رہا ہے.....؟"

کشور:۔ لاجونتی میری توبہ۔ میں ہار تم جیتیں..... پرماتما کے لیے اب بند کرو اس بحث کو..... میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ دھوبی بن جاؤں گا — بھگوان کی قسم دھوبی بن جاؤں گا..... اب تم اس بحث کو بند کرو۔

نرائن:۔ یہ تم بار بار دھوبی کیا کہہ رہے ہو۔ دھوبی بن جاؤ گے تو کیا ہوگا۔

کشور:۔ سب ٹھیک ہو جائے گا نرائن، سب ٹھیک ہو جائے گا.... بات یہ ہے کہ صبح دھوبی دھلائی لے کر آیا تھا۔ اس سے بھی آپ نے بحث کرنا چاہی۔ کہنے لگیں: "ریشمیں کپڑوں کو بھی کلف لگانا چاہیئے۔" آدمی تھا عقلمند فوراً "جی ہاں سرکار لگانا چاہیئے" کہہ کر اپنی جان چھڑا لی۔

نرائن:۔ تو کل سے میں بھی اپنے گھر میں دھوبی ہوں۔ بھئی کیا کام کی بات کہی تم نے۔

(فیڈ آؤٹ۔)

آؤ اخبار پڑھیں

لاجونتی:۔ (بڑے اشتیاق بھرے لہجے میں) آؤ اخبار پڑھیں!
(کاغذ کی کھڑ کھڑاہٹ)

کشور:۔ (چونک کر) کیا کہا؟

لاجونتی:۔ کہہ رہی ہوں۔ آؤ اخبار پڑھیں۔

کشور:۔ پڑھو، پڑھو، ضرور پڑھو ـــــ شکر ہے کہ تمھیں کچھ پڑھنے کا شوق پیدا ہوا

لاجونتی:۔ جی ـــ گویا میں بالکل ان پڑھ ہوں۔ الف کا نام بھلا نہیں جانتی، آج دن تک گھانس ہی چھیلتی رہی ہوں۔

کشور:۔ ارے بھئی تم سے یہ کس نے کہا ہے، تم سب کچھ جانتی ہو۔ اس سے کسے انکار ہے۔ میں نے تو صرف یہ کہنا چاہا تھا کہ اخبار پڑھنے کا شوق بڑا اچھا ہوتا ہے

دنیا بھر کی خبریں گھر بیٹھے معلوم ہو جاتی ہیں۔ ابھی تم نے اخبار پڑھنے کا ارادہ ظاہر کیا تو مجھے بڑی خوشی ہوئی۔

لاجونتی:۔ جانے بھی دو، کیوں جھوٹ بولتے ہو، تمھیں خوشی ہوئی — ضرور ہوئی ہوگی اگر تمھاری طرح میں بھی صبح سویرے اٹھ کر یہ موا اخبار پڑھنا شروع کر دوں تو دیکھوں جناب کی خوشی کہاں رہتی ہے۔ خود توس سینکنے، دودھ ابالنا اور چائے کا پانی بنانا پڑ جائے تو یہ اخبار اس گھر میں کبھی نظر آئیں — دن بدن انگریز ہی بنتے جاتے ہو۔

کشور:۔ یہ انگریز بنتے چلے جانے کی بھی ایک ہی کہی۔ کھانا کھانے کے بعد سگرٹ پیئے تو وہ تمھارے نزدیک انگریز، جو شیو کرنے کے بعد تھوڑا سا پاؤڈر چہرے پر مل لے۔ وہ بھی انگریز، ہیٹ لگایا تو انگریز، ذرا بات چیت میں دو ایک شبد بھولے سے انگریزی کے بول دیے، وہ بھی انگریز — اب ناشتے پر اخبار پڑھنے والا بھی انگریز — چلو بھئی انگریز ہی سہی، یہ گالی تھوڑی ہے جو چڑ جاؤں۔ وہ تم ہی ہو جو اس روز مجھ پر بگڑ گئی تھیں جب میں نے تمھیں میم کہا تھا۔

لاجونتی:۔ میم ہو کوئی تمھاری ہوتی سوتی، میں کیوں میم بنوں — یہ موئی لال منڈوالی بندیاں تمھیں پسند تھیں تو مجھ سے بیاہ کرنے کی ضرورت کیا آن پڑی تھی کسی نے تم کو مجبور تھوڑی کیا تھا۔ کسی ایسی ویسی کو پکڑ کر گھر میں بسا لیا ہوتا۔ آج ان جھگڑوں کی نوبت تو نہ آتی۔

کشور:۔ تم اخبار پڑھنے والی تھیں۔

لاجونتی:۔ میں پرماتما جانے کیا کیا کرنے والی تھی، پر اس گھر میں آتے ہی ایسے جنجال میں پھنسی

کہ سب کچھ بھول گئی۔ کبھی بیتے ہوئے دنوں کی یاد کرتی ہوں تو بے اختیار آہیں نکل جاتی ہیں ـــــ میں سمجھتی تھی کہ میرے سارے سپنے اس گھر میں پورے ہو جائیں گے۔ پر جو بھاگ میں لکھا ہے وہ کیسے مٹ سکتا ہے۔

کشور:۔ (ہمدردی بھرے لہجے میں) سب کے ساتھ ایسا ہوتا آیا ہے لاجونتی۔ شروع شروع میں یہ زندگی بڑی اچھی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن جب بال بچے پیدا ہو جاتے ہیں اور جب دوسرے دکھ شروع ہو جاتے ہیں تو ایک تھکاوٹ محسوس ہوتی ہے۔ پر یہ بھی تو ہمارے جیون کا ایک رنگ ہے۔ سکھ ہی سکھ ہو تو کیا مزا..... میٹھا زیادہ ہو جائے تو من کو نہیں بھاتا۔ زبان کو کڑوا معلوم ہونے لگتا ہے..... میں تو یہ کہتا ہوں کہ ایسی باتوں پر دھیان ہی نہیں دینا چاہئے ـــــ چلو اخبار پڑھیں۔

لاجونتی:۔ (سرد آہ بھر کر) آؤ اخبار ہی پڑھیں۔

کشور:۔ تم پڑھو، میں سنوں گا۔

لاجونتی: میری آنکھیں بہت کمزور ہو گئی ہیں۔ تم پڑھو۔ میں سنتی رہوں گی۔

کشور:۔ (اخبار اٹھانے اور ورق گردانی کرنے کی آواز) پہلے کوئی دلچسپ خبر ڈھونڈ لوں..... یہ تو سب بیکار ہیں۔ جرمنی اور اٹلی کے ڈکٹیٹروں کی خبریں ہیں ـــ یہ سارا کالم ہٹلر کی بکواس سے بھرا پڑا ہے اور یہ کالم.....

لاجونتی:۔ ذرا ٹھیرو تو..... یہ موا ہٹلر ہے کون؟..... بڑا چرچا ہو رہا ہے آج کل اس کا۔ پرسوں دھوبی دھلائی لے کر آیا تو کہنے لگا: سرکار بس اسے آخری دھلائی سمجھئے۔ سب گھاٹوں پر تھوڑی دیر میں ہٹلر کا قبضہ ہو جائے گا ـــــ کیا ہٹلر ذات کا دھوبی ہے؟

کشور:۔ دھوبی؟..... نہیں نہیں وہ تو اچھا بھلا انسان ہے۔ یعنی، یعنی..... جرمنی کا ڈکٹیٹر.... جانتی ہو ڈکٹیٹر کسے کہتے ہیں؟

لاجونتی:۔ ڈکٹے ٹر — اڈی ٹروں اور ایکٹروں کی قسم کا کوئی آدمی ہوگا؟ — تم ہی بتا دو نا یہ کون ہوتے ہیں؟

کشور:۔ ڈکٹے ٹر اس آدمی کو کہتے ہیں..... ٹھیرو، میں تمھیں مثال دے کر سمجھاتا ہوں۔ یہ ہمارا گھر ہے۔ اس میں تم ہو، ہمارا منا ہے، درگا نوکرانی ہے — میرے پتاجی ہیں۔ ماتاجی ہیں اور میں ہوں..... یہ سب لوگ مجھے بڑا مانتے ہیں۔ اس لیے کہ گھر کا انتظام میں کرتا ہوں، پر میں سب کی رائے لے کر کام کرتا ہوں۔ اب اگر کل سے میں اس گھر میں صرف اپنا ہی حکم چلانا شروع کر دوں اور سب سے اپنا کہا منوانا شروع کر دوں تو میں وہ نہیں رہوں گا جو پہلے تھا، ٹھیک ہے نا؟

لاجونتی:۔ ٹھیک ہے۔

کشور:۔ بس یوں سمجھ لو کہ میں ڈکٹیٹر بن جاؤں گا اور جب میں ڈکٹیٹر بن جاؤں گا تو مجھے اس بات کا ادھیکار ہوگا کہ آلوؤں کو ٹماٹر کہنا شروع کر دوں، ٹماٹروں کو گھڑیاں اور گھڑیوں کو دوائیں کہنے لگوں — صبح کا ناشتہ رات کے بارہ بجے ہو، ڈنر صبح کو کھایا جائے، لنچ رات کو ہو، چائے میں سبزیاں ملا کر پی جائے، سالن پہلے کھایا جائے اور روٹی بعد میں.....

لاجونتی:۔ کیا پاگل خانوں میں قفل لگا دو گے؟.....

کشور:۔ اب کیا لوگوں نے ان تمام ڈکٹیٹروں کو پاگل خانے بھجوا دیا ہے۔ جن کا حال ہر روز اخباروں میں چھپتا ہے۔ ارے باؤلی ڈکٹیٹر بہت بڑا آدمی ہوتا ہے۔

بہت بڑا آدمی، وہ دن کہے تو دن، رات کہے تو رات..... پرجا کو اس کی ہر بات ماننا ہی پڑتی ہے۔ میں نے گھر کی مثال اسی لیے دی تھی کہ تم جلدی سمجھ جاؤ.....

لاجونتی :۔ سب سمجھ گئی ہوں۔ یہ اخبار پڑھ پڑھ کر اب تم بھی اس گھر میں ہٹلر بننا چاہتے ہو، پر مجھ سے سن لو، تمھاری ڈکٹیٹری یہاں نہ چل سکے گی — جس دن تم نے آلوؤں کو ٹماٹر کہا اور ٹماٹروں میں کوک بھرنا شروع کر دی، میں اپنے منے کو لے کر یہاں سے چل دوں گی، مجھ سے یہ پاگل پن نہ دیکھا جائے گا۔

کشور :۔ لاجونتی، تم نے یہ کیسے سوچ لیا کہ میں اس گھر میں ڈکٹیٹر بن سکتا ہوں — اس جرمنی کا ہٹلر تو صرف تم ہی ہو..... میں تو جی حضوری ہوں۔ آنکھیں بند کیے سب حکم مانتا رہتا ہوں۔

لاجونتی :۔ سب حکم مانتے رہتے ہو — تم نے کہا اور میں نے مان لیا۔ شادی کے دو دن بعد جب میں نے تم سے کہا تھا کہ ناتھ، میں تم سے التجا کرتی ہوں، یہ سگرٹ پینا چھوڑ دو تو یاد ہے تم نے مجھ سے کیا کہا تھا؟ "لاج پیاری، تم مجھے حکم دے سکتی ہو۔ یہ التجا کیسی؟..... سگرٹ کیا میں تمھاری خاطر اپنی عزیز سے عزیز چیز چھوڑ سکتا ہوں؟" اور اس وقت تمھارے منہ سے دھوئیں کے یہ بادل جو نکل رہے ہیں، کیا بتاتے ہیں؟ ہماری شادی کو چار برس گزر چکے ہیں، ذرا حساب کر کے بتاؤ تو کتنے سگرٹ اب تک پی چکے ہو؟ —

کشور :۔ سگرٹ کی کیا بات کرتی ہو لاج! پیا پیا نہ پیا نہ پیا..... تم تو معمولی سے معمولی بات بھی لے بیٹھتی ہو۔

لاجونتی :۔ سگرٹ پینا معمولی بات ہوتی تو کبھی کبھی وسکی اور بیئر پینے میں کیا ہرج ہے

ان موئی ایکٹرسوں کے یہاں جانے میں کیا مضائقہ ہے، برج اور ریس کھیلنے سے کیا ہوتا ہے، باہر ہی باہر دوستوں کے ساتھ گلچھرے اڑانے سے کیا بگڑتا ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ بے چاری استری گھر میں پڑی گھلتی رہتی ہے — اس سے زیادہ اور ہو بھی کیا سکتا ہے۔ جانے دو اب مجھ سے ان معمولی باتوں کی فہرست نہ بنواؤ۔ چلو آؤ اخبار پڑھیں۔

کشور:۔ اخبار — ہاں اب اخبار پڑھنا ہی پڑے گا۔

لاجونتی:۔ اگر نہیں جی چاہتا تو چھوڑ دو۔

کشور:۔ نہیں، نہیں جی کیوں نہیں چاہتا، ابھی پڑھتے ہیں — میں یہ سوچ رہا تھا کہ تمھیں مجھ سے بالکل پریم نہیں ہے۔ تمھارے لیے میں نے ہمسایوں سے لڑائی مول لی۔ اپنے رشتہ داروں کو چھوڑا، آپ غلامی کا طوق پہن لیا — موٹر بیچ دی کہ تمھاری چوڑیاں بن جائیں۔ سردیوں میں میں ہمیشہ ہندوستانی دواخانے کا بنا ہوا حلوا کھایا کرتا تھا۔ پر اس سال میں نے وہ بھی نہ لیا کہ تم اپنی سہیلیوں کی دعوت کر سکو۔ میں نے اتنی قربانیاں کیں پر تمھارا پریم..... وہ پریم جو مرد کے دل کی غذا ہے ابھی تک مجھے نہیں ملا — پرماتما کے لیے مجھے آج یہ بتا دو کہ تمھارا پریم کس قیمت پر خرید سکتا ہوں۔ (باہر سے آواز آتی ہے "ایک آنے میں — ایک آنے میں!")

کشور:۔ یہ کون بولا؟

لاجونتی:۔ یہ کس نے کہا؟

(باہر سے پھر آواز آتی ہے "آج کا تازہ اخبار" ایک آنے میں — ایک آنے میں)

کشور:۔ (ہنستا ہے)

لاجونتی :- (ہنستی ہے)

کشور :- میں حیران ہو گیا تھا کہ ایک آنے میں تمہارا پریم کیسے مل سکتا ہے۔

لاجونتی :- مل سکتا ہے — لاؤ ایک آنہ۔

کشور :- کیا کرو گی؟

لاجونتی :- اخبار خریدوں گی — ذرا گرم گرم خبریں پڑھیں — جلدی نکالو ایک آنہ کہیں وہ چلا نہ جائے۔

کشور :- ..... یہ لو.....

لاجونتی :- ارے او چھوکرے — ذرا ٹھیر لو — ذرا ٹھیر لو۔

(دروازہ کھلنے کی آواز)

کشور :- (اپنے آپ سے) ایک آنے میں .... ایک آنے میں..... مگر کیا؟ ..... آج کا تازہ اخبار — گرما گرم خبروں سے بھرا ہوا ..... میری لاجونتی کیا کم گرم ہے لیکن آج کی تازہ لاجونتی قدرے ٹھنڈی معلوم ہوتی ہے۔

(دروازے کی آواز — ساتھ ہی کاغذ کی کھڑکھڑاہٹ)

لاجونتی :- لے آئی ہوں، دھڑا دھڑ بک رہے تھے، معلوم ہوتا ہے بڑے ہنگامے کی باتیں لکھی ہیں — لو پڑھ کے سناؤ۔ پر ذرا ہولے ہولے پڑھنا۔

کشور :- لاؤ..... دیکھتے ہیں کیا لکھا ہے؟ (کاغذ کی کھڑکھڑاہٹ)

لاجونتی :- اب دیکھنا کیا شروع کر دو گے ..... پڑھتے چلے جاؤ..... سارا اخبار خبروں ہی سے تو بھرا ہے .... تو یہ اتنا بھی گمان نہ ہونا چاہیئے اپنی لیاقت پر.... میری عینک کی کمانی ٹھیک نہیں ہے، ورنہ میں خود ہی پڑھ لیتی..... اور ہاں یہ تو بتاؤ کہ یہ

میری عینک کی کمانی کب ٹھیک کرا دوگے، پرماتما جھوٹ نہ بلوائے تو ہزار ایک بار تم سے کہہ چکی ہوں کہ اسے لے جاؤ مرمت کے لیے، پر ہزار بار تم اسے یہیں چھوڑ گئے .... دیکھا آپ ہی آپ کیا مزے لے لے کر پڑھ رہے ہو... ذرا منہ سے بولتے جاؤ تو تمھارا کچھ گھس تو نہیں جائے گا۔

کشور:۔ کیا کہا؟

لاجونتی:۔ گویا میں نے کچھ کہا ہی نہیں۔ تمھارا سارا دھیان تو اس اخبار میں پڑا ہے، سنو گے کیا خاک ۔ میں نے یہ اخبار تمھارے لیے نہیں خریدا، پڑھو اور مجھے سناؤ۔

کشور:۔ تمھارے مطلب کی کوئی خبر تو ڈھونڈ لوں۔

لاجونتی:۔ نہیں، نہیں، ڈھونڈنے دونڈنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ تم کوئی سی خبر پڑھ کر سنانا شروع کر دو، سبھی میرے مطلب کی ہیں۔ میں تمھاری سب چالاکیاں جانتی ہوں۔ سارا اخبار ڈھونڈنے ڈھونڈنے پڑھ لوگے اور آخر میں یہ چھوڑے ہوئے کاغذ میرے سر مار کر کلب چلے جاؤ گے... چلو پڑھو...

کشور:۔ لو، سنو.... "میاں نے بیوی کی ناک کاٹ دی"

لاجونتی:۔ کیا؟

کشور:۔ بیچ میں بولو نہیں، سنتی چلی جاؤ۔ قصور، ۱۱ جون.... ہمارا نامہ نگار لکھتا ہے کہ دن دہاڑے ایک شخص سمتی گنڈا سنگھ نے اپنی بیوی کی ناک کنداستر سے کاٹ دی۔ اس ظالمانہ فعل کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ اس کی بیوی اننت کور بڑی جھگڑالو قسم کی عورت تھی۔ وہ ہر وقت کنڈا سنگھ سے لڑتی رہتی جس سے وہ عاجز آ گیا تھا۔ ایک روز اس نے روز روز کے جھگڑے سے تنگ آ کر اس کی ناک

استرے سے کاٹ دی.....

لاجونتی:۔ جھوٹ ـــــ بالکل جھوٹ!

کشور:۔ اخبار تمھارے سامنے ہے..... یہ رہی سُرخی ـــ تم عینک کے بغیر بھی پڑھ سکتی ہو ـــ میاں نے بیوی کی ناک کاٹ دی..... اور یہاں سے خبر شروع ہوتی ہے ـ قصور، گیارہ جون.....

لاجونتی:۔ کوئی اور خبر پڑھو۔

کشور:۔ کیوں یہ پسند نہیں آئی؟

لاجونتی:۔ نہیں..... یہ بات نہیں..... یہ تو پڑھ چکے۔ اب کوئی اور پڑھو یا اب بار بار یہی پڑھ کر سنانے کا خیال ہے..... جنگلی آدمیوں کو لڑنے مرنے کے سوا اور کام ہی کیا ہوتا ہے ـــ پر تم میری طرف ایسی گہری نظروں سے کیوں دیکھ رہے ہو؟

کشور:۔ نہیں تو..... میں یہ سوچ رہا تھا کہ بیچارے گنڈا سنگھ نے بڑی مجبوری کی حالت میں اپنی پیاری بیوی کی ناک کاٹی ہوگی..... اس کو بعد میں کتنا دکھ ہوا ہوگا۔

لاجونتی:۔ پیاری بیوی اور اس کا پیارا خصم ـــ بھاڑ میں جائیں دونوں ـــ پر تم میری ناک کی طرف کیا دیکھ رہے ہو۔

کشور:۔ کتنی خوبصورت ناک ہے ـــ اس پر یہ ننھا سا تل کتنا بھلا معلوم ہوتا ہے!

(کھانسنے کی آواز آتی ہے..... نرائن کی آمد)

کشور:۔ نرائن.....

نرائن:۔ ہاں بھئی نرائن ہی ہے، پر تمھیں کیا ہو گیا ہے جو ہر وقت اپنی بیوی کی تعریف

کرتے رہتے ہو۔ بڑی اچھی ہیں، لاکھوں میں ایک ہیں..... نمسکار بھابی جان۔

لاجونتی:۔ نمسکار.....

نرائن:۔ آپ اکتاتی نہیں ہیں ان کے منہ سے ہر روز اپنی تعریف سنتے سنتے؟

لاجونتی:۔ تعریف کاہے کی؟..... وہ تو.....

نرائن:۔ اجی چھوڑیے، میں سب جانتا ہوں، یہ عورتوں کی کمزوری ہے۔ وہ اپنی تعریف سے بہت خوش ہوتی ہیں..... ہم مردوں میں بے شمار کمزوریاں ہیں۔ مثال کے طور پر..... یہ کیا؟ آج میز پر اتنے اخبار کہاں سے آگئے؟

کشور:۔ ایک تمھاری بھابی نے خریدا ہے، دو میں لایا تھا۔

نرائن:۔ کیا لکھتے ہیں یہ؟ — باہر کی دنیا میں کیا ہو رہا ہے؟ (اخبار پکڑنے اور کھولنے کی آواز) ..... یورپ کے آسمان پر جنگ کے سیاہ بادل — لیگ آف نیشن میدان عمل میں (ہنستا ہے)..... یہ لیگ آف نیشن کیا بلا ہے، میری سمجھ میں ابھی تک نہیں آیا۔

کشور:۔ تم لیگ آف نیشن کو نہیں جانتے تو اخبار کو ہاتھ میں لیا ہی کیوں تھا؟ —

لاجونتی:۔ جیسے دنیا بھر کی چیزیں یہی جانتے ہیں..... ساری حکمتیں صرف ان کے ہی دماغ میں جمع ہیں — بھلا بتائیے تو لیگ آف نیشن کسے کہتے ہیں.....

کشور:۔ لیگ آف نیشن کو..... یعنی..... قوموں کی جمعیت کو..... سمجھتی ہو جمعیت کسے کہتے ہیں..... سنگھٹن کو..... پر یہ تو اس سے بھی مشکل ہے..... ٹھیرو مجھے کوئی سہل سا لفظ سوچنے دو..... لیگ آف نیشن..... دیکھو..... یہ ایک ایسی پنچایت ہے جس میں ہر ملک کے آدمی شامل ہوتے ہیں۔ اگر کہیں جھگڑا فساد ہو جائے تو یہ ایک جگہ جمع ہو کر اس کا فیصلہ کرتے ہیں۔

لاجونتی :۔ اور اگر ان کا آپس ہی میں جھگڑا ہو جائے تو ؟
کشور :۔ تمھیں ہر جگہ جھگڑا ہی جھگڑا نظر آتا ہے ۔ گنڈا سنگھ اور اننت کور کا قصہ بھول گئی ہو؟
نرائن :۔ ارے لیگ آف نیشنز میں یہ گنڈا سنگھ اور اننت کور کہاں سے آ گئے ۔ کیا یہ لیگ میں ہندوستان کے نمایندے ہیں ؟
کشور :۔ نہیں، تمھاری تو ہر بات الٹی ہوتی ہے ۔
نرائن :۔ دیکھئے بھابی جان، یہ آپ کے بارے میں کیا کہہ رہے ہیں ۔
کشور :۔ پرماتما کے لیے جھوٹ نہ بولو نرائن ۔۔۔ وہ سمجھیں گی میں نے یہ ان کی بابت ہی کہا ہے، اچھی طرح واقف ہو ان کی طبیعت سے پھر خوامخواہ ایسی چھیڑ خانی سے فائدہ ؟
نرائن :۔ ہوں ۔۔۔ ٹھیک ہے، ٹھیک ہے (ورق الٹنے کی آواز) ۔۔۔ یہ خبر پڑھی تم نے ۔۔ Disarmament کے متعلق ایک بہت بھاری کانفرنس ہو رہی ہے ۔۔۔
لاجونتی :۔ Disarmament کیا ہوا نرائن صاحب ۔ لیگ آف نیشنز کی قسم کی معلوم ہوتی ہے ۔
نرائن :۔ جی ہاں ۔۔ کشور سے پوچھئے، وہ آپ کو اچھی طرح سمجھا دے گا ۔۔ کشور، بتاؤ بھئی انھیں، یہ Disarmament کانفرنس کیا ہوتی ہے ۔
لاجونتی :۔ آپ کیوں نہیں بتاتے ؟
نرائن :۔ کشور اچھی طرح سمجھا سکے گا ۔ اس لیے کہ وہ کئی بار آپ کے مقابلے میں ہتھیار پھینک چکا ہے ۔
لاجونتی :۔ کیا کہا آپ نے ؟

کشور:۔ کچھ بھی نہیں، نرائن نے کچھ نہیں کہا۔ وہ دوسرے ہتھیاروں کی بات کر رہا تھا .... ہاں بھئی کیا پوچھتے ہو۔

نرائن:۔ یہ پوچھ رہی ہیں کہ یہ کانفرنس کیا ہوتی ہے۔

کشور:۔ Disarmament کے معنی ہیں بندوقوں، توپوں اور اس چیز کو جو جنگ میں ہتھیار کے طور پر کام آسکے علیحدہ کر دینا..... یہ کانفرنس جس کا ذکر تم نے ابھی ابھی اخبار میں پڑھا ہے، جنگ و جدال کم کرنے کے لیے منعقد ہو رہی ہے۔ اس میں یہ فیصلہ کیا جائے گا کہ ہر ملک کو کتنے ہتھیار اپنے پاس رکھنا چاہئیں۔ اس سے ایک دوسرے کو خطرہ نہ رہے گا۔

نرائن:۔ وہ کیسے؟..... فرض کر لیا جائے کہ ہم یعنی میں، بھابی اور تم، تین ملک ہیں الگ الگ لیکن ہماری سرحدیں آپس میں ملتی ہیں۔ اب بھابی جان کے پاس لوہے کا ایک کروشیا ہے اور تمھیں ڈر ہے کہ کسی روز منے کا بب بنتے بنتے اگر یہ بگڑ گئیں تو کروشیا تمھارے پیٹ میں بھونک دیں گی، اس کا فیصلہ کیا ہو گا؟

کشور:۔ تحدید اسلحہ یعنی ہتھیار روک کانفرنس بیٹھے گی اور اس پر سوچ بچار کیا جائے گا۔ فیصلہ میرے خیال میں یہی ہو گا کہ مجھے بازار سے ایک چھڑی خرید لینے کی اجازت مل جائے گی تاکہ میں اسے روک کے طور پر استعمال کر سکوں۔ اس میں آپ لوگوں کو بھی کوئی اعتراض نہ ہو گا۔

لاجونتی:۔ اعتراض کیوں نہیں ہو گا۔ تم چھڑی خرید لو اور میرے پاس نگوڑا ایک کروشیا ہی رہے۔ تم جب چاہو مجھے اس چھڑی سے دھن ڈالو اور میں یہ اکیلا کروشیا لیے تمھارا منہ دیکھتی رہوں، پٹتی جاؤں۔ نہ بابا — میں بھی یہ کانفرنس بٹھاؤں گی۔ اور اس

میں اس بات کا فیصلہ کراؤں گی کہ مجھے اپنی حفاظت کے لیے وہ چاقو جس سے ترکاریاں بنائی جاتی ہیں اٹھا کر اپنے پاس رکھ لینا چاہیئے تاکہ یہ اپنی چھڑی کا استعمال نہ کر سکیں۔ لڑائی کو بند کرنے کے لیے آپ سب میرا ساتھ دیں گے۔ کیا غلط کہہ رہی ہوں میں؟

نرائن:۔ نہیں، آپ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ مگر مجھے خطرہ پیدا ہو جائے گا کہ اگر میرے ہوتے ہوئے آپ دونوں کا جھگڑا ہو گیا کروشیا، چھڑی اور ترکاریاں کاٹنے والے چاقو کا استعمال شروع ہو گیا۔ تو میں اپنی جان کیسے بچاؤں گا..... کیا پتہ ہے کہ میں زخمی ہو جاؤں سو میں فوراً ہی آپ لوگوں سے درخواست کروں گا کہ ایک جگہ بیٹھ کر آپس میں سمجھوتہ کر لیا جائے۔ چنانچہ فیصلہ یہ ہو گا کہ میں بھی اپنے بچاؤ کے لیے ایک معمولی سی چیز ... مثال کے طور پر وہ شکاری چاقو جو میں نے تھوڑے ہی روز ہوئے میرٹھ سے منگوایا ہے، جیب میں رکھ لیا کروں..... اس سے یہ ہو گا کہ ہمیں ایک دوسرے سے کسی قسم کا خطرہ نہیں رہے گا۔

کشمیرہ:۔ شکاری چاقو — باپ رے!... نہیں، نہیں نرائن یہ نہیں چلے گا۔ کیا پتہ ہے کہ ہنسی ہنسی میں تمہارا یہ شکاری چاقو میرا ہی شکار کر دے..... مجھے اپنی حفاظت کے لیے ایک چھوٹا پستول خریدنا ہی پڑے گا۔ خواہ ایک مہینہ کی ساری تنخواہ اسی میں نہ چلی جائے، یہ پستول دغے نہ دغے، پر تمہیں اپنا شکاری چاقو نکالتے وقت اس کا ڈر تو رہے گا۔

لاجونتی:۔ پستول؟ — یعنی آپ جب چاہیں مجھے گولی کا نشانہ بنا دیں۔ نہ بابا..... یہ نہیں ہو سکتا۔ آپ کے پاس چھڑی ہو اور اوپر سے یہ گولیوں والا پستول... جونہی مجھے پتا چلے گا کہ آپ پستول لے آئے ہیں، میں بھی اپنی حفاظت کے لیے

ایک رائفل خرید لوں گی۔

کشور: تو ظاہر ہے کہ مجھے ایک مشین گن لینا پڑے گی۔

لاجونتی: میں وہ زہریلی گیس منگوالوں گی جو حال ہی میں دشمنوں کو مارنے کے لیے بنائی گئی ہے۔

نرائن: بس، بس ادھر میں دو بم لے آؤں گا تو اس گھر میں بالکل امن قائم ہو جائے گا۔ لڑائی کا بالکل اندیشہ نہ رہے گا ـــــ سکھ اور چین اس گھر کی بلائیں لیں گے۔ ..... نہ رہے گا بانس اور نہ بجے گی بانسری ـــــ سب ٹھیک ہو جائیگا۔

لاجونتی: سب ٹھیک ہو جائے گا؟

کشور: (طنزیہ انداز میں) ہاں سب ٹھیک ہو جائے گا!

(فیڈ آؤٹ)

آؤ چوری کریں

کشور:- (ایکا ایکی اپنی بیوی سے) آؤ چوری کریں

لاجونتی:- کیا کہا؟

کشور:- یہ کہا، آؤ چوری کریں۔

لاجونتی:- میں سمجھی ــــ اب آپ چوری اور سینہ زوری پر اتر آئے ہیں۔ یعنی مجھے بتا کر میری چیزیں اڑانا چاہتے ہیں۔ ہے نا یہی بات؟

کشور:- بھئی کیا سمجھی ہو ــــ داد دیتا ہوں تمہاری سوجھ بوجھ کی ــــ میں فقط چوری کرنے کو کہہ رہا تھا، سینہ زوری نہیں۔ یہ سینہ زوری کا افسانہ تم نے [illegible] کیا ہے

لاجونتی:- آؤ چوری کریں کا مطلب یہ ہوا کہ آپ خود بھی چوری کرنا چاہتے ہیں اور مجھ سے بھی چوری کروانا چاہتے ہیں تو آپ خود چوری کریں، خیر چھوڑیے اسے، آپ یہ بتائیے

کس کی چوری کرنا چاہتے ہیں آپ؟

کشور:۔ آہستہ بولو ——— دیوار ہم گوش دارد چوری چھپاتے کی جاتی ہے۔ یوں ڈھنڈورا نہیں پیٹا جاتا۔ ہولے ہولے بات کرو۔ کوئی سُن لیگا تو بڑی بدنامی ہوگی۔

لاجونتی:۔ ہوا کرے، پہلے آپ کا کون سا نام ہے جو بدنامی کا ڈر ہے۔ سبھی جانتے ہیں کہ آپ چور ہیں۔ اسکول کی بھی آپ کی چوریاں مشہور ہیں۔ کسی کی کتاب، کسی کی پنسل، کسی کا قلم وغیرہ وغیرہ آپ دن دہاڑے اڑا لیا کرتے تھے۔

کشور:۔ یہ تم سے کس نے کہا۔

لاجونتی:۔ آپ نے اور کس نے؟ ——— قرائن صاحب سے باتیں کرتے ہوئے اس روز کیا آپ نے قبول نہیں تھا کہ دس کتابیں چرا کر آپ نے بیچ ڈالی تھیں ——— کرپا رام کا فوٹین پن آپ نے ایسا ہضم کیا کہ ڈکار تک نہ لی۔

کشور:۔ کتابوں وغیرہ کی چوری، چوری نہیں ہوتی۔ اور یہ ہے بھی تو اس زمانے کی بات جب عمر بہت چھوٹی تھی۔

لاجونتی:۔ اور اس عمر میں جب کہ آپ ایک بچے کے باپ ہیں کیا آپ نے چوریاں نہیں کیں

کشور:۔ مثلاً۔

لاجونتی:۔ ابھی کل کی بات ہے کہ بنارسی ساڑھی کی زری نوچ کر جو میں نے الماری میں رکھی تھی آپ بیچ کر کھا گئے۔ میرے لیے دوا کے طور پر ڈاکٹر نے جو برانڈی دی تھی آپ چپ کے چپ کے پی گئے اور بوتل میں پانی بھر دیا۔ اوس روپے کا نوٹ جو میں اپنے ٹرنک میں رکھ کر بھول گئی تھی۔ آپ نے اڑا لیا اور اس پر ستم یہ کہ ایک روپے کے رس گلے لا کر میرے سر کے اوپر الٹا احسان کیا ——— بجلی کے بل کے روپے آپ

ہزاروں مرتبہ کھا گئے اور مجھے دو دو مہینے کا بل اکٹھا دینا پڑا۔ ایک روز آپ نے پانچ روپے کسی اندھے دیالا میں خیرات دینے کے لیے مجھ سے لیے اور اس کی ایک ایک پائی آپ ہضم کر گئے۔ پرسوں نعمت خانے سے گاجر کا حلوہ آپ نے نوش جان کر لیا اور پیچھے سے ذرا پھیلا دیا ـــــ بھئی چور ہو پر کچے چور ہو۔

کشور:۔ بالکل جھوٹ ـــــ میں نے گاجر کے حلوے کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ تمہارے گھر کے مودی خانے میں موٹے موٹے سنڈے چوہے سینڈ مارتے پھرتے ہیں۔ وہی تمہارا حلوہ کھا گئے ہوں گے۔

لاجونتی:۔ میں ثبوت کے بغیر کوئی بات نہیں کہا کرتی۔ آپ کا وہ رومال ابھی تک میلے کپڑوں میں پڑا ہے۔ جس سے آپ نے حلوہ کھا کر اپنے ہاتھ پونچھے تھے۔

کشور:۔ خیر ـــــ لیکن تم یہ بتاؤ کہ اب چاہتی کیا ہو۔

لاجونتی:۔ اور کچھ نہیں، فقط یہ کہ چوری کرلے تو پکی چوری اور یہ کہ حلوہ خوردن لائے باید۔

کشور:۔ تو خاموش رہو۔

لاجونتی:۔ بہت اچھا۔

(چند لمحات کے لیے خاموشی طاری رہتی ہے)

کشور:۔ "کیا سنائیں ماجرائے درد دل" گنگناتا ہے ـــــ پھر دفعتہً جیسے کچھ یاد آگیا ہے کہتا ہے) لاجونتی۔

لاجونتی:۔ کہو، کیا کہتے ہو۔

کشور:۔ کہتا ہوں یہ کہ آؤ ایک بڑی مزیدار چوری کریں۔

لاجونتی:۔ ارے کچھ کہو گے بھی یا آؤ چوری کریں کی گھنٹی لگائے جاؤ گے۔

کشور:۔ سنو، ایک پارسل نرائن کا میرے مکان کے پتے سے آیا ہے، یعنی اس نے میرے گھر کے پتے سے منگوایا ہے۔ اسے کھولیں اور صاف ہڑپ کر جائیں۔

لاجونتی:۔ بھئی ڈر لگتا ہے۔ نہ معلوم کیا ہو کیا نہ ہو۔ بعد میں بیکار فضیحتا ہو۔ میں درگزری ایسی چوری کی شرکت سے۔

کشور:۔ تم بھی عجیب بے وقوف ہو۔ فضیحتا کیا ہوگا۔ آخر میں نرائن کو اُلّو بنائیں گے اور بات کو ہنسی ہنسی میں اڑا دیں گے۔ وہ اپنا بے تکلف دوست ہے اور پھر کوئی ایسی چوری تھوڑی ہی ہے کہ تھانہ تھنول ہو۔ لاجونتی تم بڑی ڈرپوک ہو۔ میری بیوی اور ایسی کچے دل کی۔

لاجونتی:۔ بھئی جو کچھ ہو ایک تو یوں چوری چکاری سے میرا دل دہلتا ہے اور وہ بھی اپنے ہم چشموں کی۔ آخر میں نظر ملانی مشکل ہوتی ہے۔ آپ تو ہوئے دیدہ دلیر، آپ کی آنکھوں کا تو پانی مر گیا ہے۔ نہ بابا مجھ سے یہ کام نہ ہوگا۔

کشور:۔ ارے اک ننھا منا تو پارسل ہے، کوئی سیر دو سیر سونے چاندی کا پارسل نہ ہوگا۔

لاجونتی:۔ اچھا سنو اگر کوئی زیادہ قیمت کی چیز ہوئی تو بھئی میں ہاتھ تک نہ لگاؤں گی۔

کشور:۔ لو کھولو۔

لاجونتی:۔ تم کیوں نہیں کھولتے۔

کشور:۔ اب کھول بھی دو۔ لو یہ چاقو۔ جھرا جھرا اس کا کپڑا کاٹ دو۔ ابھی معلوم ہو جاتا ہے۔ اس میں کیا ہے۔

لاجونتی:۔ بھئی ڈر لگتا ہے۔ اچھا یہ لو..... (کپڑا کاٹنے اور پارسل کھولنے کی آواز) کاغذ ہی کاغذ ہیں۔ ایک بوتل ہے اور یہ لفافہ۔

کشور:۔ سچ مچ یہ تو لفافہ ہی نکلا..... ذرا دینا ادھر..... (کاغذ کی کھڑکھڑاہٹ)... خط ہے..... سوامی رام پرکاش جی ہردوار والے کا..... لاجونتی:۔ سوامی رام پرکاش..... اور اس میں کیا لکھا ہے؟

کشور:۔ ٹھیرو، پڑھ کے سناتا ہوں (تھوڑا وقفہ) نرائن کے کسی دوست کا خط ہے۔

اور..... اور اس بوتل میں سر کا گنج دور کرنے کے لیے تیل ہے۔

لاجونتی:۔ جھوٹ، بالکل جھوٹ، لاؤ خط مجھے دو میں خود پڑھتی ہوں۔

کشور:۔ کہہ جو دیا کوئی خاص بات نہیں۔

لاجونتی:۔ (خط پر جھپٹنے کی آواز) بس بس، اب چھیننے کی کوشش نہ کیجئے گا۔ مجھے پڑھ لینے دیجئے، کوئی خاص بات تو ہے نہیں، پھر پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ (خط کھولنے کی آواز — پڑھتی ہے) ڈیر مسٹر نرائن — آپ کا خط مجھے مل گیا تھا اور روپے بھی، مجھے افسوس ہے کہ آپ کی مطلوبہ شے میں فوراً ہی نہ بھیج سکی اس لیے کہ نوچندی کی اتوار میں کچھ دن باقی تھے..... اب میں ایک موہنی منتر آپ کو بھیج رہا ہوں..... ہوں، منتر..... اچھا.....

کشور:۔ لاجونتی، تمھیں کسی کا پرائیویٹ خط پڑھنے کا کیا حق حاصل ہے؟

لاجونتی:۔ چپ رہو جی..... مجھے پڑھنے دو..... لکھا ہے..... یہ منتر اماوس کی رات کو ایک سو آٹھ مرتبہ پڑھ کر جس کو اپنا گرویدہ اور تابعدار بنانا ہو پھونکا جائے۔ باوا جی کا چمتکار آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ اس کو سنبھال کر اپنے پاس رکھیے، بڑی نایاب چیز ہے اور بوتل میں جو تیل ہے۔ یہ بالوں میں ہر روز لگانے کے لیے ہے۔ اس سے تمام مرادیں پوری ہو جائیں گی۔ منتر یہ ہے.....

کشور:۔ لو اب خط دے دو، سب کچھ تو پڑھ لیا۔

کشور:۔ لو اب خط دے دو، سب کچھ تو پڑھ لیا۔

لاجونتی:۔ ابھی چار سطریں باقی ہیں.... منتر یہ ہے.... اونگ نما کامشیری مدھدیش اوتمادے بھرینگ یرا سوا ہا..... اور آپ نے جو کسی کشور صاحب کے لیے منتر مانگا ہے، وہ دس پندرہ روز کے بعد آپ کو مل جائے گا.....

کشور:۔ لاجونتی، اب مذاق حد سے بڑھ گیا ہے، لاؤ خط میرے حوالے کرو..... یہ منتر ونتر سب بکواس ہے۔ پارسل میں نے خود تمھیں اور نرائن کو بنانے کے لیے پوسٹ کیا تھا۔

لاجونتی:۔ کہاں سے؟..... کپڑے پر تو مہر دہلی کی لگی ہوئی ہے اور آپ پارسل پوسٹ کرنے دہلی شاید خواب میں گئے ہوں گے، کیوں؟ اجی میں کچی گولیاں نہیں کھیلی ہوں — اب تو آپ اور نرائن صاحب کی چوری پکڑی گئی.... بھئی کیا لطیفہ ہوا ہے۔ یعنی آپ نے خود اپنے ہاتھوں اپنا بھانڈا پھوڑ دیا۔

کشور:۔ دیکھو لاج، میں سچ کہتا ہوں۔ بھیجنے والے کو ضرور غلط فہمی ہوئی ہے، نرائن کو بھلا ایسے منتروں کی کیا ضرورت ہے، کچھ بھی ہو لیکن میرے متعلق.....

لاجونتی:۔ آپ کے متعلق کیا؟

کشور:۔ یہ جو لکھا گیا ہے کہ میں نے منتر مانگا ہے، بالکل جھوٹ ہے، اس کا اول جھوٹ اس کا آخر جھوٹ! سر سے پیر تک جھوٹ ہی جھوٹ۔

(گھنٹی بجتی ہے)

کشور:۔ نرائن آیا ہے.... دیکھو لاج پرماتما کے لیے یہ ساری باتیں اپنے دل تک ہی رکھنا.... تم نہیں جانتی ہو کہ یہ معاملہ کتنا سنگین ہے!.... لاؤ ادھر خط مجھے دو۔

لاجونتی:۔ خط میں ابھی نہیں دوں گی۔ پر اتنا وعدہ کرتی ہوں کہ نرائن صاحب سے اس کا ذکر تک نہ کروں گی۔

کشور:۔ قسم کھاؤ۔

لاجونتی:۔ لو اب اتنی سی بات پر مجھے قسمیں کھلوانے لگے۔ کہ جو دیا نہیں کہوں گی۔ اگر نرائن صاحب سے میں نے اس خط کا ذکر کیا تو جو چور کی سزا وہ میری ــــ لو اب تو اعتبار آگیا۔

کشور:۔ پر تم یہ خط واپس کیوں نہیں دے دیتیں، میں.... میں.... آئیے مسز نرائن.... نمسکار... نمسکار.... تشریف رکھئے.... میں.... میں کیا کہہ رہا تھا لاجونتی۔

لاجونتی:۔ کہ مسز نرائن بڑی روشن خیال خاتون ہیں جو جادو ٹونے منتر جنتر کو بالکل فضول سمجھتی ہیں۔

مسز نرائن:۔ کشور صاحب، یہ آپ سے کس نے کہا، میرا تو ان چیزوں پر بڑا اعتقاد ہے کیوں بہن لاجونتی؟

کشور:۔ میں نے کس سے سنا تھا؟.... ہاں.... میں.... نرائن.... مہیں.... لاجونتی کس نے کہا تھا کہ انھیں ایسی چیزوں سے کوئی دلچسپی نہیں؟

مسز نرائن: آپ کی طبیعت آج خراب معلوم ہوتی ہے؟

کشور:۔ میری؟.... نہیں تو.... مگر.... مگر.... شاید آپ نے لاجونتی سے پوچھا ہے اس کی طبیعت واقعی کچھ دنوں سے ٹھیک نہیں۔

لاجونتی:۔ میری؟.... کیوں میری طبیعت تو بالکل ٹھیک ہے۔ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میری طبیعت خراب ہے۔

کشور:۔ (چونک کر) کیا کہا؟.... جی ہاں، میری طبیعت اس وقت کچھ خراب ہے۔

لاجونتی:۔ تو آپ .....

کشور:۔ (جلدی سے) لیکن اتنی خراب نہیں کہ میں آپ لوگوں کے پاس نہ بیٹھ سکوں، بلکہ یہاں آپس میں باتیں کرنے سے طبیعت فوراً ٹھیک ہو جائے گی۔

لاجونتی:۔ بڑے شوق سے بیٹھیے، پر آپ کو ٹونے ٹوٹکے، منتر جنتر کی باتوں میں حصہ لینا پڑیگا

کشور:۔ ٹونے ٹوٹکے، منتر جنتر .....

(نرائن کھانستا ہوا آتا ہے)

نرائن:۔ بھئی ہماری بھابی نے کیا دماغ پایا ہے۔ میں جب بھی آیا انھیں کسی نہ کسی دلچسپ موضوع پر بات کرتے پایا..... آج ٹونے منتروں کی بحث شروع ہے.... اوہو ... ہماری "یہ" بھی تشریف رکھتی ہیں.... کہئے بھابی جان آپ کے بلانے پر یہ آئیں کہ خود بخود تکلیف گوارا کی..... ارے تم کیوں گم سُم بیٹھے ہو کشور..... طبیعت خراب ہے کیا؟

لاجونتی:۔ جی ہاں اور میں نے ان سے ابھی ابھی کہا تھا کہ جائیے دوسرے کمرے میں آرام سے سو جائیے.....

نرائن:۔ تو یہ جاتا کیوں نہیں؟

کشور:۔ ارے بھئی معمولی سا درد ہے، ابھی باتوں باتوں میں چلا جائے گا۔

لاجونتی:۔ سر درد کے لیے بھی تو کوئی منتر یا ٹونہ وغیرہ ہوتا ہوگا۔ کیوں بہن ساوتری؟

مسز نرائن:۔ لاکھوں .... ایک سے ایک اچھے

نرائن:۔ (کشور سے) یہ سناؤ تمھارے سر میں درد کیسے شروع ہو گیا قبض کی شکایت تو نہیں ہے؟

کشور:۔ اور تو کچھ نہیں پر ابھی ابھی تمھارے آنے سے چند منٹ پیشتر میرے دماغ کو قبض ہو

گیا ہے .... بیٹھے بیٹھے کچھ ہو گیا ہے۔ کچھ سوچ ہی نہیں سکتا۔

نرائن :۔ کبھی ایسا ہو جایا کرتا ہے ..... تو ہاں بھئی مجھے تم سے ایک ضروری بات کہنا تھی۔ (ہولے ہولے) میرا ایک پارسل تمھارے .....

لاجونتی :۔ ساڑھی کا پلہ بہت ہی نفیس ہے، تلّے کا کام بہت اچھا کیا ہے ..... (ذرا اونچی آواز میں) سوامی رام پرکاش جی ہردوار والے کافی مشہور آدمی ہیں۔

کشور :۔ (ایکا ایکی) لاجونتی !

نرائن :۔ رام پرکاش جی ؟؟

لاجونتی :۔ جی کچھ آپ نے مجھ سے کہا ؟

کشور :۔ نہیں میں اس سے بات کر رہا ہوں۔

لاجونتی :۔ (مسز نرائن سے) زری کا کام رام پرکاش جی ہردوار والے خوب کرتے ہیں۔ میں ان سے دو ساڑھیوں پر کام کرا چکی ہوں۔

مسز نرائن :۔ یہ تم کیا اوٹ پٹانگ باتیں کر رہی ہو .... کون ہیں یہ سوامی رام پرکاش ہردوار والے

نرائن :۔ (چونک کر) کچھ مجھ سے پوچھا تم نے۔

مسز نرائن :۔ نہیں تو ..... پر میں پوچھتی ہوں۔ آج بات کیا ہے ..... یہاں سب بہکے بہکے کیوں نظر آتے ہیں —— لاجونتی بات مجھ سے کرتی ہے اور بیچ میں کشور صاحب ٹپک پڑتے ہیں۔ میں لاجونتی سے کچھ کہتی ہوں اور آپ خواہ مخواہ چونک اٹھتے ہیں —— آخر بات کیا ہے ؟ .....

نرائن :۔ (گھبرا کر) بات کیا ہو گی ؟ ..... بات کیا ہو سکتی ہے ؟

مسز نرائن :۔ پر آپ پریشان کیوں ہوئے جاتے ہیں۔

نرائن:۔ پریشان؟..... (کھسیانی ہنسی ہنستا ہے) یہ پریشانی کی بھی ایک ہی کہی... یعنی زبردستی مجھے پریشان کرنے کی کوشش کی جارہی ہے.... سنا کشور تم نے؟

کشور:۔ بھئی مجھے کچھ معلوم نہیں۔ تم جانو اور یہ جانیں.... مجھے ٹونے ٹوٹکوں سے کوئی دلچسپی نہیں۔

نرائن:۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ مجھے ہے.... بھئی اپنے سر کی بلا ٹالنے کے لیے یہ اچھا گر گھڑ لیا ہے تم نے؟

کشور:۔ اپنے سر کی بلا؟.... گویا میرے سر پر کوئی بلا ہے.... سو وہ تم ایسی بلائیں پالتے ہو، لاجونتی کو اچھی طرح معلوم ہے کہ..... (دبی آواز میں) ارے یہ دونوں آپس میں کیا کھسر پھسر کر رہی ہیں۔

لاجونتی:۔ (مسز نرائن سے.... ہولے ہولے) نا بہن مجھے کچھ معلوم نہیں.....

مسز نرائن: (دبی آواز میں) ایک پارسل آئے گا.....

لاجونتی:۔ (اونچی آواز میں) پارسل؟

کشور:۔ پارسل؟

نرائن:۔ کونسا پارسل؟

مسز نرائن: پارسل؟.... یہی تو میں پوچھتی ہوں، کون سا پارسل.... کیا آپ کا پارسل آرہا ہے کوئی؟

نرائن:۔ نہیں تو..... میرا پارسل اس پتے سے کیوں آنے لگا؟..... کیوں بھابی جان اس سے پہلے میرا کوئی پارسل اس پتے سے آیا ہے؟.....

لاجونتی:۔ اس سے پہلے کوئی نہیں آیا — اس کی گواہی میں دے سکتی ہوں۔

نرائن :۔ لو اب تو یقین آگیا ... (ایکا ایکی چونک کر) اس سے پہلے ؟ ..... اس سے آپ کا کیا مطلب ؟ .... یعنی میرا کوئی پارسل آج کل میں اس پتے سے آچکا ہے ؟

لاجونتی :۔ آپ اپنے دوست سے پوچھ لیں، پارسل وغیرہ وہی وصول کرتے ہیں ؟

مسز نرائن (گھبرا کر) کیا کہا ؟ .... پارسل وغیرہ کیا یہی وصول کرتے ہیں ؟

لاجونتی :۔ آج انھوں نے وصول کیا تھا۔

نرائن :۔ کس کے نام کا تھا ؟

مسز نرائن :۔ کس کا تھا ؟ —— میرا تو ہو نہیں سکتا۔

لاجونتی :۔ اور کیا میرا ہو سکتا ہے ؟

کشور :۔ یہ تم سے کس نے کہا۔

لاجونتی :۔ پھر آپ بتاتے کیوں نہیں کہ پارسل کس کے نام کا تھا ؟

کشور :۔ کھولا تمھیں نے ہے، مجھے کیا معلوم ؟

لاجونتی :۔ کھولا میں نے ہے اور بوکھلائے بوکھلائے باتیں آپ کر رہے ہیں۔

نرائن :۔ (گھبرا کر) پا .... پارسل کھول بھی لیا .... یہ دیکھیے .... یہ دیکھے بغیر کھول لیا کہ وہ کس کے نام تھا۔

مسز نرائن : حد ہو گئی ہے —— ایک گھنٹہ ہونے کو آیا ہے، سب پارسل پارسل پکار رہے ہیں، مگر یہ کوئی نہیں بتاتا پارسل کس کا تھا ....

لاجونتی :۔ میں کچھ نہیں جانتی بابا —— بس میری خطا صرف یہ ہے کہ میں نے ان کے کہنے پر پارسل کو چاقو سے کھولا اور جو کچھ اس میں سے نکلا۔ ان کے حوالے کر دیا .... اور میں نے ان سے کہا تھا کہ بھئی ڈر لگتا ہے، نہ معلوم کیا ہو کیا نہ ہو، بعد میں بیکار کا

فضیحتا ہو، پران پر تو چوری کرنے کا بھوت سوار تھا۔

نرائن :۔ (گھبرائے ہوئے لہجے میں) لو بھئی میں چلا..... مجھے ایک ضروری کام ہے۔

کشور :۔ تم ہرگز نہیں جا سکتے..... یہاں بیٹھ کر تمھیں میری پوزیشن صاف کرنا ہوگی..... بھئی واہ یہ بھی خوب طریقہ ہے کہ یوں چپکے سے کھسک گئے اور دوسرے کو آگ میں جھونک دیا۔ بُھس میں چنگی ڈال بی جمالو الگ کھڑی۔

مسز نرائن :۔ میرے سر میں تو درد شروع ہو گیا ہے..... میں جاتی ہوں لاجونتی بہن۔

لاجونتی :۔ ذرا تھوڑی دیر تو بیٹھو..... اپنے پتی کی پوری کارستانی تو معلوم کرتی جاؤ..... لو یہ خط پڑھو۔ (کاغذ کی کھڑکھڑاہٹ) تمھارے سوامی نے تمھیں مطیع کرنے کے لیے ایک منتر منگایا ہے اور جادو کے تیل کی بوتل..... اب تم دن رات ان پر لٹو ہی رہو گی۔ ان کی ڈگی پر ناچا کرو گی۔

نرائن :۔ یہ بالکل جھوٹ ہے یعنی، یعنی..... بالکل جھوٹ..... بھلا..... بھلا میں کیوں ایسے منتر اور تیل منگانے لگا..... میری اور اس کی آپس میں کیا بنتی نہیں جو ٹونے ٹوٹکے استعمال کروں..... ان کی ضرورت ہوگی تو کشور کو جس کی آئے دن آپ سے پٹخ رہتی ہے..... کیوں ساوتری؟..... یعنی یعنی..... ہم تو آپس میں شیر و شکر ہو کے رہتے ہیں..... ہماری زندگی دوسروں کے لیے نمونہ ہے۔

کشور :۔ تم خود ایک نمونہ ہو..... ابھی ساری حقیقت کھل جاتی ہے..... لاجونتی ذرا دینا ان کے ہاتھ میں وہ خط..... پڑھ کر ساوتری کو سنائیں جن کے ساتھ یہ شیر و شکر ہو کے رہتے ہیں اور اپنی زندگی کو دوسروں کے لیے ایک نمونہ بتاتے ہیں۔ اور وہ یوں کہ اپنے ایک دوست کو پھنسانے کے لیے اس

کے پتے سے ٹونے منتر منگاتے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ کہہ پا کرتے ہیں کہ اس کے لیے بھی ایک دو منتروں کا آرڈر بھیج دیتے ہیں۔ ..... بھئی واقعی بڑا اچھا نمونہ پیش کیا ہے تم نے اپنی دوستی کا ..... وہ تو لاجونتی عقلمند ہے ورنہ آج تو وہ چخ چلتی کہ اللہ دے اور بندہ لے۔ میاں کا چھیچھا لیدر کر دیتی .....

لاجونتی :۔ یہ لیجیے خط ..... (کاغذ کی کھڑکھڑاہٹ) لو اب سنو ساوتری ---

مسز نرائن :۔ سن کے کیا کروں گی ..... ان کی سارق قلعی تو کھل گئی ہے۔

نرائن :۔ (ایکا ایکی بلند آواز میں) کون کہتا ہے یہ خط میرے نام ہے .....

مسز نرائن :۔ پھر کس کے نام ہے؟

نرائن :۔ تمھارے ..... لو دیکھو ..... (کاغذ کی کھڑکھڑاہٹ) ..... میری قلعی کھلتے کھلتے تمھاری قلعی کھل گئی ..... رنگ ہلدی کے گاہے ایسا زرد پڑ گیا۔ یہ منتر اور یہ تیل تمھیں نے تو منگایا ہے ..... پھر اس کی ضرورت ہی کیا تھی۔ ..... میں تو پہلے ہی سے تمھارا محکوم ہوں۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ جتنا تابعدار اور تمھارا مرید میں اس وقت ہوں اس سے بھی زیادہ تم مجھے اپنا تابعدار اور مرید بنانا چاہتی ہو ..... پرماتما تم جیسی عورتوں سے بچے ..... لو پڑھو ..... دیکھو ... ڈیر مسز نرائن .....

اور یہ منتر ..... میری رہی سہی مردانگی دور کرنے کا منتر ..... اور یہ تیل جس کو بالوں میں لگانے سے تمھاری سب مرادیں پوری ہو جائیں گی ..... اب آپ نے کیوں منہ میں گھنگھنیاں بھر لیں۔ آپ کیوں چپ ہو گئیں بھابی جان ..... اس میں آپ کا بھی تو ذکر ہے ..... آپ نے بھی تو اپنے پتی کو اپنے پر لٹو بنانے کے لیے منتر منگوایا ہے اور شاید جادو کا کوئی پتہ ہی جس کو کھاتے ہی یہ ہمیشہ کے لیے اُلّو بن جاتے .....

کشور، دیکھا..... یہ ہماری چوری پکڑتی تھیں اور الٹی ان کی چوری پکڑی گئی۔ اسے کہتے ہیں سچائی کا بول بالا اور جھوٹے کا منہ کالا..... تم یقین مانو، ان دونوں نے مل کر یہ سازش کی تھی اور تم بھی کتنے بیوقوف ہو کہ گھبراہٹ میں مسز کو مسٹر پڑھ گئے..... تم سے یہ بھی نہ کہا گیا کہ مرد ٹونے ٹوٹکوں اور منتروں جنتروں کو بالکل بے کار سمجھتے ہیں، وہ عورتیں ہی ہیں جو ایسی فضول چیزوں پر اعتقاد رکھتی ہیں۔

..... منتر، ہوں..... اور سوامی رام پرکاش..... اس کی ایسی تیسی!

نوکر:۔ نرائن صاحب، آپ کے نام پارسل آیا ہے۔ باہر ڈاکیہ کھڑا ہے۔ وصول کر لیجیے۔

نرائن:۔ (بوکھلا کر) پارسل.... پارسل..... کیسا پارسل۔

نوکر:۔ کوئی سوامی رام پرکاش ہیں جنھوں نے ہردوار سے بھیجا ہے۔

نرائن:۔ ضرور..... ضرور..... کوئی غلطی ہوئی ہے..... میں ابھی آتا ہوں..... ضرور کوئی غلطی ہوئی ہے، کیوں کشور؟..... میں سچ کہتا ہوں۔ ضرور کوئی غلطی ہوئی ہے۔

(فیڈ آؤٹ)

آؤ جھوٹ بولیں

لاجونتی :۔ (ایکا ایکی، بڑے اشتیاق سے) آؤ جھوٹ بولیں۔

کشور :۔ ارے ـــــ تمھیں بیٹھے بیٹھے یہ کیا سوجھی؟

لاجونتی :۔ نہیں، نہیں ـــــ آؤ جھوٹ بولیں۔

کشور :۔ پھر وہی ـــــ جھوٹ بولیں؟ ـــــ کس سے جھوٹ بولیں؟ ـــــ اور پھر....
تم نے مجھے.....

لاجونتی :۔ (بات کاٹ کر) کوئی جھوٹا سمجھا ہے، یہی کہنا چاہتے ہیں نا آپ؟

کشور :۔ ہاں، ہاں اور کیا؟

لاجونتی :۔ تو اپنے الفاظ فوراً واپس لے لو۔

کشور :۔ وہ کیوں؟ ـــــ میں نے جھوٹ تھوڑا ہی بولا ہے۔

لاجونتی :۔ بات کو بڑھاؤ نہیں، میں اس وقت لڑنے کے Mood میں نہیں ہوں۔

جو کہہ رہی ہوں سیدھے من سے مان لو ـــــ آؤ جھوٹ بولیں !

کشور :۔ پر سوال ہے کہ ہم جھوٹ کیوں بولیں ـــــ میرا دماغ پھرا ہے جو بیٹھے بیٹھے جھوٹ بولنا شروع کر دوں۔

لاجونتی :۔ ایسا کرو کھڑے ہو جاؤ ـــ میں بھول ہی گئی تھی۔ تم زیادہ تر کوٹ پہن کر کلب جاتے ہی جھوٹ بولا کرتے ہو۔

کشور :۔ لاجونتی ـــ تمھیں آج کیا ہو گیا ہے ؟

لاجونتی :۔ میں چاہتی ہوں ہم تم دونوں جھوٹ بولیں.... آؤ کبھی کبھار میری بات بھی مان لیا کرو۔

کشور :۔ تم اکیلی بولو، مجھے کیوں ساتھ ملاتی ہو۔

لاجونتی :۔ میں بالکل اناڑی ہوں اور تم اس فن میں خوب طاق ہو، میں تمھاری شاگرد بننا چاہتی ہوں۔

کشور :۔ (بڑی سنجیدگی کے ساتھ) لاجونتی ـــ میں تم سے ایک بات کہوں ؟

لاجونتی :۔ (چونک کر) کہو ؟

کشور :۔ (ناامید ہو کر) کیا کہوں، کیسے کہوں ؟

لاجونتی :۔ یہ تم میں بڑی بری عادت ہے۔ بات کرتے کرتے بیچ میں رُک کیوں جایا کرتے ہو ؟

کشور :۔ تو کہوں ؟

لاجونتی :۔ ہاں، ہاں کہو۔

کشور :۔ (تھوڑے وقفے کے بعد) نہیں نہیں، میں نہیں کہتا۔

لاجونتی :۔ دور دفع ..... کیسی بُری عادت ہے؟ .....

کشور :۔ تم سمجھوگی میں جھوٹ بول رہا ہوں!

لاجونتی :۔ تم منہ سے تو پھوٹو ـــ میں تمہارے جھوٹ کو بھی سچ سمجھوں گی۔ لو اب کہہ ڈالو۔

کشور :۔ مجھے تم سے بہت پریم ہے .....!

لاجونتی :۔ اب لگے چونچلے بگھارنے ..... چلو بہت کیا تو مان بھی لیا ..... پر وہ چڑیل، وہ موئی حرافہ جس کا فوٹو تم اپنی پاکٹ بک میں چپکائے پھرتے ہو؟ .....

کشور :۔ (ٹپٹاتا ہے) چڑیل ـــ حرافہ ـــ پاکٹ بک ـــ کون سی پاکٹ بک؟

لاجونتی :۔ وہی جو اس وقت سرکار کے کوٹ کی اندر والی جیب میں پڑی ہے اور جس کی طرف ابھی ابھی آپ کا داہنا ہاتھ بے اختیار اٹھ گیا تھا۔

کشور :۔ (کھسیانا ہو کر) پاکٹ بک ..... ہاں پاکٹ بک ..... میں سمجھا ..... پاکٹ بک کی بات کر رہی ہو!

لاجونتی :۔ میں پاکٹ بک ہی کی بات کر رہی تھی، پر میں پھر اس کا ذکر چھیڑنا نہیں چاہتی۔

کشور :۔ لیکن ..... لیکن ..... مجھے تمہارے دل سے شبہ بھی تو دور کرنا ہے ..... پاکٹ بک میں جو فوٹو ہے نا ..... وہ ایک .....

لاجونتی :۔ ایکٹرس کا ہے۔

کشور :۔ (تھوک نگل کر) ایکٹرس کا ہے .....

لاجونتی :۔ جس سے تمہارا کل انٹروڈکشن ہوا ہے۔ جس کے گھر میں کل تم دفتر سے اٹھ کر چائے پینے بھی گئے تھے ..... نرائن صاحب بھی تو آپ کے ساتھ تھے۔

نرائن :۔ بڑی عمر ہے میری، بڑی عمر ہے میری، ادھر آپ نے میرا نام لیا اور ادھر میں

کمرے میں داخل ہوا ..... میں ان کے ساتھ تھا بھابی جان، پر قصہ یہ ہے ...
قصہ یہ ہے کہ مس .....

لاجونتی :۔ ارملا دیوی۔

کشور :۔ (حیرت زدہ ہو کر، بے اختیارانہ) ارے؟

نرائن :۔ شکریہ! — تو قصہ یہ ہے کہ مس ارملا دیوی کے یہاں میرا جانا ایسا ہی تھا .....

لاجونتی :۔ جیسا ایک ایکٹرس کے شیدائی کا ہو سکتا ہے۔

نرائن :۔ (بادلِ نخواستہ) یقیناً یقیناً ..... آپ فوراً ہی سمجھ گئیں۔ دراصل سمجھانے کا بھی سلیقہ ہونا چاہیئے ..... کشور تم سمجھو گے میں اپنی تعریف کر رہا ہوں، پر یہ واقعہ ہے کہ تمھیں بات کرنے کا بالکل ..... بالکل ڈھنگ نہیں آتا (کھسیانی ہنسی ہنستا ہے) میں نے چند لفظوں ہی میں سارا جھگڑا چکا دیا (ہنستا ہے) چند لفظوں ہی میں ..... اور چٹکی بجاتے میں ..... (ہنستا ہے)

(پانچ چھ سیکنڈ تک مکمل خاموشی طاری رہتی ہے)

نرائن :۔ (خاموشی کا ایکا ایکی احساس کرتے ہوئے) ..... تو قصہ یہ ہے ..... ارے بھائی کوئی بات تو کرو ..... چپ کیوں ہو گئے ہو؟ — ارے بھابی جان آپ بھی گم سم ہو بیٹھیں۔ معلوم ہوتا ہے منہ میں گھنگھنیاں بھری ہیں ..... کوئی بات کیجئے!

لاجونتی :۔ (اچانک) آیئے جھوٹ بولیں۔

نرائن :۔ (ہکا بکا ہو کر) جھوٹ ..... یعنی .....

کشور :۔ یہ ڈیڑھ گھنٹے سے مجھے اس بات پر مجبور کر رہی ہیں اور پنجے جھاڑ کر میرے پیچھے پڑ گئی ہیں کہ میں جھوٹ بولوں ..... اب تم سے بھی یہی کہتی ہیں۔ معلوم ہوتا

ہے کہ ان کا.....

لاجونتی :۔ دماغ بہک گیا ہے..... کہدو کہدو، کہتے کیوں نہیں ہو۔

کشور :۔ ارے بھئی تم تو ناحق بال کی کھال نکالتی ہو، خود ہی پھاڑتی ہو، خود ہی رفو کرتی ہو۔

نرائن :۔ ٹھیرو، ٹھیرو، اب تم اپنا لکچر شروع نہ کرو۔ مجھے ان سے پوچھنے تو دو۔ ہاں بھابی جان ارشاد!

لاجونتی :۔ میں نے آپ سے کہا تھا کہ آیئے جھوٹ بولیں۔

نرائن :۔ بندہ حاضر ہے۔ پر شرط یہ ہے کہ آپ بھی میرا ساتھ دیں۔

لاجونتی :۔ شروع کیجئے۔ میں ساتھ دوں گی، لڑ میں لڑ ملاتی جاؤں گی۔

نرائن :۔ لیجئے..... اس وقت چار بجے ہیں۔

لاجونتی :۔ یہ تو آپ سچ بول رہے ہیں۔

نرائن :۔ جی ہاں، اب اس کے آگے جھوٹ ہی جھوٹ ہوگا۔

لاجونتی :۔ فرمایئے!

نرائن :۔ اس وقت چار بجے ہیں۔ میرے اور کشور کے درمیان ابھی یہ باتیں شروع ہوں گی میں اس سے کہوں گا کہ "چلو بھئی چلیں، ہاکی کے میچ دیکھنے کا وقت ہوگیا ہے۔ اٹھو، اٹھو جلدی کرو" ــــ اور وہ آپ کے منہ کی طرف دیکھے گا۔ گویا اجازت مانگ رہا ہے۔ اس پر آپ کیا کہیں گی۔

لاجونتی :۔ آپ شوق سے لے جاسکتے ہیں۔ مجھ سے پوچھ کے جانے کی کیا ضرورت تھی۔ مردوں کو کھیل کود میں ضرور حصہ لینا چاہئے۔ اس سے صحت اچھی رہتی ہے۔

کشور :۔ کاش یہ میٹھے میٹھے بول سچے ہوتے!!

نرائن :۔ بھئی تم بیچ میں نہ بولو مجھے اور ان کو جھوٹ بولنے دو۔
کشور :۔ مجھے بھی اس میں شامل کر لو۔ اس طرح وہ نرمی جو آج تک مجھے نصیب نہیں ہوئی شاید مل جائے ۔۔ گو وہ جھوٹ موٹ ہی کی ہوگی۔ پر نہ ہونے سے بہتر ہے۔
لاجونتی :۔ آپ کو روکا کس نے ہے ۔۔ بولیے، پر یہ تو جھوٹ موٹ کا جھوٹ ہے اور آپ ٹھیرے سچا جھوٹ بولنے والے۔ کیا مشکل محسوس نہ ہوگی؟
نرائن :۔ اب یہ سچی باتیں بعد میں شروع کیجئے گا۔ اس وقت ہم سب کے سب جھوٹے ہیں۔
لاجونتی :۔ آپ پھر سے شروع کیجئے۔
نرائن :۔ میرے اور کشور کے درمیان یہ باتیں شروع ہوں گی۔ میں اس سے کہوں گا۔ "چلو بھئی ہاکی کا میچ دیکھنے چلیں۔ اٹھو اٹھو جلدی کرو، وقت ہو گیا ہے۔" اور وہ آپ کی طرف دیکھے گا۔ اس پر آپ کیا کہیں گی؟
کشور :۔ ٹھہرو ٹھہرو لاجونتی، میں بولتا ہوں..... مجھے ایک ایک لفظ یاد ہے۔ "آپ شوق سے جا سکتے ہیں، مجھ سے پوچھ کے جانے کی کیا ضرورت تھی۔ مردوں کو کھیل کود میں ضرور حصہ لینا چاہیئے۔ اس سے صحت اچھی رہتی ہے" ۔۔۔ کیوں ٹھیک ہے نا؟
لاجونتی :۔ بالکل۔
نرائن :۔ تو پھر ہم دونوں میچ دیکھنے چلے گئے اور شام کو سات بجے واپس آئے تو آپ نے .....
لاجونتی :۔ چائے تیار کی۔ آپ دونوں کو پلائی ۔۔ چونکہ یہ تھکے ہوئے تھے۔ اس لیے میں نے ان کا بدن دبایا، بوٹ اتارے، جرابیں اتاریں، ان کے پیروں کی انگلیاں چٹخائیں

اور.....

کشور:۔ بس اتنا ہی کافی ہے ـــ زیادہ شکر نہ ڈالو لاجونتی، سب مزا کرکرا ہو جائیگا ..... (ٹھنڈی سانس بھر کر) نرائن، کیا وہ دن بھی آئے گا جب میرے لیے یہ سچ مچ ایسا سورگ بن جائے گی؟

نرائن:۔ مجھے اس وقت جھوٹ بولنا ہے، سمجھے۔ ایسی قابلِ رحم صورت نہ بناؤ۔ تم پر ترس کھا کر اگر میرے منہ سے کوئی سچی بات نکل گئی تو میرا ذمہ نہیں ـــــــ سمجھے؟

کشور:۔ سمجھتا ہوں، سب سمجھتا ہوں، لیکن جیسے تم سمجھانے کی کوشش کر رہے ہو، بہت چالاک ہے، جو بات تمھارے دل میں ہے اس کے ناخنوں میں ہے۔

لاجونتی:۔ اگر سچ بولنا ہو تو آپ خاموش بیٹھے رہیں۔ اپنی للّو روکے رہیں۔

نرائن:۔ بالکل ٹھیک ـــ تو آپ نے ایک پتی ورتا استری کی طرح ان کی خدمت کی اور انھوں نے ایک اچھے پتی کی طرح آپ کا شکریہ ادا کیا۔ اور جب اچھی طرح تھکاوٹ دور ہو گئی تو آپ سے کہنے لگے "عجب مصیبت ہے، ان افسروں نے ناک میں دم کر رکھا ہے۔ گراؤنڈ میں بڑے صاحب مل گئے، کہنے لگے، آج چند ضروری کاغذات تیار کرنا ہیں، اس لیے ٹھیک آٹھ بجے میری کوٹھی پر پہنچ جانا۔ ـــ اب تم ہی بتاؤ سٹینو ٹائپسٹ کی زندگی کیا غلاموں سے بدتر نہیں ـــ جی چاہتا تھا کہ آج دو گھڑی تمھارے پاس بیٹھوں، تم سے وہ غزل سنوں..... دیوانہ بنانا ہے تو دیوانہ بنا دے ..... مگر .....!"

لاجونتی:۔ میں نے ان کو جب اس طرح کڑھتے دیکھا تو کہا "افسروں کو ناراض نہیں کرنا

چاہیئے، منے کے ابا — آپ جائیے، میرے لیے آپ اتنی چنتا نہ کریں — میں جانتی ہوں کہ آپ کو بہت کام کرنا پڑتا ہے۔ پر اب ہو کیا سکتا ہے، اس کے سوا اور چارہ ہی کیا ہے، پرماتما آپ کو شکتی دے۔

کشور: کیا سہانا سپنا ہے — میں اس ہمدردی کے قربان، اس شوہر نوازی پہ فدا۔

نرائن: جی — تو آپ نے ان سے یہ کہا "آپ جائیے، پرماتما آپ کو شکتی دے" — پرماتما اس کو شکتی دے..... ہاں تو یہ کوٹ ووٹ پہن کر باہر نکلے، میں ان کے پیچھے چل دیا — میرا یہاں بیٹھے رہنا بالکل فضول تھا، کیوں بھابی؟

لاجونتی: جی ہاں، آپ کو بھی تو کسی کام سے جانا تھا؟

نرائن: میں بھول ہی گیا تھا، اچھا ہوا جو آپ نے یاد دلا دیا۔

(گھڑی پانچ بجاتی ہے۔)

نرائن: میرا خیال ہے کہ اب سچ بولنا چاہیئے — جھوٹ ہم کافی بول چکے — کیا خیال ہے بھابی؟ —

لاجونتی: میرا شوق تو پورا ہو گیا۔ اگر آپ کا بھی جی بھر گیا ہو تو سچ بولنا شروع کر دیجئے۔ پر یہ دھیان رہے کہ اس میں جھوٹ کی تھوڑی سی بھی ملاوٹ نہ ہو۔

نرائن: ارے توبہ کیجئے صاحب — یہ تو مذاق مذاق میں اور آپ کو خوش کرنے کے لیے میں نے جھوٹ کے پل باندھے تھے ورنہ مجھے تو اس سے سخت نفرت ہے۔

لاجونتی: (طنزیہ انداز میں) جی!

نرائن :۔ آپ یقین نہیں کرتیں، پر آپ کو یاد ہے، پچھلے ہفتے جب آپ کے "انھوں" نے کسی ضروری کام کا بہانہ کر کے رات کو تھیٹر جانے کی تیاریاں شروع کی تھیں۔ تو میں نے آپ سے صاف صاف بات کہہ دی تھی..... اور ابھی ابھی آپ نے جب مجھ سے پوچھا کہ تم ارملا دیوی فلم ایکٹرس کے یہاں چائے پینے گئے تھے تو میں نے فوراً اقرار کر لیا ——— دراصل ——— دراصل سچ بولنے سے میں کبھی نہیں گھبرایا..... اور دیکھئے اگر آپ کے "یہ" ابھی ابھی آپ سے کہیں کہ انھیں چھ بجے اپنے بڑے صاحب کی کوٹھی پر کاغذات ٹائپ کرنے جانا ہے تو میں آپ سے فوراً کہدوں گا کہ یہ غلط ہے ——— بڑے صاحب میرے دوست ہیں اور میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ آج ان کو چھ بجے نہیں بلکہ ساڑھے سات بجے بلایا گیا ہے اور یہ ڈیڑھ گھنٹہ ادھر ادھر سیر سپاٹے میں گزارنا چاہتے ہیں۔

لاجونتی :۔ میں نے کب کہا ہے کہ آپ جھوٹ بولتے ہیں۔ وہ تو میں ذرا انھیں ستا رہی تھی۔ آپ میں اور ان میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

نرائن :۔ آپ نے کہا تو سچ ہے ——— کشور خفا ہو جائے گا پر کوئی ہرج نہیں..... دیکھئے کل جو انھوں نے مجھے اس چڑیل ارملا دیوی کے ہاں جانے کو کہا تو میں نے صاف انکار کر دیا۔ "میاں تمھیں اپنی بیوی کا ڈر نہ ہوگا پر مجھے ہے اور پھر میں ایسی واہیات عورتوں کے تو پاس تک پھٹکنا نہیں چاہتا۔" مگر اس نے زور دیا۔ اور مجھے جانا ہی پڑا، یعنی میں ذرا ٹھٹکا تھا کہ یہ مجھے گھسیٹ کر لے گیا۔

کشور :۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ سراسر جھوٹ۔ اس بات کا اوّل جھوٹ آخر جھوٹ۔

نرائن :۔ جی ہاں جھوٹ بول رہا ہوں۔ مگر پرماتما کے لیے آپ سچ نہ بولیے گا.....!

کشورہ۔ پر سوال یہ ہے کہ جھوٹ بولنے سے پہلے میرا کون سا کام بن گیا ہے۔ جو میں اب سچ بولنا چھوڑ دوں۔ یہ دیوی جو میرے پاس بیٹھی ہیں، میرے جیون پر تو مارشل لا بن کے رہ گئی ہیں ـــــ جھوٹ بولوں تو وہ بھی سنسر ہو جاتا ہے اور سچ بولوں تو اس پر بھی دفعہ ایک سو چوالیس لگ جاتی ہے۔ اب بولو، میں کروں تو کیا کروں ـــــ میرا تو یہ حال ہے کہ جیسے پنجرے میں پنچھی ـــــ بس پھڑ پھڑا کے رہ جاتا ہوں..... اب اگر اس سے کہوں کہ اٹھو اور جلدی سے چائے بنا دو کیونکہ مجھے سات بجے بڑے صاحب نے کوٹھی پر بلایا ہے تو..... بس جیسے بھڑوں کے چھتے کو چھیڑ دیا۔ ڈنک پر ڈنک پڑنے لگیں ـــــ منہ سے اف کرنے کی بھی تو اجازت نہیں!

نرائن:۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ بڑے صاحب نے تمہیں ساڑھے سات بجے بلایا ہے ـــــ اسی جھوٹ پر تو سارا فساد ہے!

کشورہ۔ اب تم بھی اس کی طرف داری کرنے لگے ـــــ سات اور ساڑھے سات میں فرق ہی کیا ہے۔

نرائن:۔ واہ بھئی واہ آدھے گھنٹے کا تمہارے نزدیک کوئی فرق ہی نہیں۔ پاؤ گھنٹے میں دنیا ادھر کی ادھر ہو سکتی ہے اور تم آدھے گھنٹے کو یونہی بے کار سمجھتے ہو۔ سنا بھابی آپ نے ـــــ وقت میں بھی یہ فضول خرچی کرنے سے باز نہیں آتا۔

لاجونتی:۔ میں آپ کی باتیں بڑے غور سے سن رہی ہوں۔

نرائن:۔ آپ کی بڑی مہربانی ہے ـــــ ورنہ بندہ کس لائق ہے!

لاجونتی :۔ نرائن صاحب، انھیں آج کیا سچ مچ کہیں جانا ہے؟ یعنی جانا ہے تو صاف صاف کہہ دیں۔ میں رو کنے لگی۔

کشور :۔ جانا ہے بابا جانا ہے، بڑے صاحب کی کوٹھی پر جانا ہے؟ — کہیں عیش کرنے نہیں جانا ہے، سمجھیں؟

لاجونتی :۔ میں مسٹر نرائن سے بات کر رہی ہوں۔

نرائن :۔ آپ مسٹر نرائن سے بات کر رہی ..... ہیں، تم خاموش رہو... ہاں تو بھابی جان آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ انھیں سچ مچ اپنے بڑے صاحب کی کوٹھی پر جانا ہے۔ سات بجے نہیں — ساڑھے سات بجے اور انھیں وہاں زیادہ سے زیادہ تین گھنٹے کا کام ہے یعنی ٹھیک گیارہ بجے انھیں یہاں پہنچ جانا چاہئے۔

کشور :۔ اور اگر وہاں تین کے بجائے چار گھنٹے صرف ہو گئے تو؟

نرائن :۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ تمھارا بڑا صاحب رات کو ٹھیک گیارہ بجے سو جایا کرتا ہے۔ اگر وہ گیارہ بجے نہ سوئے تو اسے رات بھر نیند نہیں آتی۔

لاجونتی :۔ تو میں انھیں اجازت دے دوں؟

نرائن :۔ میں آپ کو مجبور نہیں کرتا، پر حالات ہی کچھ ایسے ہیں..... کہ آپ کو اجازت دینا ہی پڑیگی۔

لاجونتی :۔ تو چائے پینے کے بعد چلے جائیں۔

کشور :۔ (خوش ہو کر) تم نے اجازت دے دی!

لاجونتی :۔ کہتی تو ہوں جائیے..... اس میں میری اجازت کی ضرورت ہی کیا تھی۔ آپ کو کام پر جانا ہے، کہیں عیش کرنے تھوڑی جانا ہے.... تو چائے کے ساتھ

انڈوں کا حلوہ بنا دوں — تھوڑے سے بسکٹ بھی ہیں — جانے وہاں آپ کو کب کھانا ملے، اس لیے اچھا ہوگا کہ یہاں ہی سے کچھ کھا کے جائیے!

کشور: نہیں نہیں، اس کی کوئی ضرورت نہیں، میں خالی چائے پیوں گا۔

لاجونتی: (نرائن سے) اور آپ؟

نرائن: (چونک کر) میں؟ — میں سہ پہر کو کچھ نہیں کھایا کرتا۔

لاجونتی: تو خالی چائے رہے ..... ہوں؟

کشور: چائے سے زیادہ ضروری میرا ڈنر سوٹ ہے، اس کو پریس کرنا ہے۔

لاجونتی: ڈنر سوٹ؟

نرائن: ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ وہاں کوٹھی پر دوسرے افسر بھی آئیں گے اور انھیں بھی ان کے ساتھ ڈنر کھانا ہوگا — ڈنر سوٹ میں جائیں گے تو اچھا رہے گا ..... ان لوگوں پر اچھا اثر پڑے گا۔

کشور: تم میرا منہ کیا دیکھ رہی ہو؟

لاجونتی: ڈنر سوٹ؟ — آپ کا مطلب اسی سوٹ سے ہے نا جو کالی سرج کا بنا ہوا ہے — دُم کٹا سا؟

کشور: ہاں ہاں، اسی کو ڈنر سوٹ کہتے ہیں۔ اسے نکال کر پریس کر دو۔

لاجونتی: وہی سوٹ جو آپ نے تین برس پہلے بنوایا تھا۔ وہی وہی جس کے استر میں ایک بار آپ نے مجھ سے رفو کرایا تھا۔

کشور: ہاں، ہاں، وہی — وہی — کیوں؟

لاجونتی: جس کے ساتھ تم سفید رنگ کی بو باندھا کرتے ہو۔

کشور: وہی، وہی ـــــ اسے ٹرنک میں سے نکالو اور پریس کر دو۔
لاجونتی: آپ نے مجھ سے پہلے کیوں نہیں کہا۔ اب وقت کے وقت آپ کو یاد آیا وہی مثل ہوئی .....
کشور: پہلے کیوں کہا ـــــ پہلے کیا نہیں کہا؟
لاجونتی: اب مجھے کیا معلوم تھا وہ آپ کے کام کا ہے؟
کشور: کیوں ..... کیوں، اسے کیا ہوا؟ ـــــ وہ کام کا نہیں تھا۔
لاجونتی: میں نے آج صبح ٹرنک کھولا تو آپ کے سوٹ میں کیڑا لگ رہا تھا، سو میں نے اٹھا کر درزی کو دے دیا کہ اس میں سے منے کے دو کوٹ اور دو نیکر بنا دے۔
کشور: منے کے دو کوٹ اور دو نیکر بنا دے ..... میرے ڈنر سوٹ میں سے .... تم یہ کیا کہہ رہی ہو لاجونتی؟ ..... میری اجازت کے بغیر تم میرا سوٹ منے کے دو کوٹ اور دو نیکر بنانے کے لیے درزی کو کیسے دے سکتی ہو۔
لاجونتی: واہ، یہ بھی ایک ہی کہی۔ جناب جب ہر دوسرے تیسرے مہینے میری کسی نہ کسی ساڑھی سے اپنی دھوتی بنا لیا کرتے ہیں تو کیا میں بھی اسی طرح چلایا کرتی ہوں اور جب آپ شیروانی کے نیچے اکثر میرا کرتہ پہن لیتے ہیں تو میں کچھ نہیں بولتی۔ چپ رہتی ہوں۔
کشور: تمھاری ساڑھی اور کرتہ گئے بھاڑ میں ..... ان سے میرے سوٹ کا مقابلہ کرتی ہو .... لاجونتی، تمھاری یہ حرکت ناقابلِ برداشت ہے، میں نے اس سوٹ پر پورے ڈیڑھ سو روپے خرچ کیے تھے۔

لاجونتی :۔ اور ساڑھی سے میں نے آپ کے کمرے کی کھڑکیوں کے پردے بنا دیے تھے، وہ بھی ڈیڑھ سو روپے کی تیاری کی تھی ـــــ اس کی زردوزی اگر نوچ کر بیچی جاتی جب بھی تیس چالیس روپے کہیں نہیں گئے تھے۔

کشور :۔ وہ ساڑھی دو برس کی پرانی تھی۔

لاجونتی :۔ اور آپ کا سوٹ، تین اور تین اور تین نو برس کا پرانا۔

کشور :۔ میں تم سے بحث کرنا نہیں چاہتا، سمجھیں، تم بہت ہٹ دھرم ہو گئی ہو۔ تم کو ڈھیل دیکر میں نے سخت غلطی کی، جھک ماری ..... آج تم نے میرے ڈنر سوٹ سے منے کے لیے دو کوٹ اور دو نیکر بنوانے کا آرڈر دیا ہے۔ کل تم میری موٹر سے اس کے لیے جھولا بنوانے کا حکم دے دو گی، پرسوں یہ گھر کسی کے حوالے کر دو گی، اترسوں مجھے نیلام پر چڑھا دو گی۔ میں خوب مفت کا تمہارے ہاتھ لگ گیا ہوں۔ آخر یہ کیا تماشہ ہے، تم جھوٹ بول رہی ہو، میرا سوٹ ویسے کا ویسا موجود ہے، جلدی سے نکال کر پریس کر دو۔ مجھے وہاں سات بجے پہنچ جانا چاہیئے۔

نرائن :۔ سات نہیں ـــــ ساڑھے سات!

(ٹیلی فون کی گھنٹی بجنا شروع ہوتی ہے)

کشور :۔ لو، یہ فون بھی آگیا .....!

لاجونتی :۔ یہ آپ کا فون نہیں ..... میری کسی سہیلی کا ہے (ٹیلیفون کا چونگا اٹھانے کی آواز) ہلو ..... ہلو ..... ہاں، ہاں ..... ۴۵۸۹۶ ..... جی ..... جی ... میں خیریت سے ہوں۔ مگر ان کا مزاج آج کچھ بگاڑ پر ہے۔ چڑچڑے ہو رہے ہیں۔

.....جی ہاں.....

کشور: کون ہے؟

لاجونتی: میں نے غلطی سے ان کا ڈنر سوٹ بے کار سمجھ کر آج درزی کو دے دیا کہ وہ اس سے منے کے دو کوٹ اور دو نیکر بنا دے۔ اس لیے وہ آج شام کو باہر نہیں نکل سکتے..... کیا کہا.... نہیں نہیں، اگر فرمائیے تو ان کے بدلے میں حاضر ہو جاؤں..... بس..... تو ادھر سے بھی تسلیم (کھٹ سے چونگا رکھنے کی آواز)

نرائن: (ایکا ایکی) ارے سوا پانچ ہو گئے۔ مجھے تو ایک ضروری کام سے جانا تھا۔ بھئی میں چلا..... اچھا بھابی..... پھر کبھی حاضر ہوں گا.... میں چلا.....

لاجونتی: اجی ٹھیریے تو..... ٹھیریے تو.....

کشور: جانے دو اسے تم یہ بتاؤ فون پر کون تھا؟ آخر مجھ سے کہتی کیوں نہیں لاجونتی، چھپاتی کیوں ہو، کہو بھی کون تھا۔

لاجونتی: آپ کو کیا..... کوئی بھی ہو.... جائیے میں نہیں بتاتی..... اور کہئے تو بتا دوں..... پر آپ.....

کشور: بگڑ تو نہ جائیے گا؟ تو اگر میں بگڑ ہی گیا تو آپ کا کیا بنا لوں گا..... اچھا کہو بھی کون تھا؟

لاجونتی: لو کہے دیتی ہوں.... پر دیکھئے ہتے سے اکھڑ نہ جائیے گا۔ وچن دیجئے۔

کشور: اب کہو بھی کون تھا؟

لاجونتی: میری سہیلی، ارملا دیوی..... ناراض ہو گئی ہے مجھ سے، ڈنر سوٹ

کے بجائے اس میں ہی کیڑے پڑتے، پر آپ بڑے صاحب کی کوٹھی تو چلے جاتے..... کیوں چور کیسے پکڑا..... یہ ارملا دیوی.....

کشور: جانے بھاڑ میں۔ اور میں جاؤں چولھے میں۔

نوکر: سرکار میں لے آیا ہوں۔

کشور: (چمک کر) کیا لائے ہو تم؟

نوکر: میم صاحب نے آپ کا ڈنر سوٹ استری کرانے کے لیے دیا تھا، تم کو ڈھیل دے کر لانڈری سے لایا ہوں۔

کشور: جاؤ، دین محمد ٹیلر ماسٹر کو دے آؤ کہ وہ اس میں سے منے کے دو کوٹ اور دو نیکر بنا دے۔